ماہِ رمضان میں درپیش جدید مسائل کا حل

روزہ تراویح اعتکاف زکوٰۃ وصدقۂ فطر کے اہم اور عصری جدید مسائل کا مجموعہ

تصنیف:

مفتی محمد احسن اویسی

مدرس شعبہ تخصص فی الفقہ دارالعلوم میمن نیو میمن مسجد بولٹن مارکیٹ کراچی

تصحیح ونظر ثانی:

تاج الفقہاء مفتی وسیم اختر المدنی زید مجدہٗ

رئیس دارالافتاء فیضان شریعت تین ہٹی کراچی

صدر مدرس شعبہ تخصص فی الفقہ والافتاء دارالعلوم نعیمیہ ودارالعلوم میمن کراچی

فرید بک اسٹال

۳۸۔ اردو بازار لاہور

روزہ تراویح اعتکاف، زکوٰۃ وصدقہ فطر کے اہم اور عصری جدید مسائل کا مجموعہ

ماہِ رمضان میں پیش جدید مسائل کا حل

تصنیف:
مفتی محمد احسن اویسی
مدرس شعبہ تخصص فی الفقہ، دارالعلوم میمن نیو میمن مسجد بولٹن مارکیٹ، کراچی

تصحیح ونظرِ ثانی:
تاج الفقہاء مفتی وسیم اختر المدنی زید مجدہٗ
رئیس دارالافتاء فیضانِ شریعت، تین ہٹی کراچی
صدر مدرس شعبہ تخصص فی الفقہ والافتاء: دارالعلوم نعیمیہ و دارالعلوم میمن کراچی

۳۸۔ اردو بازار لاہور

نام کتاب : ماہِ رمضان میں درپیش جدید مسائل کا حل
تصنیف : مفتی محمد احسن اویسی
مطبع : رومی پبلیکیشنز اینڈ پرنٹرز، لاہور
تاریخ اشاعت : رجب المرجب ۱۴۴۲ھ فروری 2021ء
قیمت : روپے

Farid Book Stall
Phone No: 092-42-37312173-37123435
Fax No. 092-42-37224899
Email:info@faridbookstall.com
Visit us at:www.faridbookstall.com

فرید بک سٹال (رجسٹرڈ) ۳۸۔ اردو بازار لاہور
فون نمبر ۹۲-۴۲-۳۷۳۱۲۱۷۳-۳۷۱۲۳۴۳۵
فیکس نمبر ۹۲-۴۲-۳۷۲۲۴۸۹۹
ای میل info@faridbookstall.com:
ویب سائٹ: www.faridbookstall.com

فہرست

❖❖❖❖❖❖

عرضِ مصنف

کچھ عرصہ قبل ایک ادارے کی تحریر نظر سے گزری، جس میں روزے کے چند ایک جدید مسائل کے حل کیلئے مفتیانِ کرام کو دعوت دی گئی تھی۔ جب میں نے ان جدید مسائل پر اپنے معاصر فتاویٰ کو دیکھا تو تقریباً فتاویٰ ان مسائل کی تحقیق سے خالی تھے۔ اسی طرح تمام یا اکثر جدید مسائل کسی بھی ایک فتاویٰ کی کتاب میں درج نہیں تھے۔ لہٰذا میں نے اس کمی کو شدت سے محسوس کیا اور اسے پورا کرنے کا مصمم ارادہ کیا تا کہ لوگوں کو مسائل جاننے میں آسانی ہو۔ اس کتاب میں میں نے اہم، جدید اور عصری مسائل جمع کیے ہیں اور الحمدللہ چند دنوں میں ان مسائل کے جوابات بالتفصیل تحریر کیے۔

اس کے بعد میں نے اس کتاب کو جید علماء کرام و مفتیانِ عظام کی بارگاہ میں پیش کیا، انہوں نے اپنے قیمتی مشوروں سے نوازا اور اصلاح بھی فرمائی۔ میرے استاذ، مربی، مولائی، ملجائی تاج الفقہاء مفتی وسیم اختر المدنی زید مجدہ نے اپنا قیمتی وقت نکال کر اس کتاب کی تصحیح فرمائی اور نظرِ ثانی فرمائی۔ حق یہ ہے کہ میرے استاذ محترم کی تصحیح سے قبل یہ کتاب فقہی حوالے سے ناقص تھی مگر ان کی تصحیح نے اس کو کامل و اکمل اور عوام و خواص کیلئے استفادہ کے قابل بنا دیا۔ اللہ تعالیٰ ان کا سایہ ہم سب پر تا دیر صحت و سلامتی کے ساتھ قائم و دائم فرمائے اور ہمیں ان سے فیض یاب ہونے اور تفقہ حاصل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

اس کتاب میں جو منہج اختیار کیا گیا ہے وہ درج ذیل ہے:

1. جدید مسائل اور اہم مسائل کو تحریر کیا گیا ہے۔
2. مسائل کو عوام کی آسانی کیلئے سوالاً و جواباً شکل دی گئی ہے۔

3. سوال نہایت ہی آسان طریقے سے درج کیا گیا ہے۔
4. مختصر اور جامع جواب لکھا گیا ہے جو کہ عوام کی آسانی کیلئے ہے۔
5. تفصیل میں اس جواب کی قدرے وضاحت اور علت و جزئیات ہیں۔
6. بعض تفاصیل میں صرف جزئیہ اور ترجمہ پر اکتفاء کیا گیا ہے۔
7. ہر مسئلے میں روزہ ٹوٹنے کی علت اور قضاء یا قضاء اور کفارہ لازم ہونے کی علت کو بھی بیان کیا گیا ہے۔

اگر کسی مقام پر کوئی غلطی نظر آئے تو اطلاع ضرور دیں۔

محمد احسن اویسی

❖❖❖❖❖

روزے کے مسائل

روزے کے فضائل قرآن، احادیث اور آثار کی روشنی میں

قرآن پاک:

(1) ﴿یَاأَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِینَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُونَ﴾. [البقرۃ، آیت: 183]

(ترجمہ:) ''اے ایمان والو! تم پر روزہ فرض کیا گیا جیسا ان پر فرض ہوا تھا جو تم سے پہلے ہوئے، تاکہ تمہیں پرہیزگاری ملے''۔

(2) ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِی أُنْزِلَ فِیهِ الْقُرْآنُ هُدًی لِلنَّاسِ وَبَیِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَی وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْکُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ وَمَنْ کَانَ مَرِیضًا أَوْ عَلَی سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَیَّامٍ أُخَرَ یُرِیدُ اللهُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیدُ بِکُمُ الْعُسْرَ وَلِتُکْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُکَبِّرُوا اللهَ عَلَی مَا هَدَاکُمْ وَلَعَلَّکُمْ تَشْکُرُونَ﴾. [البقرۃ، آیت: 185]

(ترجمہ:) ''رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اترا، لوگوں کے لئے ہدایت اور رہنمائی اور فیصلہ کی روشن باتیں، تو تم میں جو کوئی یہ مہینہ پائے ضرور اس کے روزے رکھے اور جو بیمار یا سفر میں ہو تو اتنے روزے اور دنوں میں، اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر دشواری نہیں چاہتا اور اس لئے کہ تم گنتی پوری کرو اور اللہ کی بڑائی بولو، اس پر کہ اس نے تمہیں ہدایت کی اور کہیں تم حق گزار ہو''۔

احادیث مبارکہ:

(3) صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

«إِذَا جَاءَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ أَبْوَابُ الجَنَّةِ» . (۱)

(ترجمہ:) "جب رمضان آتا ہے، جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں"۔

(4) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ابن ماجہ میں ہے:

«إِنَّ هَذَا الشَّهْرَ قَدْ حَضَرَكُمْ، وَفِيهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ، مَنْ حُرِمَهَا فَقَدْ حُرِمَ الْخَيْرَ كُلَّهُ، وَلَا يُحْرَمُ خَيْرَهَا إِلَّا مَحْرُومٌ» . (۲)

(ترجمہ:) "یہ مہینہ آیا، اس میں ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے، جو اس سے محروم رہا، وہ ہر چیز سے محروم رہا اور اس کی خیر سے وہی محروم ہوگا، جو پورا محروم ہے"۔

(5) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مشکاۃ المصابیح میں ہے:

«إِنَّ الْجَنَّةَ تُزَخْرَفُ لِرَمَضَانَ مِنْ رَأْسِ الْحَوْلِ إِلَى حَوْلٍ قَابِلٍ فَإِذَا كَانَ أَوَّلُ يَوْمٍ مِنْ رَمَضَانَ هَبَّتْ رِيحٌ تَحْتَ الْعَرْشِ مِنْ وَرَقِ الْجَنَّةِ عَلَى الْحُورِ الْعِينِ فَيَقُلْنَ يَا رَبِّ اجْعَلْ لَنَا مِنْ عِبَادِكَ أَزْوَاجًا تَقَرُّ بِهِمْ أَعْيُنُنَا وَتَقَرُّ أَعْيُنُهُمْ بِنَا» . (۳)

---

(۱) صحیح البخاری، کتاب الصوم، ھل یقال رمضان، حدیث (1898)، ج 3، ص 25، دار طوق النجاۃ، بیروت

(۲) سنن ابن ماجہ، کتاب الصیام، ماجاء فی فضل شھر رمضان، حدیث (1644)، ج 1، ص 526، دار احیاء التراث العربیہ

(۳) مشکاۃ المصابیح، کتاب الصوم، الفصل الثالث، حدیث (1967)، ج 1، ص 613، المکتب الاسلامی بیروت

(ترجمہ:) ”جنت ابتدائے سال سے سال آئندہ تک رمضان کے لیے آراستہ کی جاتی ہے، جب رمضان کا پہلا دن آتا ہے تو جنت کے پتوں سے عرش کے نیچے ایک ہوا حورعین پر چلتی ہے، وہ کہتی ہیں، اے رب! تُو اپنے بندوں سے ہمارے لیے ان کو شوہر بنا، جن سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اوراُن کی آنکھیں ہم سے ٹھنڈی ہوں“۔

(6) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مسند احمد میں ہے:

«يُغْفَرُ لَهُمْ فِي آخِرِ لَيْلَةٍ قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ، أَهِيَ لَيْلَةُ الْقَدْرِ؟ قَالَ لَا، وَلَكِنَّ الْعَامِلَ إِنَّمَا يُوَفَّى أَجْرُهُ إِذَا قَضَى عَمَلَهُ». (۱)

(ترجمہ:) ”رمضان کی آخر شب میں اِس اُمّت کی مغفرت ہوتی ہے۔ عرض کی گئی: یارسول اللہ! کیا وہ شبِ قدر ہے؟ فرمایا: نہیں ولیکن کام کرنے والے کو اس وقت مزدوری پوری دی جاتی ہے، جب کام پورا کرلے“۔

(7) حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے شعب الایمان اور صحیح ابن خزیمہ میں ہے:

«يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ أَظَلَّكُمْ شَهْرٌ عَظِيمٌ، شَهْرٌ مُبَارَكٌ، شَهْرٌ فِيهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ، جَعَلَ اللهُ صِيَامَهُ فَرِيضَةً، وَقِيَامَ لَيْلِهِ تَطَوُّعًا، مَنْ تَقَرَّبَ فِيهِ بِخَصْلَةٍ مِنَ الْخَيْرِ كَانَ كَمَنْ أَدَّى فَرِيضَةً فِيمَا سِوَاهُ، وَمَنْ أَدَّى فَرِيضَةً فِيهِ كَانَ كَمَنْ أَدَّى سَبْعِينَ فَرِيضَةً فِيمَا سِوَاهُ، وَهُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ، وَالصَّبْرُ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ، وَشَهْرُ الْمُوَاسَاةِ، وَشَهْرٌ يُزَادُ فِي رِزْقِ الْمُؤْمِنِ، مَنْ فَطَّرَ فِيهِ صَائِمًا كَانَ لَهُ مَغْفِرَةً لِذُنُوبِهِ، وَعِتْقَ رَقَبَتِهِ مِنَ النَّارِ، وَكَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُنْتَقَصَ مِنْ أَجْرِهِ شَيْءٌ، قُلْنَا

(۱) مسند احمد بن حنبل، مسند ابی ہریرہ، حدیث (7917)، ج 13، ص 295، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت

يَا رَسُولَ اللهِ، لَيْسَ كُلُّنَا يَجِدُ مَا يُفَطِّرُ الصَّائِمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يُعْطِي اللهُ هٰذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا عَلَى مَذْقَةِ لَبَنٍ أَوْ تَمْرَةٍ أَوْ شَرْبَةٍ مِنْ مَاءٍ، وَمَنْ أَشْبَعَ صَائِمًا سَقَاهُ اللهُ مِنْ حَوْضِي شَرْبَةً لَا يَظْمَأُ حَتّٰى يَدْخُلَ الْجَنَّةَ، وَهُوَ شَهْرٌ أَوَّلُهُ رَحْمَةٌ، وَأَوْسَطُهُ مَغْفِرَةٌ، وَآخِرُهُ عِتْقٌ مِنَ النَّارِ مَنْ خَفَّفَ عَنْ مَمْلُوكِهِ فِيهِ غَفَرَ اللهُ لَهُ وَأَعْتَقَهُ مِنَ النَّارِ» .(۱)

(ترجمہ:) ''اے لوگو! تمھارے پاس عظمت والا، برکت والا مہینہ آیا، وہ مہینہ جس میں ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اس کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض کیے اور اس کی رات میں قیام (نماز پڑھنا) تطوع (یعنی سنت) جو اس میں نیکی کا کوئی کام کرے تو ایسا ہے جیسے اور کسی مہینے میں فرض ادا کیا اور اس میں جس نے فرض ادا کیا تو ایسا ہے جیسے اور دنوں میں ستر ۷۰ فرض ادا کیے۔ یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے اور یہ مہینہ مواسات کا ہے اور اس مہینے میں مومن کا رزق بڑھایا جاتا ہے، جو اس میں روزہ دار کو افطار کرائے، اُس کے گناہوں کے لیے مغفرت ہے اور اس کی گردن آگ سے آزاد کر دی جائے گی اور اس افطار کرانے والے کو ویسا ہی ثواب ملے گا جیسا روزہ رکھنے والے کو ملے گا بغیر اس کے کہ اُس کے اجر میں سے کچھ کم ہو۔ ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم)! ہم میں کا ہر شخص وہ چیز نہیں پاتا، جس سے روزہ افطار کرائے؟ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو دے گا، جو ایک گھونٹ دودھ یا ایک خُرما یا ایک گھونٹ پانی سے روزہ افطار کرائے اور جس نے

(۱) شعب الایمان، الصیام، فضائل شھر رمضان، حدیث (3336)، ج5، ص223، مکتبۃ الرشد، الھند

روزہ دار کو پیٹ بھر کھانا کھلایا، اُس کو اللہ تعالیٰ میرے حوض سے پلائے گا کہ کبھی پیاسا نہ ہوگا یہاں تک کہ جنت میں داخل ہو جائے۔ یہ وہ مہینہ ہے کہ اُس کا اوّل رحمت ہے اور اس کا اوسط مغفرت ہے اور اس کا آخر جہنم سے آزادی ہے جو اپنے غلام پر اس مہینے میں تخفیف کرے یعنی کام میں کمی کرے، اللہ تعالیٰ اُسے بخش دے گا اور جہنم سے آزاد فرمادے گا"۔

(8) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے السنن الکبریٰ للبیہقی میں ہے:

«إِنَّ لِلْجَنَّةِ ثَمَانِيَةَ أَبْوَابٍ مِنْهَا بَابٌ يُسَمَّى الرَّيَّانُ لَا يَدْخُلُهُ إِلَّا الصَّائِمُونَ». (۱)

(ترجمہ:) "جنت میں آٹھ دروازے ہیں، ان میں ایک دروازہ کا نام ریّان ہے، اس دروازہ سے وہی جائیں گے جو روزے رکھتے ہیں"۔

(9) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے صحیح البخاری میں ہے:

«مَنْ صَامَ رَمَضَانَ، إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ». (۲)

(ترجمہ:) "جو ایمان کی وجہ سے اور ثواب کے لیے رمضان کا روزہ رکھے گا، اس کے اگلے گناہ بخش دیے جائیں گے"۔

(10) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے المستدرک للحاکم میں ہے:

«الصِّيَامُ وَالْقُرْآنُ يَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ، يَقُولُ الصِّيَامُ رَبِّ إِنِّي مَنَعْتُهُ الطَّعَامَ وَالشَّهَوَاتِ بِالنَّهَارِ فَشَفِّعْنِي فِيهِ، وَيَقُولُ الْقُرْآنُ مَنَعْتُهُ

(۱) السنن الکبریٰ للبیہقی، کتاب الصیام، باب فضائل شھر رمضان، حدیث (8512)، ج4، ص502، دار الکتب العلمیہ بیروت

(۲) صحیح البخاری، کتاب الایمان، صوم رمضان احتسابا، حدیث (38)، ج1، ص16، دار طوق النجاۃ

النَّوْمَ بِاللَّيْلِ فَيُشَفَّعَانِ» .(۱)

(ترجمہ:) ''روزہ و قرآن بندہ کے لیے شفاعت کریں گے، روزہ کہے گا، اے رب (عزوجل)! میں نے کھانے اور خواہشوں سے دن میں اسے روک دیا، میری شفاعت اُس کے حق میں قبول فرما۔ قرآن کہے گا، اے رب (عزوجل)! میں نے اسے رات میں سونے سے باز رکھا، میری شفاعت اُس کے بارے میں قبول کر۔ دونوں کی شفاعتیں قبول ہوں گی''۔

(11) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے صحیح البخاری میں ہے:

«كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهُ إِلَّا الصَّوْمَ، فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ، وَلَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ» .(۲)

(ترجمہ:) ''ابن آدم کا ہر عمل اس کے لئے ہے مگر روزہ کہ وہ میرے لیے ہے اور اُس کی جزا میں دوں گا۔ روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ عزوجل کے نزدیک مُشک سے زیادہ پاکیزہ ہے''۔

(12) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مسند احمد میں ہے:

«الصِّيَامُ جُنَّةٌ، وَحِصْنٌ حَصِينٌ مِنَ النَّارِ» .(۳)

(ترجمہ:) ''روزہ ڈھال ہے اور دوزخ سے حفاظت کا مضبوط قلعہ''۔

(13) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنن ابن ماجہ میں ہے:

---

(۱) المستدرک للحاکم، کتاب فضائل القرآن، اخبار فی فضائل القرآن، حدیث (2036)، ج 1، ص 740، دار الکتب العلمیہ بیروت

(۲) صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب ما یذکر فی المسک، حدیث (5927)، ج 7، ص 164، دار طوق النجاۃ

(۳) مسند احمد بن حنبل، مسند ابی ہریرہ، الحدیث (9225)، ج 15، ص 123، موسسۃ الرسالۃ بیروت

«لِكُلِّ شَيْءٍ زَكَاةٌ، وَزَكَاةُ الْجَسَدِ الصَّوْمُ» زَادَ مُحْرِزٌ فِي حَدِيثِهِ وَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «الصِّيَامُ نِصْفُ الصَّبْرِ» .(۱)

(ترجمہ:) ''ہر شے کے لیے زکاۃ ہے اور بدن کی زکاۃ روزہ ہے اور روزہ نصف صبر ہے''۔

(14) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مسند ابی یعلی میں ہے:

«لَوْ أَنَّ رَجُلًا صَامَ يَوْمًا تَطَوُّعًا، ثُمَّ أُعْطِيَ مِلْءَ الْأَرْضِ ذَهَبًا لَمْ يَسْتَوْفِ ثَوَابَهُ دُونَ يَوْمِ الْحِسَابِ» .(۲)

(ترجمہ:) ''اگر کسی نے ایک دن نفل روزہ رکھا اور زمین بھر اُسے سونا دیا جائے، جب بھی اس کا ثواب پورا نہ ہوگا۔ اس کا ثواب تو قیامت ہی کے دن ملے گا''۔

(15) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے صحیح البخاری میں ہے:

«مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللهِ، بَعَّدَ اللهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِينَ خَرِيفًا» .(۳)

(ترجمہ:) ''جو بندہ اللہ (عزوجل) کی راہ میں ایک دن روزہ رکھے، اللہ تعالیٰ اُس کے منہ کو دوزخ سے ستّر (70) برس کی راہ دور فرما دے گا''۔

(16) حضرت ابو امامہ الباہلی رضی اللہ عنہ سے سنن الترمذی میں ہے:

«مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللهِ جَعَلَ اللهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّارِ خَنْدَقًا كَمَا

(۱) سنن ابن ماجہ، کتاب الصیام، باب فی الصوم زکوۃ الجسد، الحدیث (1745)، ج 1، ص 555، دار احیاء الکتب العربیہ بیروت

(۲) مسند ابی یعلی، مسند ابی ہریرہ، الحدیث (6130)، ج 10، ص 512، دار المأمون للتراث، بیروت

(۳) صحیح البخاری، کتاب الجہاد، باب فضل الصوم فی سبیل اللہ، الحدیث (2840)، ج 4، ص 26، دار طوق النجاۃ

بَيْنَ السَّمَاءِ وَالأَرْضِ». (۱)

(ترجمہ:) ''جو بندہ اللہ (عزوجل) کی راہ میں ایک دن روزہ رکھے، اُس کے اور جہنم کے درمیان اللہ تعالیٰ اتنی بڑی خندق کر دے گا، جتنا آسمان و زمین کے درمیان فاصلہ ہے''۔

(17) حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے مسند ابی یعلی میں ہے:

«مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللهِ مُتَطَوِّعًا فِي غَيْرِ رَمَضَانَ بَعُدَ مِنَ النَّارِ مِائَةَ عَامٍ سَيْرَ الْمُضَمَّرِ الْمُجِيدِ». (۲)

(ترجمہ:) ''غیر رمضان میں اللہ (عزوجل) کی راہ میں روزہ رکھا تو تیز گھوڑے کی رفتار سے سو برس کی مسافت پر جہنم سے دور ہوگا''۔

(18) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے سنن ابن ماجہ میں ہے:

«إِنَّ لِلصَّائِمِ عِنْدَ فِطْرِهِ لَدَعْوَةً مَا تُرَدُّ». (۳)

(ترجمہ:) ''روزہ دار کی دُعا، افطار کے وقت رد نہیں کی جاتی''۔

(19) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنن ابن ماجہ میں ہے:

«مَنْ أَدْرَكَ رَمَضَانَ بِمَكَّةَ، فَصَامَهُ، وَقَامَ مِنْهُ مَا تَيَسَّرَ لَهُ، كَتَبَ اللهُ لَهُ مِائَةَ أَلْفِ شَهْرِ رَمَضَانَ، فِيمَا سِوَاهَا، وَكَتَبَ اللهُ لَهُ، بِكُلِّ يَوْمٍ عِتْقَ رَقَبَةٍ، وَكُلِّ لَيْلَةٍ عِتْقَ رَقَبَةٍ، وَكُلِّ يَوْمٍ حُمْلَانَ فَرَسٍ فِي سَبِيلِ

(۱) سنن الترمذی، باب ما جاء فی فضل الصوم فی سبیل اللہ، حدیث (1624)، ج3 ص219، دار الغرب الاسلامی، بیروت

(۲) مسند ابی یعلی، مسند معاذ بن انس، حدیث (1486)، ج3 ص61۔ دار المامون، دمشق

(۳) سنن ابن ماجہ، کتاب الصیام، باب فی الصیام لا ترد، الحدیث (1753)، ج1، ص557، دار احیاء الکتب العربیہ بیروت

اللهِ، وَفِي كُلِّ يَوْمٍ حَسَنَةً، وَفِي كُلِّ لَيْلَةٍ حَسَنَةً» .(۱)

(ترجمہ:) ”جس نے مکہ میں ماہِ رمضان پایا اور روزہ رکھا اور رات میں جتنا میسّر آیا قیام کیا تو اللہ تعالیٰ اُس کے لیے اور جگہ کے ایک لاکھ رمضان کا ثواب لکھے گا اور ہر دن ایک گردن آزاد کرنے کا ثواب اور ہر رات ایک گردن آزاد کرنے کا ثواب اور ہر روز جہاد میں گھوڑے پر سوار کر دینے کا ثواب اور ہر دن میں حسنہ اور ہر رات میں حسنہ لکھے گا“۔

(20) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے شعب الایمان میں ہے:

«أُعْطِيَتْ أُمَّتِي فِي شَهْرِ رَمَضَانَ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ نَبِيٌّ قَبْلِي، أَمَّا وَاحِدَةٌ فَإِنَّهُ إِذَا كَانَ أَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ نَظَرَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَيْهِمْ، وَمَنْ نَظَرَ اللهُ إِلَيْهِ لَمْ يُعَذِّبْهُ أَبَدًا، وَأَمَّا الثَّانِيَةُ فَإِنَّ خُلُوفَ أَفْوَاهِهِمْ حِينَ يُمْسُونَ أَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ، وَأَمَّا الثَّالِثَةُ فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَسْتَغْفِرُ لَهُمْ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، وَأَمَّا الرَّابِعَةُ فَإِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَأْمُرُ جَنَّتَهُ فَيَقُولُ لَهَا اسْتَعِدِّي وَتَزَيَّنِي لِعِبَادِي أَوْشَكَ أَنْ يَسْتَرِيحُوا مِنْ تَعَبِ الدُّنْيَا إِلَى دَارِي وَكَرَامَتِي، وَأَمَّا الْخَامِسَةُ فَإِنَّهُ إِذَا كَانَ آخِرُ لَيْلَةٍ غَفَرَ لَهُمْ جَمِيعًا فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ أَهِيَ لَيْلَةُ الْقَدْرِ، فَقَالَ لَا، أَلَمْ تَرَ إِلَى الْعُمَّالِ يَعْمَلُونَ فَإِذَا فَرَغُوا مِنْ أَعْمَالِهِمْ وُفُّوا أُجُورَهُمْ» .(۲)

(ترجمہ:) ”میری اُمّت کو ماہِ رمضان میں پانچ باتیں دی گئیں کہ مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہ ملیں۔ اوّل یہ کہ جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے،

(۱) سنن ابن ماجہ، کتاب المناسک، باب صیام شھر رمضان بمکۃ، حدیث (3117)، ج2، ص1041، دار احیاء الکتب العربیہ بیروت

(۲) شعب الایمان، فضائل الصوم، الحدیث (3331)، ج5، ص220، مکتبۃ الرشد، الہند

اللہ عزوجل ان کی طرف نظر فرماتا ہے اور جس کی طرف نظر فرمائے گا، اُسے کبھی عذاب نہ کرے گا۔ دوسری یہ کہ شام کے وقت اُن کے مونھ کی بُو اللہ (عزوجل) کے نزدیک مُشک سے زیادہ اچھی ہے۔ تیسری یہ ہے کہ ہر دن اور ہر رات میں فرشتے ان کے لیے استغفار کرتے ہیں۔ چوتھی یہ کہ اللہ عزوجل جنت کو حکم فرماتا ہے، کہتا ہے: مستعد ہوجا اور میرے بندوں کے لیے مزّین ہوجا قریب ہے کہ دنیا کی تعب سے یہاں آکر آرام کریں۔ پانچویں یہ کہ جب آخر رات ہوتی ہے تو ان سب کی مغفرت فرمادیتا ہے۔ کسی نے عرض کی، کیا وہ شبِ قدر ہے؟ فرمایا: نہیں کیا تو نہیں دیکھتا کہ کام کرنے والے کام کرتے ہیں، جب کام سے فارغ ہوتے ہیں اُس وقت مزدوری پاتے ہیں"۔

(21) حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے المستدرک میں ہے:

«اِحْضَرُوا الْمِنْبَرَ فَحَضَرْنَا فَلَمَّا ارْتَقَى دَرَجَةً قَالَ آمِينَ، فَلَمَّا ارْتَقَى الدَّرَجَةَ الثَّانِيَةَ قَالَ آمِينَ فَلَمَّا ارْتَقَى الدَّرَجَةَ الثَّالِثَةَ قَالَ آمِينَ، فَلَمَّا نَزَلَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ لَقَدْ سَمِعْنَا مِنْكَ الْيَوْمَ شَيْئًا مَا كُنَّا نَسْمَعُهُ قَالَ إِنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَرَضَ لِي فَقَالَ بُعْدًا لِمَنْ أَدْرَكَ رَمَضَانَ فَلَمْ يُغْفَرْ لَهُ قُلْتُ آمِينَ، فَلَمَّا رَقِيتُ الثَّانِيَةَ قَالَ بُعْدًا لِمَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ قُلْتُ آمِينَ، فَلَمَّا رَقِيتُ الثَّالِثَةَ قَالَ بُعْدًا لِمَنْ أَدْرَكَ أَبَوَاهُ الْكِبَرَ عِنْدَهُ أَوْ أَحَدُهُمَا فَلَمْ يُدْخِلَاهُ الْجَنَّةَ قُلْتُ آمِينَ» .(۱)

---

(۱) المستدرک للحاکم، کتاب البر والصلۃ، الحدیث (7256)، ج 4، ص 170، دار الکتب العلمیہ بیروت

(ترجمہ:) ”سب لوگ منبر کے پاس حاضر ہوں، ہم حاضر ہوئے، جب حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) منبر کے پہلے درجہ پر چڑھے، کہا: آمین۔ دوسرے پر چڑھے، کہا: آمین۔ تیسرے پر چڑھے، کہا: آمین۔ جب منبر سے تشریف لائے، ہم نے عرض کی، آج ہم نے حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے ایسی بات سُنی کہ کبھی نہ سُنتے تھے۔ فرمایا: جبرئیل نے آکر عرض کی: وہ شخص دور ہو، جس نے رمضان پایا اور اپنی مغفرت نہ کرائی۔ میں نے کہا آمین۔ جب دوسرے درجہ پر چڑھا تو کہا وہ شخص دور ہو، جس کے پاس میرا ذکر ہو اور مجھ پر درود نہ بھیجے۔ میں نے کہا آمین۔ جب میں تیسرے درجہ پر چڑھا، کہا وہ شخص دور ہو، جس کے ماں باپ دونوں یا ایک کو بڑھاپا آئے اور اُن کی خدمت کر کے جنت میں نہ جائے۔ میں نے کہا: آمین“۔

(22) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے الترغیب والترہیب میں ہے:

«إِذَا كَانَ أَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ نَظَرَ اللهُ إِلَى خَلْقِهِ وَإِذَا نَظَرَ اللهُ إِلَى عَبْدٍ لَمْ يُعَذِّبْهُ أَبَداً وَلِلّٰهِ فِي كُلِّ يَوْمٍ أَلْفُ أَلْفِ عَتِيقٍ مِنَ النَّارِ فَإِذَا كَانَتْ لَيْلَةُ تِسْعٍ وَعِشْرِينَ أَعْتَقَ اللهُ فِيهَا مِثْلَ جَمِيعِ مَا أَعْتَقَ فِي الشَّهْرِ كُلِّهِ فَإِذَا كَانَتْ لَيْلَةُ الْفِطْرِ ارْتَجَتِ الْمَلَائِكَةُ وَتَجَلَّى الْجَبَّارُ تَعَالَى بِنُورِهِ مَعَ أَنَّهُ لَا يَصِفُهُ الْوَاصِفُونَ فَيَقُولُ لِلْمَلَائِكَةِ وَهُمْ فِي عِيدِهِمْ مِنَ الْغَدِ يَا مَعْشَرَ الْمَلَائِكَةِ يُوحِي إِلَيْهِم مَا جَزَاءُ الْأَجِيرِ إِذَا وَفَّى عَمَلَهُ تَقُولُ الْمَلَائِكَةُ يُوَفَّى أَجْرُهُ فَيَقُولُ اللهُ تَعَالَى أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ». (۱)

(۱) الترغیب والترہیب للمنذری، کتاب الصوم، الحدیث (1488)، ج 2، ص 59، دار الکتب العلمیہ بیروت

(ترجمہ:) ''جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے، اللہ عزوجل اپنی مخلوق کی طرف نظر فرماتا ہے اور جب اللہ (عزوجل) کسی بندہ کی طرف نظر فرمائے تو اُسے کبھی عذاب نہ دے گا اور ہر روز دس لاکھ کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے اور جب انتیسویں ۲۹ رات ہوتی ہے تو مہینے بھر میں جتنے آزاد کیے، اُن کے مجموعہ کے برابر اُس ایک رات میں آزاد کرتا ہے، پھر جب عید الفطر کی رات آتی ہے، ملائکہ خوشی کرتے ہیں اور اللہ عزوجل اپنے نور کی خاص تجلّی فرماتا ہے، فرشتوں سے فرماتا ہے: اے گروہ ملائکہ! اُس مزدور کا کیا بدلہ ہے، جس نے کام پورا کرلیا۔ فرشتے عرض کرتے ہیں، اُس کو پورا اجر دیا جائے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے: میں تمھیں گواہ کرتا ہوں کہ میں نے ان سب کو بخش دیا''۔

(23) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے صحیح ابن خزیمہ میں ہے:

«لَوْ يَعْلَمُ الْعِبَادُ مَا رَمَضَانُ لَتَمَنَّتْ أُمَّتِي أَنْ يَكُونَ السَّنَةَ كُلَّهَا، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ خُزَاعَةَ يَا نَبِيَّ اللهِ، حَدِّثْنَا، فَقَالَ إِنَّ الْجَنَّةَ لَتَزَيَّنُ لِرَمَضَانَ مِنْ رَأْسِ الْحَوْلِ إِلَى الْحَوْلِ، فَإِذَا كَانَ أَوَّلُ يَوْمٍ مِنْ رَمَضَانَ هَبَّتْ رِيحٌ مِنْ تَحْتِ الْعَرْشِ، فَصَفَقَتْ وَرَقَ الْجَنَّةِ، فَتَنْظُرُ الْحُورُ الْعِينُ إِلَى ذٰلِكَ، فَيَقُلْنَ يَا رَبِّ اجْعَلْ لَنَا مِنْ عِبَادِكَ فِي هٰذَا الشَّهْرِ أَزْوَاجًا تَقَرُّ أَعْيُنُنَا بِهِمْ، وَتَقَرُّ أَعْيُنُهُمْ بِنَا قَالَ فَمَا مِنْ عَبْدٍ يَصُومُ يَوْمًا مِنْ رَمَضَانَ إِلَّا زُوِّجَ زَوْجَةً مِنَ الْحُورِ الْعِينِ فِي خَيْمَةٍ مِنْ دُرَّةٍ مِمَّا نَعَتَ اللهُ (حُورٌ مَقْصُورَاتٌ فِي الْخِيَامِ (الرحمن: ۷۲)) عَلَى كُلِّ امْرَأَةٍ سَبْعُونَ حُلَّةً، لَيْسَ مِنْهَا حُلَّةٌ عَلَى لَوْنِ الْأُخْرَى، تُعْطَى سَبْعُونَ لَوْنًا مِنَ الطِّيبِ، لَيْسَ مِنْهُ لَوْنٌ عَلَى رِيحِ الْآخَرِ، لِكُلِّ امْرَأَةٍ مِنْهُنَّ سَبْعُونَ أَلْفَ وَصِيفَةٍ

لِحَاجَتِهَا، وَسَبْعُونَ أَلْفَ وَصِيفٍ، مَعَ كُلِّ وَصِيفٍ صَحْفَةٌ مِنْ ذَهَبٍ، فِيهَا لَوْنُ طَعَامٍ، تَجِدُ لِآخِرِ لُقْمَةٍ مِنْهُ لَذَّةً، لَا تَجِدُ لِأَوَّلِهِ، لِكُلِّ امْرَأَةٍ مِنْهُنَّ سَبْعُونَ سَرِيرًا مِنْ يَاقُوتَةٍ حَمْرَاءَ، عَلَى كُلِّ سَرِيرٍ سَبْعُونَ فِرَاشًا، بَطَائِنُهَا مِنْ إِسْتَبْرَقٍ، فَوْقَ كُلِّ فِرَاشٍ سَبْعُونَ أَرِيكَةً، وَيُعْطَى زَوْجُهَا مِثْلَ ذَلِكَ عَلَى سَرِيرٍ مِنْ يَاقُوتٍ أَحْمَرَ، مُوَشَّحٍ بِالدُّرِّ، عَلَيْهِ سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ، هَذَا بِكُلِّ يَوْمٍ صَامَهُ مِنْ رَمَضَانَ سِوَى مَا عَمِلَ مِنَ الْحَسَنَاتِ». (۱)

(ترجمہ:) ”اگر بندوں کو معلوم ہوتا کہ رمضان کیا چیز ہے؟ تو میری امت تمنا کرتی کہ پورا سال رمضان ہی ہو۔ تو قبیلۂ خزاعہ سے ایک شخص بولا: اے اللہ کے نبی! بیان فرمائیں، تو سرکار نے فرمایا: رمضان کے آغاز سال سے لے کر پورے سال تک جنت سجائی جاتی ہے اور جب رمضان کا پہلا دن ہوتا ہے عرش کے نیچے سے ایک ہوا چلتی ہے جو جنتی درختوں کے پتوں کو حرکت دیتی ہے، اسے حوریں دیکھتی ہیں تو عرض کرتی ہیں، اے رب! اس مہینے میں اپنے بندوں میں سے ہمارے لئے شوہر مقرر فرما، جن کی آنکھیں ہم سے ٹھنڈی ہوں اور ہماری آنکھیں ان سے ٹھنڈی ہوں، سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو جو بندہ رمضان کا ایک روزہ رکھتا ہے، موتی کے خیمے تلے ایک حور سے اس کی شادی کی جاتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حوروں کا وصف بیان فرمایا ہے: ”حوریں ہیں خیموں میں پردہ میں“۔ ان میں ہر ایک کے اوپر ستر کپڑے ہوں گے ہر کپڑے کا رنگ الگ ہوگا اور

(۱) صحیح ابن خزیمہ، کتاب الصیام، باب تزیین الجنۃ، الحدیث (1886)، ج 3، ص 190، المکتب الاسلامی بیروت

انہیں ستر رنگ کی خوشبو دی جائے گی ہر ایک کی بو الگ ہوگی ان حوروں میں سے ہر ایک کے لئے ستر ہزار خادمائیں اور ستر ہزار خادم ہوں گے اور ہر خادم کے ساتھ سونے کی تھالی ہوگی جس میں قسم قسم کے کھانے ہوں گے، ہر آخری لقمے میں وہ لذت پائے گا جو پہلے نہیں پائی تھی اور ان میں ہر ایک کے لئے سرخ یاقوت کے ستر تخت ہوں گے، ہر تخت پر ستر ایسے بستر ہوں گے جن کا استر استبراق کا ہوگا، ہر بستر پر ستر مزین آراستہ تخت ہوں گے، ان کے شوہر کو بھی اسی کے مثل دیا جائے گا، اور ہر سرخ یاقوت کے تخت پر موتی سے آراستہ سونے کے دو کنگن ہوں گے۔ یہ رمضان کے ہر روزہ رکھنے کے بدلے میں ہے، دیگر اعمال حسنہ کے علاوہ"۔

(24) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے صحیح البخاری میں ہے:

«إِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ فُتِحَتْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ، وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ، وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِينُ». (١)

(ترجمہ:) "جب رمضان آتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین زنجیروں سے جکڑ دیئے جاتے ہیں"۔

(25) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مشکاۃ المصابیح میں ہے:

«كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ أَطْلَقَ كُلَّ أَسِيرٍ وَأَعْطَى كُلَّ سَائِلٍ». (٢)

---

(١) صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب ھل یقال رمضان، الحدیث (1899)، ج3، ص25، دار طوق النجاۃ

(٢) مشکاۃ المصابیح، کتاب الصوم، الفصل الثالث، حدیث (1966)، ج1، ص613، المکتب الاسلامی بیروت

(ترجمہ:) ''جب رمضان کا مہینہ آتا رسول اللہ ﷺ سب قیدیوں کو رہا فرمادیتے اور ہر سائل کو عطا فرماتے''۔

(26) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے صحیح البخاری میں ہے:

«لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ حِينَ يُفْطِرُ، وَفَرْحَةٌ حِينَ يَلْقَى رَبَّهُ» .(۱)

(ترجمہ:) ''روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں ایک افطار کے وقت اور دوسری خوشی اپنے رب سے ملاقات کے وقت''۔

اقوال العلماء:

(27) حضرت عبداللہ بن رباح نے فرمایا:

تُوضَعُ الْمَوَائِدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِلصَّائِمِينَ فَيَأْكُلُونَ وَالنَّاسُ فِي الْحِسَابِ.(۲)

(ترجمہ:) ''قیامت کے دن روزے داروں کی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے دعوت کی جائے گی جبکہ لوگ حساب وکتاب میں مبتلا ہوں گے''۔

(28) حضرت کعب الاحبار نے فرمایا:

يُنَادِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُنَادٍ أَنَّ كُلَّ حَارِثٍ يُعْطَى بِحَرْثِهِ، وَيُزَادُ غَيْرَ أَهْلِ الْقُرْآنِ وَالصِّيَامِ يُعْطَوْنَ أُجُورَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ.(۳)

(ترجمہ:) ''قیامت کے دن منادی کرنے والا یہ اعلان کرے گا، کہ ہر شخص

---

(۱) صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب قول اللہ یریدون ان بدلوا، الحدیث (7492)، ج 9، ص 143، دار طوق النجاۃ

(۲) شعب الایمان، کتاب الصیام، فصل اخبار، الحدیث (3642)، ج 5، ص 418، مکتبۃ الرشد، الہند

(۳) شعب الایمان، کتاب الصیام، فصل اخبار وحکایات، الحدیث (3643)، ج 5، ص 418، مکتبۃ الرشد الہند

کو اس کے عمل کے مطابق اجر دیا جائے گا مگر قرآن پڑھنے والے اور روزے داروں کو بغیر حساب کے لاتعداد اجر دیا جائے گا"۔

(29) حضرت حنش بن حارث نے فرمایا:

رَأَیْتُ الْأَسْوَدَ بْنَ یَزِیدَ وَقَدْ ذَهَبَتْ إِحْدَی عَیْنَیْهِ مِنَ الصَّوْمِ. (۱)

(ترجمہ:) "میں نے اسود بن یزید کو دیکھا کہ بے شمار روزے رکھنے کی وجہ سے ان کی بینائی چلی گئی تھی"۔

(30) شیخ ابوبکر نے فرمایا:

حَدَّثَنِی بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ، قَالَ دَعَا قَوْمٌ رَجُلًا إِلَی طَعَامِهِمْ، فَقَالَ إِنِّی صَائِمٌ، فَقَالُوا أَفْطِرِ الْیَوْمَ وَصُمْ غَدًا، فَقَالَ وَمَنْ لِی بِغَدٍ. (۲)

(ترجمہ:) "بعض اہل علم نے یہ بات بیان کی کہ لوگوں نے ایک شخص کو کھانے کی دعوت دی، تو اس نے کہا کہ میں نفلی روزے سے ہوں، انہوں نے کہا کہ کل رکھ لینا آج کھانا کھالو، تو اس نے جواب دیا: کل کس نے دیکھی ہے؟!"

روزہ توڑنا کب جائز ہے؟

سوال: کونسی صورتوں میں روزہ توڑنا جائز ہے؟

جواب: (1): اچانک ایسی بیماری یا حادثہ لاحق ہوا کہ برداشت سے باہر ہے مثلاً اچانک پیٹ میں درد شروع ہوگیا، یا موت کا خطرہ ہے، یا مرض بڑھ جانے کا خطرہ

(۱) شعب الایمان، کتاب الصیام، فصل اخبار وحکایات، الحدیث (3644)، ج 5، ص 418، مکتبۃ الرشد الہند

(۲) شعب الایمان، کتاب الصیام، فصل اخبار وحکایات، الحدیث (3665)، ج 5، ص 427، مکتبۃ الرشد الہند

ہے تو دوائی پینا یا پانی پینا اور روزہ توڑنا جائز ہے۔

(2): روزے کی حالت میں اگر روزہ نہیں توڑے گا تو مرض دیر سے ٹھیک ہوگا یا عضو کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہے تو روزہ توڑنا جائز ہے۔

(3): اگر سخت پیاس لگی ہے کہ نہانے سے یا ٹھنڈی جگہ پر بیٹھنے سے کم نہیں ہورہی اور برداشت سے باہر ہے مثلاً مریض کے ساتھ یہ معاملہ پیش آیا یا کام کی شدت کی وجہ سے مزدور کے ساتھ ایسا ہوا تو پانی پینا اور روزہ توڑنا جائز ہے۔

(4): حاملہ عورت یا دودھ پلانے والی عورت کو اپنی یا بچے کی جان کو خطرہ ہے یا مرض بڑھنے کا خوف ہے یا برداشت سے باہر ہے تو ایسی عورت روزہ توڑ سکتی ہے۔

تفصیل:

علامہ زین الدین ابنِ نجیم المصری لکھتے ہیں:

هنا ثمانية المرض والسفر[1] والإكراه والحبل والرضاع والجوع والعطش وكبر السن كذا في البدائع (قوله لمن خاف زيادة المرض الفطر) لقوله تعالى ﴿فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ﴾ [البقرة 184] فإنه أباح الفطر لكل مريض لكن القطع بأن شرعية الفطر فيه إنما هو لدفع الحرج وتحقق الحرج منوط بزيادة المرض أو إبطاء البرء أو إفساد عضو.

(ردالمحتار، کتاب الصوم، فصل فی العوارض، ج2، ص431، دار الفکر بیروت)

(ترجمہ:) ”روزہ توڑنے کی آٹھ وجوہات ہیں۔ مرض، سفر، اکراہ، حمل، دودھ پلانا، بھوک، پیاس، بوڑھا ہوجانا۔ اسی طرح بدائع میں ہے۔ مصنف کا قول: جس کو مرض بڑھنے کا خوف ہو اس کیلئے روزہ افطار کرنا

(۱) محقَّق قول کے مطابق سفر روزہ چھوڑنے کیلئے عذر ہے لیکن سفر کی وجہ سے روزہ توڑنا جائز نہیں ہے۔

جائز ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وجہ سے ہے: ''تو تم میں جو کوئی بیمار یا سفر میں ہو تو اتنے روزے اور دنوں میں''، ہر مریض کو روزہ توڑنے کی اجازت ہے لیکن یہ بات قطعی ہے کہ روزہ توڑنا صرف اور صرف حرج کو دفع کرنے کیلئے ہے۔ اور حرج مرض کے بڑھنے یا دیر سے صحیح ہونے یا عضو کے ضائع ہونے کے ساتھ مُتحقق ہوجاتا ہے''۔(۱)

روزہ توڑنے والی چیزوں کا اجمالی خاکہ

(1) اِنہیلر (Inhaler) استعمال کرنا۔

(2) ناک میں وِکس/ بام لگانا۔

(3) آکسیجن ماسک لگانا۔

(4) بھاپ لینا۔

(5) جان بوجھ کر منہ بھر الٹی کرنا۔

(8,7,6) سگریٹ، حُقّہ، شیشہ پینا۔

(9) جان بوجھ کر گیس حلق سے نیچے اتارنا۔

(10) پیری ٹونیل ڈائیلیسس کرانا(۲)

(11) دل کے مریض کا زبان کے نیچے دوائی رکھنا۔

(12) حمل روکنے کیلئے شرمگاہ میں لوپ، چھلا رکھنا۔

(13) جان بوجھ کر جلتی اگربتی سونگھنا۔

(15,14) پاخانے کے مقام میں حُقنہ کرانا۔ یا تر آلات داخل کرنا۔

(16) کھانا۔

---

(۱) البحر الرائق، فصل فی عوارض الفطر فی رمضان، ج 2، ص 302، دار الکتاب الاسلامی بیروت

(۲) تفصیل آگے آرہی ہے۔

(17) پینا۔

(18) ہمبستری کرنا۔

(19) مُشت زنی کرنا جبکہ اس سے انزال ہوجائے۔

(20) بیوی سے بوس وکنار کرتے ہوئے اِنزال (مَنی نکلنا، فارغ) ہوجانا۔

(21) گردوغبار جان بوجھ کر کھینچنا۔

(22) نسوار لگانا۔

(23) ٹوتھ پیسٹ یا منجن استعمال کرنا جبکہ اس کے اجزاء حلق سے نیچے اتر جائیں۔

(24) سالن چکھنے کے بعد نگل جانا۔

روزہ نہ توڑنے والی چیزوں کا اجمالی خاکہ

(1) انجکشن لگانا۔

(2) گلوکوز چڑھانا۔

(3) ہیموڈائیلیسس کرانا[1]

(5،4) آنکھ میں سرمہ لگانا یا دوائی ڈالنا۔

(6) کان میں دوائی ڈالنا۔

(7) دانت نکلوانا بشرطیکہ خون وغیرہ حلق سے نیچے نہ اترے۔

(8) بغیر قصد کے اگربتی اور عود کا دھواں حلق سے نیچے اترنا۔

(9) مِسواک استعمال کرنا بشرطیکہ حلق سے نیچے کوئی چیز نہ اترے۔

(10) دَنداسا استعمال کرنا بشرطیکہ حلق سے نیچے کوئی چیز نہ اترے۔

(11) سالن چکھ کر تھوک دینا۔

(12) سرخی، کریم لگانا اور فشل کرانا۔

---

(۱) تفصیل آگے آرہی ہے۔

(13) خون چڑھانا۔

(14) خون نکلوانا۔

(15) بیہوش ہونا۔

(16) پرفیوم اور خوشبو لگانا۔

(17) سر یا جسم کے کسی بھی حصے سے بال کاٹنا۔

(18) محض غلط خیالات کی وجہ سے انزال (منی نکلنا، فارغ) ہونا۔

(19) بلا قصد گرد و غبار یا گیس کا حلق سے نیچے اتر جانا۔

(20) آپریشن کرانا بشرطیکہ دماغ، پیٹ اور منافذِ اصلیہ میں کوئی چیز نہ پہنچے۔

(21، 22، 23) بھول کر کھانا، پینا اور ہمبستری کرنا۔

(24) حجامہ کرانا۔

(25) بلا قصد مکھی کا حلق سے نیچے اتر جانا۔

(26) احتلام ہونا۔

(27) منہ بھر سے کم الٹی آنا۔

(28) بلا اختیار منہ بھر الٹی آنا بشرطیکہ اس سے چنے کے برابر کوئی چیز واپس نہ لوٹائی ہو (منہ بھر الٹی کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس کو روک نہ سکے)۔

(29) سر یا بدن کے کسی حصے پر تیل لگانا۔

(30) غسل فرض ہونے کے بعد بغیر غسل کیے روزہ شروع کرنا۔

(31) نزلہ کی دوائی سونگھنا۔

روزے کے مکروہات کا اجمالی خاکہ

(1) جھوٹ، چغلی، غیبت، گالی دینا، بیہودہ بات کرنا، کسی کو تکلیف دینا، دھوکہ دینا، لڑائی جھگڑا کرنا، دشمنی کرنا، بلا ضرورت اجنبی عورتوں سے بے تکلف ہونا، لہو ولعب میں

مشغول ہونا، فحش حرکات کرنا، فحش گوئی کرنا، ظلم کرنا، فحش چیزیں دیکھنا بلکہ ہر قسم کا گناہ روزے کی روحانیت کو ختم کر دیتا ہے اور روزہ مکروہ ہو جاتا ہے۔

(2) بلا ضرورت کسی چیز کا چکھنا یا چبانا۔

(3) عورت کا بوسہ لینا اور گلے لگانا اور بدن چھونا جب کہ یہ اندیشہ ہو کہ انزال ہو جائے گا یا جماع میں مبتلا ہو گا۔ ہونٹ اور زبان چوسنا روزہ میں مطلقاً مکروہ ہے، یہی حکم مُباشرتِ فاحشہ کا ہے۔

(5،4) پچھنے لگوانا جب کہ کمزوری کا اندیشہ ہو۔ اسی طرح بلڈ ٹیسٹ کروانا یا خون دینا۔

(7،6) کُلّی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کرنا۔

(8) پانی کے اندر ہوا خارج کرنا۔

(9) ٹوتھ پیسٹ یا منجن استعمال کرنا بشرطیکہ حلق سے نیچے کوئی چیز نہ اترے۔

(10) دنداسا استعمال کرنا بشرطیکہ حلق سے نیچے کوئی چیز نہ اترے۔

(11) ایسا کام کرنا جس کی وجہ سے کمزوری ہو جائے۔

(12) سَحَری کھانے میں اتنی تاخیر کرنا کہ صبحِ صادق ہو جانے کا شک ہو جائے۔

(13) ٹشو پیپر میں لپٹی ہوئی نسوار منہ میں رکھنا۔

روزے کی قضاء اور کفارہ لازم ہونے کا قاعدہ کلیہ

سوال: کس صورت میں روزہ ٹوٹنے پر صرف قضاء ہوگی؟ اور کس صورت میں قضاء اور کفارہ دونوں ہوں گے؟

جواب: روزہ ٹوٹنے پر قضاء اور کفارہ لازم ہونے کا قاعدہ یہ ہے کہ کھانا، پینا اور جماع (ہمبستری) صورتاً اور معناً[1] کامل طور پر پایا جائے، اس کی چند شرائط ہیں،

(۱) روزے کی حالت میں صورتاً اور معناً کھانے سے کیا مراد ہے؟ اس کی تفصیل دھویں سے روزہ ٹوٹنے والے مسئلے میں ملاحظہ ہو۔

اگر یہ تمام شرائط پائی گئیں تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور قضاء وکفارہ دونوں لازم ہوں گے۔ وہ شرائط یہ ہیں:

(1) ماہِ رمضان کا فرض ادا روزہ ہو (اس کے علاوہ مثلاً قضاء رمضان، نذر کا روزہ یا نفلی روزہ بلا عذر توڑنے میں صرف قضاء ہے کفارہ نہیں)۔

(2) جان بوجھ کر ہو (بھول کر نہ ہو)۔

(3) بغیر کسی عذرِ شرعی کے ہو (اکراہ یا مرض کی وجہ سے نہ ہو)۔

(4) روزہ توڑنے کے بعد کوئی ایسا عذر پیش نہ آجائے جس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے (جیسے عورت کو اسی دن حیض یا نفاس آجانا، اسی طرح روزے توڑنے کے بعد اسی دن بلا اختیار ایسا عذر پایا گیا جس سے روزہ توڑنا جائز ہو جائے مثلاً اسی دن شدید بیمار ہو جانا)۔

(5) بغیر شبہ کے ہو (یعنی جس سے روزہ ٹوٹنے کا گمان نہ ہوتا ہو جیسے سرمہ لگانے کے بعد سمجھے کہ روزہ ٹوٹ گیا اور کھا، پی لیا تو کفارہ وقضاء دونوں لازم ہوں گے۔ ہاں! اگر روزہ ٹوٹنے کا گمان ہوتا ہو جیسے بھول کر کھایا اور گمان کیا کہ ٹوٹ گیا ہے اس کے بعد جان بوجھ کر کھا لیا تو صرف قضاء ہوگی کفارہ نہیں)۔

(6) بطورِ غذا [1] یا دوا یا بطورِ لذت، شوق اور میلانِ طبعی کی وجہ سے کھایا یا پیا ہو۔

(7) کھانا، پینا منہ کے ذریعے ہو۔

(8) روزے کی نیت طلوعِ فجر سے پہلے کر لی ہو۔

ان تمام صورتوں میں کفارہ اور قضاء دونوں لازم ہوں گے۔ اگر ان میں سے کوئی ایک شرط نہ پائی جائے تو صرف قضاء کرنی پڑے گی کفارہ نہیں۔

---

(۱) غذا کی تعریف میں جو اختلاف اور تفصیل ہے وہ بھی دھویں سے روزہ ٹوٹنے والے مسئلے میں ملاحظہ ہو۔

تفصیل:

کھانے پینے سے مراد یہ ہے کہ بطورِ غذاء استعمال کیا ہو یا دوا منہ کے ذریعے کھائی کہ جوف تک پہنچ گئی۔ جماع کا مطلب یہ ہے کہ آلہِ تناسل کو عورت کی اگلی شرمگاہ میں داخل کرنا (اگرچہ دُبُر میں جماع کرنے پر متاخرین نے احتیاطاً وزجراً کفارہ کا حکم دیا)۔ یہ علامہ کاسانی علیہ الرحمہ کی عبارت کا خلاصہ اور اضافہ ہے۔

علامہ علاء الدین ابوبکر کاسانی لکھتے ہیں:

وأما وجوب الكفارة فيتعلق بإفساد مخصوص وهو الإفطار الكامل بوجود الأكل أو الشرب أو الجماع صورة ومعنى متعمدا من غير عذر مبيح ولا مرخص ولا شبهة الإباحة، ونعني بصورة الأكل، والشرب ومعناهما إيصال ما يقصد به التغذي أو التداوي إلى جوفه من الفم لأن به يحصل قضاء شهوة البطن على سبيل الكمال ونعني بصورة الجماع ومعناه إيلاج الفرج في القبل لأن كمال قضاء شهوة الفرج لا يحصل إلا به، ولا خلاف في وجوب الكفارة على الرجل بالجماع. (1)

(ترجمہ:) ''باقی رہا کفارہ کا واجب ہونا تو یہ مخصوص صورت میں روزہ توڑنے کے ساتھ مُتعلّق ہوگا، یعنی جب روزہ توڑنا کامل طریقے سے پایا جائے کہ کھانا، پینا یا جماع کرنا صورتاً، معناً، جان بوجھ کر بغیر عذر شرعی ورخصت اور شُبہ کے ہو۔ صورتاً اور معناً کھانے اور پینے سے مراد یہ ہے کہ کھانا، پینا پیٹ تک منہ کے ذریعے بطور غذا یا دوا پہنچایا ہو کیونکہ اِسی سے پیٹ کی تسکین کامل طور پر حاصل ہوگی۔ اور جماع صورتاً ومعناً سے مراد یہ ہے کہ عورت کی شرمگاہ میں دخول پایا جائے کیونکہ شہوت اسی سے پوری

(1) بدائع الصنائع، فصل حکم فساد الصوم، ج2، ص97، دار الکتب العلمیۃ بیروت

ہوگی اور جماع کی صورت میں مرد پر کفارہ ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے"۔

مُحرّرِ مذہب امام محمد بن حسن شیبانی لکھتے ہیں:

قال أبو حنيفة السَّعُوط والحُقْنَة في شهر رمضان يوجبان القضاء ولا كفارة عليه.(۱)

(ترجمہ:) "امام اعظم ابوحنیفہ نے فرمایا: ناک میں دوائی ڈالنا اور حقنہ ان دونوں کی وجہ سے ماہ رمضان کے روزے کی قضاء واجب ہے کفارہ نہیں"۔

علامہ عمر ابنِ نجیم لکھتے ہیں:

لو ابتلع ريق غيره لا تجب الكفارة للعيافة قال الحلواني وغيره إن كان حبيبه تجب.(۲)

(ترجمہ:) "اگر دوسرے شخص کا تھوک نگل گیا تو کفارہ واجب نہیں ہے گھن کی وجہ سے۔ حلوانی وغیرہ نے کہا: اگر اپنے محبوب کا نگلے گا تو کفارہ واجب ہے"۔

روزے کی قضاء اور کفارہ کی صورتوں کا اجمالی خاکہ

جن صورتوں میں صرف قضاء لازم ہوتی ہے وہ یہ ہیں:

(1) حمل روکنے کیلئے شرمگاہ میں لُوپ، چھلا، کیپسول رکھنا۔

(2) ناک کے اندرونی حصے میں وِکس/بام لگانا۔

(3) ہیموڈائلیسس کرانا۔

(4) جان بوجھ کر گیس کا حلق سے نیچے اترنا۔

(۱) الاصل (المبسوط)، کتاب الصوم، ج2،ص212، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیۃ، کراتشی

(۲) النہر الفائق، کتاب الصوم، فرع، ج2،ص21، دار الکتب العلمیۃ بیروت

(5) جان بوجھ کر بھاپ لینا۔
(6) جان بوجھ کر اگربتی اور عود کا دھواں حلق سے نیچے اتارنا۔
(7) ٹوتھ پیسٹ اور منجن کے ذرّات کا حلق سے نیچے اترنا۔
(8) دَنداسے یا مسواک کے ذرّات کا حلق سے نیچے اتر جانا۔
(9) سگریٹ، شیشہ اور حقہ پینا۔
(10) سالن چکھ کر بِلا قصداً سے نگل جانا بشرطیکہ روزہ دار ہونا یاد ہو۔
(11) دانت نکلواتے وقت خون وغیرہ کا حلق سے نیچے اترنا۔
(12) نسوار رکھنا۔
(13، 14) پاخانہ کے مقام میں دوائی رکھنا اور تر آلات داخل کرنا۔
(15) آپریشن کراتے وقت دماغ، پیٹ اور منافذِ اصلیہ میں کسی چیز کو داخل کر کے چھوڑ دینا۔
(16) مُشت زنی کرنا جس سے اِنزال ہو جائے۔
(17) بیوی سے بوس وکنار کی وجہ سے انزال ہو جانا۔
(18) قصداً مکھی کو نگل جانا۔
(19) اِکراہ کی وجہ سے یا کسی کے مجبور کرنے سے روزہ توڑنا جبکہ اِکراہِ شرعی کی شرائط پائی گئی ہوں۔
(20,21,22,23) بھول کر کھایا، پیا، جماع کیا یا اُلٹی آئی اور گمان یہ کیا کہ روزہ ٹوٹ گیا پھر کھا، پی لیا۔
(24) ایسی چیز کھانا کہ جس سے لوگ گھن کھاتے ہیں مثلاً مٹی، کنکر وغیرہ۔
(25) فجرِ صادق سے روزے کی نیت نہ تھی بلکہ زوال سے قبل نیت کی اور پھر روزہ توڑ دینا۔

(27،26) سَحری کا وقت ختم ہونے کے بعد کھاتے رہے، اس گمان سے کہ سحری کا وقت باقی ہے۔ اسی طرح یہ گمان کیا کہ اِفطار کا وقت ہو گیا اور اِفطار کرلیا، حقیقت میں وقت نہیں ہوا تھا۔

(28) روزہ بلا عذر توڑا اور اُسی دن عورت کو حیض یا نفاس آ گیا۔ یا اُسی دن روزہ توڑنے والا شدید بیمار ہو گیا۔

(30،29) جانور یا کم سِن لڑکی سے بدفعلی کرنا۔

(31) مُستند مفتی کے فتوے پر عمل کرتے ہوئے روزہ توڑا جبکہ وہ فتویٰ غلط تھا۔

(32) دل کے مریض (Heart Patient) کا زبان کے نیچے دوائی رکھنا۔

(33) اِنہیلر (Inhaler) استعمال کرنا۔

(34) آکسیجن ماسک لگانا ان تینوں صورتوں میں قضاء لازم ہونے کیلئے شرط یہ ہے کہ مجبوری کی صورت میں ہو ورنہ کفارہ بھی لازم ہے۔

جن صورتوں میں قضاء اور کفارہ دونوں لازم ہوتے ہیں، وہ یہ ہیں:

(1) جان بوجھ کر کھانا، پینا، اگلے یا پچھلے راستے میں جماع کرنا۔

(2) سالن چکھنے کے بعد کھانے کی نیت سے سالن نگلنا۔

(3) ملتانی مَٹی کھانا۔

(4) زَوجہ یا مُعَظَّم دینی کا لُعاب نگلنا۔

(5) تِل یا اس سے زائد چنے سے کم کوئی کھائی جانے والی چیز منہ میں ڈالنا اور بغیر چبائے نگل جانا۔[1]

قضاء و کفارہ کی تشریح

(سوال): روزے کی قضاء اور کفارہ سے کیا مراد ہے؟

---

(۱) اکثر ان میں سے وہ ہیں جن کا ذکر تفصیل سے آئے گا۔ اور بعض کو فقہ کی کتب سے لیا گیا ہے۔

(جواب): قضاء کا مطلب یہ ہے کہ جتنے روزے چھوڑے اُتنے روزے رکھنا۔ افضل یہ ہے کہ اگلا ماہ رمضان آنے سے پہلے یہ روزے رکھ لئے جائیں۔

کفارہ کا مطلب یہ ہے کہ ایک روزے کی قضاء کے ساتھ ساتھ ساٹھ دن کے لگاتار روزے رکھے۔ اگر روزے رکھنے کی طاقت نہیں ہے تو ساٹھ مسکینوں کو دو وقت کھانا کھلائے۔

تفصیل:

مسند احمد میں ہے:

«عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَجُلًا، أَفْطَرَ فِي رَمَضَانَ فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُكَفِّرَ بِعِتْقِ رَقَبَةٍ، أَوْ صِيَامِ شَهْرَيْنِ، أَوْ إِطْعَامِ سِتِّينَ مِسْكِينًا». (۱)

(ترجمہ:) "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے ماہِ رمضان میں اپنا روزہ توڑا تو رسول اللہ نے اسے حکم دیا کہ وہ اس کا کفارہ ایک غلام آزاد کرے یا دو ماہ کے روزے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے"۔

سُنَنِ دارِ قطنی میں ہے:

«عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ الَّذِي أَفْطَرَ يَوْمًا مِنْ رَمَضَانَ بِكَفَّارَةِ الظِّهَارِ». (۲)

(ترجمہ:) "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ماہِ رمضان میں روزہ توڑنے والے کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہار والا کفارہ ادا

(۱) مسند احمد بن حنبل، مسند ابی ہریرہ، حدیث (10687)، ج16، ص403، موسسۃ الرسالہ بیروت

(۲) سنن دار قطنی، کتاب الصیام، حدیث (2306)، ج3، ص167، موسسۃ الرسالہ بیروت

کرنے کا حکم دیا"۔

مجمع الانہر میں ہے:

(والكفارة) لكمال الجناية (ككفارة الظهار) بأن يعتق رقبة فإن لم يستطع فيصوم شهرين ولاء إذ بإفطار يوم استقبل فإن لم يستطع فإطعام ستين مسكينا. (1)

(ترجمہ:) "ظہار کے کفارے کی طرح روزے کا کفارہ جرم کے کامل ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اولاً ایک غلام آزاد کرنا ہے۔ اگر اس کی طاقت نہیں تو دو مہینے لگا تار روزے رکھے؛ کیونکہ ایک دن روزہ نہ رکھنے سے دوبارہ نئے سرے سے روزے رکھنے ہوں گے۔ اگر روزے کی طاقت نہیں رکھتا تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا"۔

مریض کب روزہ چھوڑ سکتا ہے؟

جدید مسائل کی تحقیق سے قبل یہ بات ذہن نشین کرلیں کہ اگر کوئی ایسا مریض جو روزہ نہیں رکھ سکتا یا روزے سے اسے نقصان ہوگا یا مرض بڑھ جائے گا یا دیر میں درست ہوگا یا عُضو کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہے، اور یہ سب تجربہ سے ثابت ہو یا کوئی علامت ظاہر ہو یا مسلمان ڈاکٹر غیرِ فاسق (یعنی بظاہر دین دار ہو) روزہ رکھنے سے منع کرے تو اُسے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے اور بعد میں چھوڑے ہوئے روزوں کی صرف قضاء کرے گا۔

اگر کوئی شخص روزے کی حالت میں مرض کی وجہ سے یا بغیر ضرورت کے علاج کے جدید ذرائع استعمال کرتا ہے تو اس کے روزے کا کیا حکم ہوگا؟ روزہ ٹوٹ جائے گا یا

(1) مجمع الانہر فی شرح ملتقی الابحر، باب موجب الفساد، ج1، ص239، دار إحياء التراث العربی بیروت

نہیں؟ اور روزہ ٹوٹنے کی صورت میں قضاء لازم ہوگی یا قضاء و کفارہ دونوں؟ ان سب کی تفصیل پیش کی جاتی ہے۔ وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ وَھُوَ الْمُوَفِّقُ

روزہ چھوڑنے کیلئے کس ڈاکٹر کا قول معتبر ہے؟

سوال: روزے چھوڑنے کیلئے کس ڈاکٹر کا قول معتبر ہے؟

جواب: ایسا ڈاکٹر جو مستند اور اپنے فن میں مہارت رکھتا ہو اور اپنے ظاہری وَضع قَطَع کے اعتبار سے شریعت کے مخالف نہ ہو۔ اگر اس کی تشخیص یہ ہو کہ روزہ رکھنے سے مرض میں اضافہ یا صحت یابی میں تاخیر ہوگی تو اس کے کہنے پر روزہ چھوڑ سکتے ہیں۔ اور صحت یابی کے بعد اس روزے کی صرف قضاء کرنا ہوگی۔

تفصیل:

علامہ زین الدین ابنِ نجیم المصری لکھتے ہیں:

ثم معرفة ذلك باجتهاد المريض والاجتهاد غير مجرد الوهم بل هو غلبة الظن عن أمارة أو تجربة أو بإخبار طبيب مسلم غير ظاهر الفسق وقيل عدالته شرط. (۱)

(ترجمہ:) ''روزہ توڑنے کی ضرورت کی پہچان مریض کے سوچ و بچار کے ساتھ ہوگی اور محض ظن کافی نہیں ہے، بلکہ غالب گمان ہو کہ مرض کے بڑھنے وغیرہ کی کوئی علامت پائی جائے یا تجربہ سے ثابت ہو یا مسلمان طبیب جو بظاہر فاسق نہ ہو، روزے سے منع کرے۔ بعض نے طبیب کیلئے عادل ہونے کی شرط لگائی ہے''۔

مگر ہمارے زمانے میں ایسے ڈاکٹر بہت کم میسّر ہوتے ہیں۔ لہٰذا اگر ایسا دین دار ڈاکٹر میسر نہیں تو محض ڈاکٹر کی خبر پر روزہ چھوڑنا جائز نہیں ہے، بلکہ مریض کو چاہئے کہ

(۱) البحر الرائق، فصل فی عوارض الفطر فی رمضان، ج 2، ص 303، دار الکتاب الاسلامی بیروت

مرض کی علامات اور اپنے سابقہ تجربات کو مدِّ نظر رکھ کر فیصلہ کرے۔

مَسام (Pore) اور مَنفَذ (Route) کی تشریح

سوال: مَسام اور مَنفَذ سے کیا مراد ہے؟ روزے کے معاملے سے ان دونوں کے احکام میں کوئی فرق ہے یا نہیں؟

جواب: مَسام (Pore) سَمّ الاِبرَۃ سے نکلا ہے اور اس کا معنی ہے سوئی کا سوراخ۔ یعنی عموماً سوئی کے سوراخ کی طرح باریک نالیوں کو مَسام (Pore) کہتے ہیں، جیسے رگیں اور جسم کے حصے سے پسینہ نکلنے کی جگہیں۔

علامہ بدرالدین عینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

المسام المنافذ مأخوذ من سم الإبرة (۱)

(ترجمہ:) "مَسام جو منافذ ہیں، مَسام، سَمّ الاِبرَۃ سے نکلا ہے"۔ (سَمّ الاِبرَۃ کا معنی ہے: سوئی کا سوراخ)۔

مَنفَذ (Route) اور مَنفِذ اسمِ ظرف بمعنی جاری ہونے کی جگہ، مَنافذ الانسان یعنی جسمِ انسانی کے سوراخ جیسے ناک کان وغیرہ۔ (۲)

روزہ ٹوٹنے کی اصل وجہ جوف ہے جس کو اردو میں پیٹ کہتے ہیں، مگر جوف سے مراد اصالتاً مَعدہ ہے اور پھیپھڑہ، آنتیں اور دماغ اس کے تابع ہیں۔ اسی طرح جسم کے وہ تمام سوراخ جو ان چیزوں تک پہنچیں مَنافذ کہلاتے ہیں اور وہ بھی جوف ہی کے حکم میں ہیں۔

کُل مَنافذ پانچ ہیں: منہ، کان، ناک، دبر اور عورت کی شرمگاہ۔ پھر ان کی الگ الگ حدیں ہیں، یعنی کوئی بھی چیز اگر اس کی مقررہ حد تک پہنچ گئی تو معدہ ہی میں پہنچنا قرار پائے گی۔

---

(۱) البنایہ شرح الہدایہ، باب اکتحال الصائم، ج4، ص41، دارالکتب العلمیہ بیروت

(۲) المنجد، مادہ (ن ف ذ)، خزینہ علم وادب، اردو بازار لاہور

(1) منہ: اس کی حد حلق ہے، لہٰذا جو چیز حلق سے نیچے اتر گئی وہ حکماً معدے تک پہنچنا قرار پائے گی۔

(2) ناک: ناک میں جو چیز چڑھائی جاتی ہے وہ حلق ہی میں جاتی ہے، پھر وہ بار استہِ حلق معدے میں چلی جاتی ہے۔

(3) کان: اس کی حد بھی دماغ ہے مگر جدید تحقیق کے مطابق کان مَنفذ (Route) نہیں ہے۔(۱)

(4) دُبُر: اس کی حد وہ جگہ ہے جہاں حقنہ کی دوائی رکھی جاتی ہے۔ دُبُر ابتدا سے لے کر کچھ آگے دو تین اِنچ سیدھی ہوتی ہے اس کے بعد مڑ جاتی ہے اور بڑی آنت سے مل جاتی ہے۔

(5) عورت کی شرمگاہ: اس کی حد فرجِ داخل ہے۔

روزے کی حالت میں انجکشن (Injection) لگوانا

سوال: اِنجکشن لگوانے سے روزہ ٹوٹ جائے گا یا نہیں؟

جواب: جمہور فقہاء کے نزدیک روزے کی حالت میں رگ (Vein) یا گوشت دونوں میں اِنجکشن لگوانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ البتہ بِلاضرورت یا غذا اور طاقت حاصل کرنے کیلئے انجکشن لگوانا مکروہ ہے، مگر روزہ فاسد نہیں ہوگا۔

تفصیل:

روزہ نہ ٹوٹنے کی وجہ یہ ہے کہ دوا یا غذا کا مَنافذِ اصلیہ کے ذریعے جوف میں پہنچنا روزے کو توڑ دیتا ہے، نہ کہ مسام (Pore) کے ذریعے۔

علامہ علاء الدین ابوبکر کاسانی لکھتے ہیں:

وما وصل إلى الجوف أو إلى الدماغ عن المخارق الأصلية كالأنف

---

(۱) تفصیل آگے آئے گی۔

والأذن والدبر بأن استعط أو احتقن أو أقطر في أذنه فوصل إلى الجوف أو إلى الدماغ فسد صومه، أما إذا وصل إلى الجوف فلا شك فيه لوجود الأكل من حيث الصورة وكذا إذا وصل إلى الدماغ لأنه له منفذ إلى الجوف فكان بمنزلة زاوية من زوايا الجوف. (۱)

(ترجمہ:) ''جو چیز پیٹ تک یا دماغ تک مَنافِذِ اصلیہ کے ذریعے پہنچ جائے، مثلاً ناک، کان اور پچھلی شرمگاہ، اس طرح کہ ناک میں دوائی ڈالی یا حُقنہ کیا یا کان میں قطرہ ٹپکایا اور وہ پیٹ یا دماغ تک پہنچ گیا تو اس کا روزہ فاسد ہو جائے گا۔ پیٹ تک پہنچنے کی صورت میں اس لئے روزہ فاسد ہو گیا کہ اس صورت میں صورتاً کھانا پایا جا رہا ہے۔ اسی طرح جب دماغ تک کوئی چیز پہنچ گئی کیونکہ دماغ سے پیٹ تک ایک مَنفذ ہے، لہٰذا دماغ جوف کے حصوں میں سے ایک حصہ ہے''۔

علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

(قوله وإن وجد طعمه في حلقه) أي طعم الكحل أو الدهن كما في السراج وكذا لو بزق فوجد لونه في الأصح بحر قال في النهر؛ لأن الموجود في حلقه أثر داخل من المسام الذي هو خلل البدن والمفطر إنما هو الداخل من المنافذ للاتفاق على أن من اغتسل في ماء فوجد برده في باطنه أنه لا يفطره. (۲)

(ترجمہ:) ''ان کا یہ کہنا کہ تیل اور سرمہ لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا اگرچہ وہ اس کا ذائقہ حلق میں محسوس کرے۔ یعنی سرمے اور تیل کا ذائقہ

(۱) بدائع الصنائع، فصل ارکان الصیام، ج2، ص93، دار الکتب العلمیہ، بیروت

(۲) رد المحتار، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم، ج2، ص395، 396، دار الفکر بیروت

جیسا کہ سراج میں ہے۔ اسی طرح اگر اس نے تھوکا اور سرے کا رنگ اس
میں نظر آیا تو اصح قول کے مطابق اس سے بھی روزے پر کوئی اثر نہیں
پڑے گا۔ بحر۔ نہر میں فرمایا: کیونکہ اس کے حلق میں سرے کا اثر مسام
(Pore) کے ذریعے پہنچا ہے اور مسام (Pore) تو پورے بدن میں
موجود ہے اور روزہ محض اس چیز سے ٹوٹتا ہے جو منافذ کے ذریعے داخل ہو
کیونکہ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ جو شخص پانی میں غسل کرے اور اس کی
ٹھنڈک باطن میں محسوس کرے تو اس کا روزہ برقرار ہے"۔

روزے دار مریض کا غذائیت کیلئے انجکشن لگوانا

ایک ایسا مریض کہ جو غذائیت کا انجکشن لگوائے تو روزہ رکھ سکتا ہے، وگرنہ نہیں تو ایسے شخص کو بھی روزہ رکھنا چاہیے اور اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہونا چاہیے، پھر ضرورت پڑنے پر انجکشن لگوالے۔

فقیہ اعظم مفتی نور اللہ بصیر پوری لکھتے ہیں:

"اگر کوئی صحیح الاعتقاد بوڑھا معمّر یا مریض و کمزور سچے دل سے روزہ کی
سعادت حاصل کرنا چاہے مگر بوجہِ ضُعف بھوک یا پیاس کی تکلیف برداشت
نہیں کر سکتا، البتہ اگر کوئی ایسا ٹیکہ جو تسکین کرے لگوالے تو جہاں تک میری
دانست کا تعلق ہے جہاں میں کوئی بھی ایسا عقلمند نہیں جسے دین اسلام سے
قدرے واقفیت ہو، وہ اس سے منع کرے، حقیقت یہ ہے کہ یہ چیزیں
معذوروں کیلئے عَوْن علی العبادت ہیں یعنی روزہ کی عبادت پوری کرنے
میں مدد دیتی ہیں تو ان کا کرنا عبادت میں داخل ہوگا اور جائز ہوگا"۔ (۱)

(۱) فتاویٰ نوریہ، ج 2، ص 233,232، دار العلوم حنفیہ فریدیہ، اوکاڑہ

روزے کی حالت میں مصنوعی طریقے سے بیہوش کرنا

سوال: مصنوعی طریقے سے بیہوش کرنے سے روزہ ٹوٹ جائے گا یا نہیں؟

جواب: محض بے ہوشی سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔

البتہ اگر مریض کو ادویات کے ذریعے بے ہوش کیا گیا تو اس کی مختلف صورتیں ہیں:

(1) روزے دار کو اگر منہ یا ناک کے ذریعے کوئی دوا حلق سے نیچے اتاری گئی تو اس سے روزہ فاسد ہو جائے گا اور صرف قضاء لازم ہوگی۔

(2) اگر انجکشن (Injection) کے ذریعے دوا جسم میں داخل کی گئی جس کے نتیجے میں وہ بے ہوش ہو گیا تو اس سے روزہ فاسد نہیں ہوگا۔ جیسا کہ اوپر ان دونوں کی علتیں بیان ہو چکی ہیں۔

نیکوٹین (Nicotine) استعمال کرنا

سوال: سگریٹ کے عادی حضرات ماہِ رمضان میں سگریٹ چھوڑ دیتے ہیں مگر ان کی جگہ نیکوٹین (Nicotine) نامی ایک چِپ (پلاسٹر نما) اپنے بازو پر لگا لیتے ہیں۔ یہ چپ ان کیلئے سگریٹ ہی کا کام کرتی ہے اور انہیں ذہنی سکون پہنچتا ہے۔ کیا روزے کی حالت میں اس کا استعمال جائز ہے۔

جواب: نیکوٹین (Nicotine) چِپ لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا؛ کیونکہ یہ مسام (Pore) کے ذریعے دماغ تک پہنچتی ہے اور ذہنی سکون فراہم کرتی ہے۔

علامہ ابنِ عابدین شامی لکھتے ہیں:

والمفطر إنما هو الداخل من المنافذ للاتفاق على أن من اغتسل في ماء فوجد برده في باطنه أنه لا يفطر. (1)

(1) ردالمحتار، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم، ج2، ص396، دار الفکر بیروت

(ترجمہ:) ''روزہ منافذ کے ذریعے کسی چیز کے داخل ہونے سے ٹوٹتا ہے
کیونکہ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ جس نے پانی میں غسل کیا اور پانی کی
ٹھنڈک اپنے جسم میں محسوس کی تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹے گا''۔

اِنہیلر (Inhaler) استعمال کرنا

سوال: دمے اور سانس کے مریضوں کیلئے انہیلر کا استعمال کیا جاتا ہے، کیا اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا؟ اور قضاء لازم ہوگی یا کفارہ بھی؟

جواب: اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔ (۱) اور چونکہ یہ روزہ توڑنا بیماری کے عذر کی وجہ سے ہے اس لئے محض قضاء ہوگی۔

تفصیل:

انہیلر (Inhaler) کی دوا میں تین چیزیں شامل ہوتی ہیں: کیمیائی مواد، پانی اور آکسیجن، جب یہ منہ میں پمپ کیا جاتا ہے تو کچھ اجزاء منہ میں ہی رہ جاتے ہیں لیکن اِن اجزاء کی ایک قلیل مقدار حلق سے نیچے ضرور اترتی ہے۔ اور اس کے ذریعے سانس کی نالی اور پھیپھڑوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔

روزہ ٹوٹنے کی علت صرف اور صرف یہ ہے کہ حلق سے نیچے کچھ اجزاء لازمی طور پر جاتے ہیں۔ حالیہ تحقیق اور اس سے پہلے والی تحقیق کے مطابق یہی ثابت ہے کہ اس کا اکثر حصہ یعنی 50 سے 80 فیصد حلق کے اوپر کے حصے میں جمع ہو جاتا ہے اور پھر 50 سے 80 فیصد دوا کے کچھ حصے کا حلق کے راستے سے کھانے کی نالی کے ذریعے معدہ میں پہنچنے کا غالب احتمال ہے۔

---

(۱) فتاویٰ بریلی شریف، ص 360، شبیر برادرز لاہور) (تفہیم المسائل، ج 8، ص 180، ضیاء القرآن پبلیشرز، کراچی

بعض حضرات کی رائے کا تنقیدی جائزہ:

پھر اس مسئلہ کو (1) سحری کے وقت کھانے کے دوران منہ میں چنے سے کم رہ جانے والی چیز کا حلق سے نیچے اترنا اور روزہ نہ ٹوٹنے پر قیاس کرنا، (2) کلی کرتے وقت منہ میں پانی کی تری رہ گئی اور اسے نگل گیا روزہ نہیں ٹوٹا، پر قیاس کرنا، (3) بچے کو کھانا کھلانے کیلئے ماں کا لقمے کو چبانے کی اجازت پر قیاس کرنا، (4) کھانا چکھنے کی اجازت پر قیاس کرنا درست نہیں ہے۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

(1): جو چیز خارج سے منہ میں ڈالی جائے اس سے روزہ ٹوٹنے کیلئے کم یا زیادہ ہونے کی کوئی مقدار نہیں ہے۔ ہاں! اگر کوئی چیز منہ میں ڈالی اور وہ منہ میں رہ گئی اور حلق میں اس کا ذائقہ بھی محسوس نہ ہوا تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ سحری کے وقت کھانے کے دوران منہ میں رہ جانے والی چیز کا حلق سے نیچے اترنے کا حکم الگ ہے اور جان بوجھ کر خارج سے منہ میں ڈالنے اور اسے نگلنے کا حکم الگ ہے، اسی فرق کو خلط ملط کرنے کی وجہ سے شبہ پیدا ہوتا ہے اور احکام مختلف بلکہ غلط ہو جاتے ہیں۔ اسی وجہ سے فقہاء کرام نے جا بجا "مِن خارج" کی قید کو ذکر کیا۔ نیز کوئی چیز جو تِل کی مثل ہو، خارج سے منہ میں ڈالی اور اس کو اتنا چبایا کہ اس کا وجود ہی ختم ہو گیا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا، ہاں! اگر حلق میں اس کا ذائقہ محسوس ہوا تو روزہ ٹوٹ جائے گا؛ کیونکہ ذائقہ محسوس ہونے کی وجہ سے اس چیز کا وجود باقی ہے، اس لئے اس کے حلق سے اترنے پر روزہ ٹوٹنے کا حکم جاری ہوگا۔

علامہ حصکفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

(ولو أكل لحما بين أسنانه) إن (مثل حمصة) فأكثر (قضى فقط وفي أقل منها لا) يفطر (إلا إذا أخرجه) من فمه (فأكله) ولا كفارة لأن النفس تعافه (وأكل مثل سمسمة) من خارج (يفطر) ويكفر في الأصح (إلا إذا

إلخ؛ لأنها تلتصق بأسنانه فلا يصل إلى جوفه شيء ويصير تابعا لريقه معراج.[1]

(ترجمہ) "شارح کا قول (چنے کے دانے کے برابر ہو) اسی کو صدر الشہید اور علامہ دبوسی نے پسند کیا۔ اس دانے کی مقدار اتنی ہو کہ اسے بغیر لعاب کی مدد کے نگلنا ممکن ہو، اسی کو ابن ہمام نے مستحسن قرار دیا؛ کیونکہ روزہ نہ ٹوٹنے کی علت یہ ہے کہ جس سے بچنا آسان نہ ہو۔ یہ علت اسی میں جاری ہوگی کہ خود بخود لعاب کے ساتھ چلی جائے نہ یہ کہ اسے بالارادہ حلق سے نیچے اتارنا پڑے۔ شارح کا قول (کیونکہ طبیعت گھن کھاتی ہے) یہ اس لقمہ کی مثل کہ جس کو منہ سے باہر نکالا گیا اور ہم پہلے ابن ہمام سے نقل کر چکے ہیں کہ یہ مسئلہ اسی کے ساتھ مقید ہے کہ لقمہ مخرجہ اس میں سے ہے کہ جس سے طبیعت گھن کھاتی ہے۔ شارح کا قول (مگر یہ کہ تل کو چبائے۔۔۔) کیونکہ تل دانتوں میں چپک جائے، پس پیٹ تک نہیں پہنچے گا اور وہ لعاب کے تابع ہوگا۔ معراج"۔

علامہ شامی علیہ الرحمہ صراحتاً فرما رہے ہیں کہ تل کو اگر چبایا تو وہ دانتوں سے چپک جائے گا اور حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ اور ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ جب حلق میں تل کا ذائقہ محسوس ہوا تو اس کا حلق سے نیچے اترنا یقینی ہے تبھی روزہ بھی ٹوٹ جائے گا۔

علامہ کمال الدین ابن ہمام فرماتے ہیں:

ومن المشايخ من جعل الفاصل كون ذلك مما يحتاج في ابتلاعه إلى الاستعانة بالريق أو لا الأول قليل، والثاني كثير، وهو حسن لأن المانع من الحكم بالإفطار بعد تحقق الوصول كونه لا يسهل

---

(1) ردالمحتار، باب ما یفسد الصوم، ج2، ص415، دار الفکر بیروت

مضغ بحيث تلاشت في فمه) إلا أن يجد الطعم في حلقه كما مر واستحسنه الكمال قائلا وهو الأصل في كل قليل مضغه.[1]

(ترجمہ:) ''(کسی نے دانتوں کے درمیان پھنسے ہوئے گوشت کے ریشے کھائے، اگر وہ چنے کے برابر یا اس سے زائد تھے تو روزہ ٹوٹ گیا اور وہ اس کی صرف قضاء کرے گا۔ اور اگر چنے کی مقدار سے کم تھے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا مگر یہ کہ اسے اپنے منہ سے نکالے، پھر کھائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا، مگر اس صورت میں بھی کفارہ نہیں ہے کیونکہ منہ سے نکالی ہوئی چیز کو دوبارہ کھانا طبعاً ناپسندیدہ ہے۔ اور اگر تل کے برابر کوئی شی باہر سے منہ میں ڈالی اور اسے نگل گیا تو روزہ بھی ٹوٹ جائے گا اور زیادہ صحیح روایت کے مطابق کفارہ بھی ہوگا۔ ہاں! اگر تل کو اتنا چبایا کہ اس کا وجود ہی منہ میں ختم کر دیا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ ہاں! اگر اس چبائے ہوئے کا ذائقہ حلق میں محسوس ہوا تو روزہ ٹوٹ جائے گا جیسا کہ گزر چکا ہے۔ اسی کو علامہ ابن ہمام نے یہ کہتے ہوئے مستحسن قرار دیا کہ ہر قلیل کے چبانے میں یہی قاعدہ ہے''۔

علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

(قوله إن مثل حمصة) هذا ما اختاره الصدر الشهيد واختار الدبوسي تقديره بما يمكن أن يبتلعه من غير استعانة بريق واستحسنه الكمال؛ لأن المانع من الإفطار ما لا يسهل الاحتراز عنه وذلك فيما يجري بنفسه مع الريق لا فيما يتعمد في إدخاله اهـ (قوله لأن النفس تعافه) فهو كاللقمة المخرجة وقدمناه عن الكمال أن التحقيق تقييد ذلك بكونه ممن يعاف ذلك (قوله إلا إذا مضغ

(۱) الدر المختار، باب ما يفسد الصوم، ج2، ص415، دار الفکر بیروت

الاحتراز عنه، وذلك فيما يجري بنفسه مع الريق إلى الجوف لا فيما يتعمد في إدخاله لأنه غير مضطر فيه.[1]

(ترجمہ:) ''لعاب کی مدد سے نگلنے اور نہ نگلنے کے درمیان فرق کرنے کیلئے بعض مشائخ نے یہ کہا ہے کہ اول قلیل ہے اور ثانی کثیر ہے، یہی اس مسئلہ میں بہترین ہے؛ کیونکہ روزہ ٹوٹنے کا حکم تب لگا سکتے ہیں جب پہنچنا متحقق ہو جائے اور یہ ان میں سے ہے کہ جس سے بچنا آسان نہیں ہے۔ اور یہ مسئلہ اس صورت میں ہے کہ جب خود بخود تھوک کے ساتھ جوف تک پہنچا، نہ یہ کہ جس نے بالارادہ حلق سے نیچے اتارا کیونکہ اِس سے بچنا مشکل نہیں ہے''۔

علامہ ابن ہمام نے جو قلیل اور کثیر کے درمیان فرق بیان کیا ہے یہ اس صورت کے ساتھ خاص ہے جب کھانا کھاتے وقت دانتوں میں کوئی چیز رہ گئی اور پھر حلق سے نیچے اتر گئی۔ یہی وجہ ہے کہ چنے کے دانے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے علامہ شامی نے ان کا یہی قول نقل کیا۔ علامہ شامی کی عبارت اس عبارت سے قبل مذکور ہے۔

علامہ ابن ہمام کی اس عبارت کے آخری الفاظ: ''لا فیما یتعمد فی إدخاله'' سے یہ بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ بعض فقہاء نے قلیل کی وضاحت کی ''کہ جو تھوک کی مدد سے حلق سے نیچے اترے، وہ قلیل ہے'' یہ قانون اس صورت میں لاگو نہیں ہوگا کہ جب اس نے جان بوجھ کر کوئی بھی چیز قلیل ہو یا کثیر اپنے منہ میں ڈالی۔

(2۔4): باقی تینوں چیزوں میں اور انہیلر (Inhaler) کے درمیان پہلا فرق تو یہ ہے کہ انہیلر (Inhaler) کی دوائی نگلنے اور حلق سے نیچے اتارنے کیلئے منہ میں ڈالی جاتی ہے جبکہ کلی کرنا، لقمہ چبانا اور سالن چکھنا نگلنے اور حلق سے نیچے اتارنے

(۱) فتح القدیر، باب مایوجب القضاء، ج2، ص333، دار الفکر بیروت

کیلئے نہیں ڈالی جاتی۔

دوسرا فرق یہ ہے کہ کلی کرنے کے بعد جو تری حلق سے نیچے اتر گئی اس پر روزہ اس لئے نہیں ٹوٹے گا کہ اس سے بچنا ممکن نہیں تھا یعنی تھوک کر سارا پانی باہر نکالنے سے حرج لازم آئے گا اور پھر تھوکنے کے بعد مکمل پانی کے نکل جانے کا یقین بھی نہیں ہوگا۔ لہذا جب یہاں اس سے تحذر ممکن نہ تھا تو فقہاء نے روزہ نہ ٹوٹنے کا حکم دے دیا، جس طرح کہ غبار اگر حلق سے نیچے اتر گیا تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ جبکہ انہیلر (Inhaler) کی دوائی سے بچنا ممکن ہے اور وہ جان بوجھ کر اس کو حلق سے نیچے اتار رہا ہے۔

علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

(قوله أو بقي بلل في فيه بعد المضمضة) جعله في الفتح والبدائع شبيه دخول الدخان والغبار ومقتضاه أن العلة على عدم إمكان التحرز عنه.(۱)

(ترجمہ:) ''شارح کا قول: یا کلی کرنے کے بعد تری باقی رہ گئی تو اس کے حلق سے نیچے اترنے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ اس مسئلہ کو فتح القدیر اور بدائع میں دھواں اور غبار کے مشابہ قرار دیا ہے۔ اس کا مقتضٰی یہ ہے کہ یہاں روزہ نہ ٹوٹنے کی علت یہ ہے کہ اس سے بچنا ممکن نہیں ہے''۔

تیسرا فرق یہ ہے کہ ماں کا لقمہ چبانے کے بعد اور سالن چکھنے کے بعد اگر کچھ ذرات حلق سے نیچے اتر گئے تو اس میں بھی روزہ ٹوٹ جائے گا۔ لہذا انہیلر (Inhaler) کے مسئلے کو ان چار چیزوں پر قیاس کرنا غلط ہے، درست نہیں ہے۔

علامہ عینی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

(ومن ذاق شيئا بفمه لم يفطر) ش الذوق معرفة الشيء بفمه من

---

(۱) ردالمحتار، باب ما یفسد الصوم، ج2، ص396، دار الفکر بیروت

غیر إدخال عینه فی حلقه م (لعدم الفطر صورة ومعنى) ش أما صورة فلأنه لم يصل إلى الجوف شيء من المنفذ المعهود، وأما معنى فلأنه لم يصل إلى البدن ما يصلحه. (۱)

(ترجمہ:) ''جس نے روزے کی حالت میں کوئی شی چکھی تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹے گا، کوئی چیز حلق میں داخل کیے بغیر محض زبان کے ساتھ شی کو چکھنا ہے۔۔۔روزہ نہ ٹوٹنے کی وجہ یہ ہے کہ یہاں افطار صورتاً ومعناً دونوں نہیں پائے جاتے۔ صورتاً اس لئے کہ یہاں منفذ سے پیٹ تک کوئی چیز نہیں پہنچی۔ اور معناً اس لئے کہ ایسی کوئی چیز نہیں پہنچی کہ جو بدن کیلئے نفع بخش ہو''۔

اسی طرح یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ ایک شی کا مزہ حلق میں محسوس ہونا الگ ہے اور اسی چیز کے ذرات کا حلق سے نیچے اترنا الگ ہے۔ مثلاً فقہاء نے ذکر کیا کہ کسی نے دوائی کو چبایا اور حلق میں محض اس کا ذائقہ محسوس ہوا تو روزہ نہ گیا۔ ہاں اگر اس کے ذرات حلق سے نیچے اترے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ جیسا کہ ابھی علامہ عینی کی عبارت گزری ہے۔

ایک شبہ کا ازالہ:

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ انہیلر (Inhaler) کا تعلق پھیپھڑوں سے ہے کہ اس سے ہوا نکلتی ہے، وہ معدے میں نہیں جاتی بلکہ اس کی الگ نالی ہے وہ پھیپھڑوں میں جا کر کھلتی ہے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹنا چاہئے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ انہیلر (Inhaler) میں یقینی طور پر کیمیکل کے اجزاء موجود ہوتے ہیں اور وہ کیمیکل کے اجزاء اگرچہ الگ نالی کے ذریعے پھیپھڑوں میں جاتے ہیں

(۱) البنایہ، کتاب الصوم، ذوق الطعام، ج4، ص67، دار الکتب العلمیہ، بیروت

مگر ان کا معدے اور پیٹ میں جانا ممکن ہے محال نہیں ہے۔ اور اس کیلئے محض ظن کا ہونا کافی جبکہ اس کے مقابل نہ پہنچنے کا یقین نہ ہو۔ جس طرح کہ محض استرخاء کی وجہ سے وضو ٹوٹنے کا حکم لگانا اور محض دخولِ حشفہ سے غسل کا ٹوٹنا۔ نیز صبح بیداری کے وقت کپڑے پر تری دیکھنے سے غسل کا واجب ہونا جبکہ رات کو سوتے وقت شہوت نہ ہو۔

اگر معترض کی بات تسلیم کر لی جائے تو دھواں اگر حلق سے نیچے اتارا تو اس سے روزہ فاسد نہیں ہونا چاہیے کیونکہ وہ بھی تو الگ نالی کے ذریعے پھیپھڑوں میں پہنچتا ہے۔ مگر اس کے اجزاء معدے میں جانے کی وجہ سے فساد کا حکم ہے۔

یہی وجہ ہے کہ علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ نے پھول کے سونگھنے کو ہوا اور دھواں کو جوہر قرار دے کر فرمایا کہ یہ پیٹ میں جاتا ہے۔

عبارت ملاحظہ ہو:

ولا یتوھم أنه کشم الورد ومائه والمسك لوضوح الفرق بین ھواء تطیب بریح المسك وشبھه وبین جوھر دخان وصل إلی جوفه بفعله.(۱)

(ترجمہ:) ''یہاں سے یہ وہم پیدا نہ ہو کہ دھواں پھول، اس کے پانی اور مشک کی خوشبو کی طرح ہے؛ کیونکہ مشک کی وجہ سے معطر ہوا اور دھواں کے درمیان واضح فرق ہے اور یہ دھواں اس کے اپنے فعل سے پیٹ تک پہنچا''۔

دل کے مریض (Heart Patient) کا زبان کے نیچے دوائی رکھنا

سوال: دل کے درد کی صورت میں زبان کے نیچے گولی رکھی جاتی ہے یا اسپرے کیا جاتا ہے، تو اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا یا نہیں؟

جواب: روزہ ٹوٹ جائے گا اور چونکہ یہ روزہ توڑنا بیماری کے عذر کی وجہ سے ہے، اس

(۱) ردالمحتار، باب مایفسد الصوم، ج2، ص395، دار الفکر بیروت

لئے محض قضاء لازم ہوگی۔

تفصیل:

تحقیق کے مطابق اس دوائی کی مقدار کا کچھ نہ کچھ حصہ حلق کے نیچے ضرور جاتا ہے۔لہذا جب حلق سے ہی وہ دوائی اندر جاتی ہے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔جس کی تفصیل ہم انہیلر (Inhaler) والے مسئلے میں بیان کر چکے ہیں۔

ہاں! اگر وہ دوائی زبان میں جذب ہو کر مسام (Pore) کے ذریعے اندر جاتی ہے اور حلق سے کچھ بھی نہیں اترتا جیسا کہ بعض محققین کا خیال ہے تو اس سے روزہ فاسد نہیں ہوگا۔

ڈائلیسس (Dialysis) کرانا

سوال: ڈائلیسس کرانے سے روزہ ٹوٹ جائے گا یا نہیں؟ اور ٹوٹ جانے کی صورت میں صرف قضاء لازم ہوگی؟ یا کفارہ بھی لازم ہوگا؟

ڈائلیسس اور اس کے طریقہ کار کی تفصیل درج ذیل ہے:

جن کے گُردے کام چھوڑ دیتے ہیں، ایسے مریضوں کو زندگی گزارنے کے لیے مَصنوعی طریقے سے اپنا خون صاف کروانا پڑتا ہے جسے ڈائلیسس (Dialysis) کہتے ہیں۔گُردوں کی خرابی کی صورت میں مریض کے پاس علاج کے تین راستے ہوتے ہیں: (1) ہیمو ڈائلیسس (Hemodialysis)۔(2) پیری ٹونیل ڈائلیسس (Peritoneal dialysis)۔(3) گُردے کی تبدیلی۔

ہیمو ڈائلیسس (Hemodialysis) میں ایک مشین کے ذریعے خون کو صاف کیا جاتا ہے اور نقصان دہ اجزا، اضافی نمک اور پانی خون سے علیحدہ کیا جاتا ہے۔یہ عمل ہفتے میں تین مرتبہ کیا جاتا ہے اور ہر بار تین سے چار گھنٹے صَرف ہوتے ہیں۔اِس عمل میں خون مسام اور رگوں (Veins) کے ذریعے اندر پہنچایا جاتا ہے اور اسی سے خون کی

صفائی عمل میں آتی ہے۔

اِضافی مادّوں کو صاف کرنے کا ایک اور طریقہ پیری ٹونیل ڈائلیسس (Peritoneal dialysis) ہے۔ اس طریقے میں باقاعدہ طور پر پیٹ کی جھلّی میں سوراخ کیا جاتا ہے پھر اس جگہ میں جو کہ جوف ہی کا حصہ ہے ایک نالی پیوست کردی جاتی ہے۔ اور اِس کے ذریعے صفائی کا عمل کیا جاتا ہے۔

ہیموڈائلیسس اور پیری ٹونیل ڈائلیسس عارضی اور مصنوعی طور پر گردوں کا فعل اَنجام دیتے ہیں۔ یہ دونوں طریقے بہت مہنگے ہیں۔ اِن کی مدد سے مریض کی صحت بہتر اور زندگی طویل ہوسکتی ہے تاہم یہ گردوں کی خرابی کا علاج نہیں ہیں۔

جواب: روزے کی حالت میں ہیموڈائلیسس (Hemodialysis) کرانے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا، مگر پیری ٹونیل ڈائلیسس (Peritoneal dialysis) کرانے سے روزہ ٹوٹ جائے گا اور صرف قضاء لازم آئیگی کفارہ نہیں۔

تفصیل:

جیسا کہ مذکور ہوا کہ ہیموڈائلیسس میں خون مَسام اور رگوں (Veins) کے ذریعے اندر پہنچایا جاتا ہے اور اسی سے خون کی صفائی عمل میں آتی ہے؛ اِس لئے اس کا حکم انجکشن والا ہے اور اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ جبکہ پیری ٹونیل ڈائلیسس (Peritoneal dialysis) کرانے سے روزہ ٹوٹ جائے گا؛ کیونکہ اس طریقے میں باقاعدہ طور پر پیٹ کی جھلّی میں سوراخ کیا جاتا ہے پھر اس جگہ میں جو کہ جوف ہی کا حصہ ہے ایک نالی پیوست کردی جاتی ہے اور یہ "جائفہ" کی شکل ہوگئی تو اس سے روزہ فاسد ہوجائے گا۔ (۱)

دُرِّ مختار میں ہے:

(۱) ماہنامہ اشرفیہ، ص 51، جنوری 2016، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور انڈیا

أو داوى جائفة أو آمة) فوصل الدواء حقيقة إلى جوفه و دماغه . [١]

(ترجمہ:)''زخم جائفہ یا آمہ میں دوائی ڈالی، پس دوائی پیٹ اور دماغ تک پہنچ گئی تو روزہ ٹوٹ جائے گا''۔

صدرالشریعہ مفتی امجد علی اعظمی لکھتے ہیں:

''دماغ کی جھلی تک زخم تھا، اس میں دوا ڈالی کہ پیٹ یا دماغ تک پہنچ گئی۔۔۔۔روزہ ٹوٹ جائے گا''۔ [٢]

آپریشن (Operation) کرانا

سوال: کیا آپریشن کرانے سے روزہ ٹوٹ جائے گا؟

جواب: بظاہر آپریشن (Operation) کرانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا مگر جب آپریشن کرتے وقت اس کے منافذِ اصلیہ میں یا پیٹ اور دماغ میں کوئی چیز ڈالی گئی تو اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔

تفصیل:

(1) پیٹ اور دماغ کے علاوہ جسم کے کسی دوسرے حصے کا آپریشن کیا مثلاً ہاتھ، پاؤں تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

(2) اسی طرح اگر ایسے اعضاء کا آپریشن کیا کہ اس کا تعلق منافذِ اصلیہ سے نہیں ہے تو اس سے بھی روزہ نہیں ٹوٹے گا مثلاً پنڈلی، ران، کندھے وغیرہ۔

(3) پیٹ کا آپریشن اس طرح کیا کہ اندر تو کچھ نہیں ڈالا مگر پیٹ سے کچھ نکالا یا گوشت کا حصہ کاٹا تو اس سے بھی روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

(4) بعض اوقات آپریشن کرتے وقت منافذِ اصلیہ میں نالی ڈالی جاتی ہے تو اس کی دو

(١) الدرالمختار، باب مایفسد الصوم ومالا، ج2،ص402، دارالفکر، بیروت

(٢) بہارِ شریعت، ج1، حصہ 5،ص983، مکتبۃ المدینہ کراچی

صورتیں ہیں: (1) اگر وہ تر ہے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ (2) اور اگر وہ تر نہیں تو اس صورت میں اُس کا روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ نیز روزہ ٹوٹ جانے کی صورت میں صرف قضا لازم ہوگی۔

علامہ ابنِ عابدین شامی لکھتے ہیں:

(قوله وإن بقي في جوفه) أي بقي زجه وهذا ما صححه جماعة منهم قاضي خان في شرحه على الجامع الصغير حيث قال وإن بقي الزج في جوفه لم يذكر في الكتاب واختلفوا فيه قال بعضهم يفسده كما لو أدخل خشبة في دبره وغيبها وقال بعضهم لا يفسد وهو الصحيح؛ لأنه لم يوجد منه الفعل ولم يصل إليه ما فيه صلاحه اهـ وحاصله أن الإفساد منوط بما إذا كان بفعله أو فيه صلاح بدنه، ويشترط أيضا استقرار ه داخل الجوف فيفسد بالخشبة إذا غيبها لوجود الفعل مع الاستقرار وإن لم يغيبها فلا لعدم الاستقرار ويفسد أيضا فيما لو أوجر مكرها أو نائما كما سيأتي؛ لأن فيه صلاحه.[1]

(ترجمہ:) ''ان کا یہ کہنا کہ اگر کسی نے نیزہ مارا اور وہ اس کے پیٹ میں باقی رہ گیا یعنی تیر یا نیزے کا پھل اس کے پیٹ میں باقی رہ گیا (تو روزہ نہیں ٹوٹے گا)۔ اس مسئلے کو علماء کی ایک جماعت نے صحیح قرار دیا ہے، انہی علماء میں قاضی خان بھی شامل ہیں کہ انہوں نے جامع صغیر کے اوپر اپنی شرح میں یہ تحریر فرمایا: اگر نیزے کا پھل اس کے پیٹ میں باقی رہ گیا تو امام محمد نے اس کتاب میں اس کا ذکر نہیں کیا اور مشائخ کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے، بعض نے کہا: اس کا روزہ فاسد ہو جائے گا جیسا کہ اگر لکڑی کو اپنی

(۱) ردالمحتار، باب مایفسد الصوم، ج2، ص397، دار الفکر بیروت

مَقْعَد میں داخل کیا اور اس کو غائب کر دیا۔ بعض نے کہا: فاسد نہیں ہوگا اور یہی قول صحیح ہے کیونکہ اس روزے دار سے کوئی فعل نہیں پایا گیا اور نہ ہی اس کے باطن میں ایسی چیز پہنچی جو اس کیلئے نفع بخش ہو۔ اھ (قاضی خان کی عبارت مکمل ہوئی)۔ خلاصہ یہ ہے کہ روزے کے فاسد ہونے کا دارومدار اس بات پر ہے کہ کسی چیز کا داخل کرنا روزے دار کے اپنے فعل سے ہو یا وہ چیز ایسی ہو جو اس کے بدن کیلئے نفع بخش ہو۔ اور روزہ ٹوٹنے کیلئے یہ بھی شرط ہے کہ وہ چیز جوف کے اندر قرار پکڑ لے۔ لہذا لکڑی والے مسئلے میں روزہ اس وقت فاسد ہوگا جب وہ اس کو بالکل غائب کردے کیونکہ اس صورت میں روزے دار کا خود یہ عمل کرنا اور اس چیز کا باطن میں قرار پکڑنا دونوں باتیں پائی جا رہی ہیں۔ اور اگر لکڑی کو مکمل غائب نہیں کیا تو روزہ فاسد نہیں ہوگا کیونکہ اس نے باطن میں قرار نہیں پکڑا۔ اور اگر کسی کے منہ میں جبراً قطرہ ٹپکایا گیا یا سونے کی حالت میں کسی نے اس کے ساتھ یہ عمل کیا تو اس سے بھی روزہ فاسد ہو جائے گا جیسا کہ عنقریب آئے گا کیونکہ (اس میں اگرچہ روزے دار کا فعل موجود نہیں ہے لیکن) وہ چیز اس کے بدن کیلئے فائدہ مند ضرور ہے"۔

حمل روکنے کیلئے لوپ (Lope)، چھلا، کیپسول رکھنا

سوال: روزے کی حالت میں عورت حمل کو روکنے کیلئے اگر اپنی شرمگاہ میں لوپ یا چھلا وغیرہ رکھواتی ہے تو اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا یا نہیں؟ اور ٹوٹنے کی صورت میں قضاء ہے یا کفارہ بھی؟

جواب: روزہ ٹوٹ جائے گا اور صرف قضاء لازم ہے۔ اور اگر کیپسول بازو کی رگ (Vein) میں رکھا تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

تفصیل:

روزہ ٹوٹنے کی وجہ یہ ہے کہ عورت کی اندرونی شرمگاہ مَنفذ (Route) کی حیثیت رکھتی ہے لہٰذا اگر کوئی بھی چیز اس میں پہنچا دی گئی اور وہ بالکل غائب ہوگئی تو اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا؛ کیونکہ یہ حکماً وصول الی الباطن ہے۔

علامہ علاء الدین حصکفی لکھتے ہیں:

لو أدخلت قطنة إن غابت فسد وإن بقي طرفها في فرجها الخارج لا.[1]

(ترجمہ:) ''اگر شرمگاہ میں روئی داخل کی اور وہ غائب ہوگئی تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ اور اگر اس کا حصہ بیرونی شرمگاہ میں ہے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا''۔

حیض (Menses) روکنے سے روزے کے وجوب کا حکم

سوال: ماہِ رمضان میں اگر عورت نے ماہواری، حیض (Menses) روکنے کیلئے دوائی یا گولیاں استعمال کیں اور خون آنا بھی بند ہوگیا تو روزہ رکھنا واجب ہوگا یا نہیں؟

جواب: ایسی عورت پر روزہ رکھنا واجب ہے۔

تفصیل:

عورت حیض اور نفاس (یعنی بچے کی ولادت کے وقت آنے والے خون) کی حالت میں روزہ نہیں رکھ سکتی۔ اسی طرح اگر روزے کے دوران حیض کا خون شروع ہوگیا تو اس سے روزہ فاسد ہوجائے گا۔ لیکن جب عورت نے خون روکنے کیلئے دوائی استعمال کی اور خون آنا بھی بند ہوگیا تو اب اس پر روزہ رکھنا واجب ہے کیونکہ روزہ نہ رکھنے کی وجہ ختم ہوچکی تو اب روزہ رکھنا واجب ہے۔ اسی طرح باری کے دنوں کے علاوہ اگر خون آگیا اور طہارت کو پندرہ دن نہیں گزرے تو یہ حیض ونفاس نہیں بلکہ بیماری کا خون ہے اور اس حالت میں روزہ معاف نہیں ہے۔

---

(۱) الدر المختار، باب ما یفسد الصوم، ج2، ص397، دار الفکر بیروت

مگر روزہ رکھنے کیلئے اِن پر مانعِ حیض دوائیاں کھانا واجب نہیں ہے؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو یہ رخصت عطاء کی ہے۔ نیز ایسا کرنا طبعی طور پر نقصان دہ بھی ہے۔ عمرے پر جانے والی خواتین اگر مجبوری کی حالت میں یہ دوا استعمال کریں تو روانگی سے کم از کم ایک ماہ پہلے اپنی لیڈی ڈاکٹر سے مشورہ ضرور لیں اور اس کی ہدایت کے مطابق دوا استعمال کریں۔ بصورتِ دیگر پیچیدگیوں کا سامنا کرنا پڑسکتا ہے۔

وِکس (Wix)، بام لگانا

سوال: روزے کی حالت میں وِکس یا بام لگانے سے روزہ ٹوٹ جائے گا یا نہیں؟

جواب: ناک کے اندرونی حصے میں لگائی تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور صرف قضاء لازم ہوگی۔

تفصیل:

کیونکہ وِکس (Wix) ایک قسم کا کیمیکل ہے تو اس کے باریک اجزاء حلق سے نیچے اتر جاتے ہیں۔(1)

اور ناک کے اندرونی حصے کے علاوہ جسم کے کسی بھی حصے پر وِکس یا بام استعمال کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا مثلاً سر کے درد کیلئے پیشانی پر لگائی تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

آکسیجن ماسک (Oxygen Mask) لگانا

سوال: کیا آکسیجن ماسک لگانے سے روزہ ٹوٹ جائے گا؟ مثلاً مریض کو لگایا یا کسی جگہ پر آکسیجن کی کمی کی وجہ سے لگایا۔

جواب: روزے کی حالت میں آکسیجن ماسک (Oxygen Mask) لگانے سے روزہ ٹوٹ جائے گا اور قضاء لازم ہوگی۔

---

(1) تفہیم المسائل، ج 1، ص 188، ضیاء القرآن پبلیشرز، کراچی) (فتاویٰ بریلی شریف، ص 358، شبیر برادر لاہور

تفصیل:

عام ہوا اور فضا میں 78 فیصد نائٹروجن گیس، 21 فیصد آکسیجن اور ایک فیصد دوسری گیس ہوتی ہے۔ جبکہ مریض کو آکسیجن کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے تو ہوا سے اس کی ضرورت پوری نہیں ہوتی لہذا مریض کو مصنوعی گیس جو کہ سلینڈر میں موجود ہوتی ہے وہ دی جاتی ہے جس میں آکسیجن کی مقدار 60 فیصد اور 40 فیصد نائٹروجن ہوتی ہے، اس کے علاوہ کوئی گیس نہیں ہوتی۔

روزہ ٹوٹنے کی پہلی وجہ یہ ہے کہ مریض وغیرہ کو جو ماسک لگایا جاتا ہے وہ خالص آکسیجن ہوتا ہے نہ کہ ہوا کی طرح۔ خالص آکسیجن مادہ اور جوہر ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ مصنوعی چیز ہے اور اس سے بچنا ممکن ہے۔ اس کے برعکس عام ہوا میں آکسیجن کم مقدار میں ہوتا ہے اور اس سے بچنا ممکن بھی نہیں ہے۔ اور اس سے کفارہ اس لئے لازم نہیں آئے گا کہ اسے منہ کے ذریعے استعمال نہیں کیا جارہا بلکہ یہ آکسیجن ناک کے راستے سے حلق سے نیچے اتر رہی ہے جبکہ کفارے کیلئے منہ کے ذریعے حلق سے نیچے اتارنا ضروری ہے۔

گیس (gas) کا منہ میں جانا

سوال: آجکل بڑے چھوٹے تمام شہروں کے کچن میں گیس عام استعمال ہوتی ہے تو کیا اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا؟

جواب: جان بوجھ کر ارادے کے ساتھ اگر گیس کو کھینچا اور وہ حلق سے نیچے اتر گئی تو اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا اور صرف قضاء لازم ہوگی۔

تفصیل:

جان بوجھ اور ارادے کے ساتھ کھینچنے اور حلق سے نیچے اتارنے سے روزہ ٹوٹ گا۔

علامہ علاء الدین حصکفی لکھتے ہیں:

لو أدخل حلقه الدخان أفطر أي دخان كان ولو عودا أو عنبرا له ذاكرا لإمكان التحرز عنه. (۱)

(ترجمہ:) ''روزہ یاد ہوتے ہوئے کسی بھی قسم کا دھواں چاہے عُود کا ہو یا عَنبر کا حلق سے نیچے اتارا تو اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا کیونکہ اس سے بچنا ممکن ہے''۔

اگر بغیر ارادے کے گیس حلق سے نیچے اتر گئی اگرچہ روزہ سے ہونا یاد ہو تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

نور الایضاح میں ہے:

دخل حلقه دخان بلا صنعه أو غبار ولو غبار الطاحون. (۲)

(ترجمہ:) ''دھواں یا غبار اگرچہ آٹے کا ہو بغیر اس کے فعل کے حلق میں داخل ہو گیا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا''۔

امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

''کاغذ یا کنکر یا خاک وغیرہا اشیا کو کہ نہ دوا ہیں نہ غذا، نہ مرغوبِ طبع، اگر تل بھر نہیں پیٹ بھر کھالے گا صرف قضا ہوگی کفارہ نہ آئے گا''۔ (۳)

بھاپ (Steam) لینا

سوال: کیا روزے کی حالت میں بھاپ لینے سے روزہ ٹوٹ جائے گا؟

نزلہ وغیرہ کیلئے بھاپ لی جاتی ہے اور اس کیلئے ایک تو سادہ طریقہ ہے جو کہ گھروں

(۱) الدر المختار، باب ما يفسد الصوم، ج 2، ص 395، دار الفکر بیروت

(۲) نور الایضاح، باب ما لا يفسد الصوم، ص 131، المکتبۃ العصریہ بیروت

(۳) فتاویٰ رضویہ، ج 10، ص 595، رضا فاؤنڈیشن لاہور

میں استعمال ہوتا ہے کہ پانی گرم کرکے اوپر چادر ڈال کر سانس کو کھینچا جاتا ہے۔
دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ڈاکٹرز کے پاس مشین کے ذریعے نیبولین لگا کر بھاپ لی جاتی ہے۔

جواب: ان دونوں طریقوں سے روزہ ٹوٹ جائے گا؛ کیونکہ یہ دھویں ہی کی مثل ہے اور جان بوجھ کر دھواں کھینچنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ لیکن اس صورت میں بھی صرف قضاء لازم آئیگی۔

نزلہ کی دوائی (Flu Treatment) سونگھنا

سوال: بعض اوقات ناک کی الرجی اور نزلہ کیلئے دوائی سونگھائی جاتی ہے، کیا اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا؟

جواب: محض دوائی سونگھنا کہ جس سے اس کے اجزاء اندر نہیں جاتے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

تفصیل:

روزہ نہ ٹوٹنے کی وجہ یہ ہے کہ روزہ مَنفَذ (Route) کے ذریعے کسی چیز کے عَین کے اندر داخل ہونے سے ٹوٹتا ہے۔ محض کسی چیز کو ایسا سونگھنا کہ جس سے اس کا عین اندر داخل نہ ہو، اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

علامہ ابنِ عابدین شامی دُھویں اور کسی مادّی چیز کے درمیان فرق بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ولا يتوهم أنه كشم الورد ومائه والمسك لوضوح الفرق بين هواء تطيب بريح المسك وشبهه وبين جوهر دخان وصل إلى جوفه بفعله.(۱)

---

(۱) ردالمحتار، باب مایفسد الصوم، ج2، ص395، دارالفکر بیروت

(ترجمہ:) "یہاں سے یہ وہم پیدا نہ ہو کہ دھواں پھول، اس کے پانی اور مُشک کی خوشبو کی طرح ہے؛ کیونکہ مُشک کی وجہ سے معطر ہوا اور دھواں کے درمیان واضح فرق ہے اور یہ دھواں اس کے اپنے فعل سے پیٹ تک پہنچا"۔

آنکھ میں سرمہ یا دوا ڈالنا

سوال: آنکھ میں سرمہ یا دوا ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جائے گا؟

جواب: آنکھ میں سرمہ ڈالنے سے مطلقاً روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ متقدمین علماء کے نزدیک یہی حکم آنکھ میں دوا ڈالنے کا ہے، جبکہ موجودہ دور کے علماء کی اس بارے میں دو آراء پائی جاتی ہیں اور یہ اختلاف اس وجہ سے ہے کہ آنکھ کے اندر جو باریک غدود موجود ہے جس کے ذریعے آنکھ کی رطوبت حلق تک پہنچتی ہے، اس کا حکم مَسام (Pore) کا ہے یا مَنفذ (Route) کا۔ اس اعتبار سے ہماری رائے یہ ہے کہ اس کا حکم مَسام کا ہی ہونا چاہیئے، اس لئے آنکھ میں دوا ڈالنے سے مطلقاً روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

تفصیل:

حدیث مبارکہ میں سرمے لگانے کی اجازت ہے اگرچہ سرمے کا مزہ حلق میں محسوس ہو، بلکہ بعض اوقات اگر سرمہ زیادہ ڈالا جائے تو کھنکار، تھوک وغیرہ میں بھی سرمے کے اجزاء واضح نظر آتے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

إِنَّهُ كَانَ يَكْتَحِلُ وَهُوَ صَائِمٌ. (۱)

(ترجمہ:) "وہ روزے کی حالت میں سرمہ لگایا کرتے تھے"۔

(۱) سنن ابی داود، باب فی الکحل عند النوم للصائم، حدیث (2378)، ج2، ص310، المکتبۃ العصریہ بیروت

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اشْتَكَتْ عَيْنِي، أَفَأَكْتَحِلُ وَأَنَا صَائِمٌ، قَالَ نَعَمْ. (۱)

(ترجمہ:) ''ایک شخص رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میری آنکھیں دکھ رہی ہیں، کیا میں روزے کی حالت میں سرمہ لگا سکتا ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں''۔

امام محمد بن حسن شیبانی لکھتے ہیں:

قلت أرأيت الصائم يكتحل بالإثمد والذرور والصبر وغيره قال نعم لا يضره ذلك شيئا قلت فإن وجد طعمه فی حلقه قال وإن وجد طعمه فی حلقه فإنما طعمه مثل الدواء يذوقه فيدخل جوفه طعمه ومثل الدهن يدهن به شاربه ومثل الدخان ومثل الغبار يدخل طعمه فی حلقه. (۲)

(ترجمہ:) ''میں نے امام اعظم سے پوچھا: کیا آپ کے نزدیک اثمد، ذَرور (دوا)، ایلوا وغیرہ بطور سرمہ استعمال کرسکتا ہے؟ آپ نے جواب دیا: ہاں! اس سے روزے پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ میں نے پوچھا: اگر وہ اس سرمے کا ذائقہ اپنے حلق میں محسوس کرے تو کیا حکم ہوگا؟ آپ نے جواب دیا: اس کا روزہ برقرار ہے اگرچہ سرمے کا ذائقہ وہ اپنے حلق میں محسوس کرے؛ کیونکہ یہ ذائقہ محسوس کرنا اس دوا کی مثل ہے جس کو اس نے زبان پہ رکھا اور اس کی کڑواہٹ حلق میں محسوس کی۔ اور اس تیل کی مثل ہے جو اس نے اپنی

(۱) سنن ترمذی، باب فی الکحل للصائم، حدیث (726)، ج2، ص97، دار الغرب الاسلامی بیروت

(۲) الاصل (المبسوط)، کتاب الصوم، ج2، ص171، دار ابن حزم بیروت

مونچھوں پر لگایا۔ اور اس دھویں وغبار کی مثل ہے جس کا ذائقہ اس کے حلق میں پہنچا''۔

علامہ اکمل الدین بابُرتی لکھتے ہیں:

(ولو اکتحل لم یفطر) وإن وجد طعمه في حلقه (لأنه ليس بين العين والدماغ منفذ) فما وجد في حلقه من طعمه إنما هو أثره لا عينه فإن قيل لو لم يكن بينهما منفذ لما خرج الدمع؟ أجاب بأن الدمع يرتشح كالعرق يعني أنه داخل من المسام والداخل منها لا ينافي.(۱)

(ترجمہ:) ''اگر سرمہ لگایا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا اگرچہ اس کا ذائقہ حلق میں محسوس ہو کیونکہ آنکھ اور دماغ کے درمیان کوئی مَنفَذ نہیں ہے، جو اسے حلق میں ذائقہ محسوس ہوا ہے وہ اس کا اثر ہے نہ کہ بذاتِ خود وہ سرمہ ہے۔ اگر یہ اعتراض ہو کہ اگر آنکھ اور دماغ کے درمیان کوئی مَنفَذ نہیں ہے تو آنسو کیوں نکلتے ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ آنسو پسینے کی طرح نکلتے ہیں یعنی آنسو مَسَام سے آتے ہیں اور یہ روزے کے منافی نہیں ہے''۔

بعض علماء نے ڈاکٹری تحقیق کی بنیاد پر کہ آنکھ کے کنارے سے ایک باریک نالی ناک میں کھلتی ہے جس کا نام لیکری مل ڈکٹ (LACRIMAL DUCT) ہے، جس کے ذریعے آنکھ میں اگر کوئی مائع چیز ڈالی جائے تو وہ حلق میں پہنچ جاتی ہے، آنکھ میں دوائی ڈالنے سے روزہ ٹوٹنے کا حکم دیا۔ جیسا کہ مفتی اعظم پاکستان مفتی منیب الرحمن زید مجدہ نے فتویٰ دیا، شیخ المشائخ مفتی ابوبکر صدیق الشاذلی دامت فیوضہم اور علامہ مفتی ابراہیم قادری (سکھر) نے تحقیق فرمائی۔

(۱) العنایہ شرح الہدایہ، باب مایوجب القضاء، ج 2، ص 330، دار الفکر بیروت

لیکن جب ہم نے اس بارے میں مزید تحقیق کی اور اس فن کے ماہرین سے بالمشافہ ملاقات کی اور تبادلہ خیال کیا تو یہ بات سامنے آئی کہ آنکھ اور حلق کے درمیان براہِ راست مَنفَذ (Route) نہیں ہے بلکہ آنکھ کے کونے سے دو بالکل باریک نالیاں باریک انجکشن (Injection) کی سوئی کی طرح لیکری لیکری مَلمیں کھلتی ہے جن کا نیا نام لَیکری مَل کَینال ہے۔ اس کی موٹائی باریک سوئی کی نوک جتنی ہوتی ہے اس لئے اتنے باریک سوراخ کو مَسَام (Pore) ہی کہا جائے گا۔ جتنے بھی مَنافذِ اصلیہ ہیں کوئی اتنا باریک نہیں اور یہ بات ہم پیچھے بیان کر چکے ہیں کہ مَسام کا لفظ سَمِّ الِابرہ سے ہی ماخوذ ہے۔

لہٰذا اگر اس تحقیق کو مدنظر رکھا جائے تو سرے والے مسئلے کو استثنائی حیثیت دینے کی ضرورت نہیں پڑے گی، اور فقہاء کرام نے تو اس کی پہلے سے یہ علت بیان کی تھی کہ یہاں کوئی مَنفَذ (Route) نہیں ہے۔

کان میں دوا ڈالنا

سوال: کان میں دوا ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جائے گا؟

جواب: کان میں دوا ڈالنے سے جدید تحقیق کے مطابق محققین فقہاء کرام کے نزدیک روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

تفصیل:

جدید طبی تحقیق کے مطابق کان اور حلق و دماغ کے درمیان کوئی منفذ (Route) نہیں ہے۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

(1) کان کے اندر ایک پردہ موجود ہے جو آنے والی ہر چیز کیلئے رکاوٹ ہوتا ہے۔

(2) اگر کان کا پردہ پھٹا ہوا ہو تو اس سے آگے 3 mm سائز کی ایک باریک نالی موجود ہے جو حلق کے اوپری حصے میں کھلتی ہے، لہٰذا اگر بالفرض اس نالی سے کوئی چیز منتقل

ہوگی بھی تو وہ قلیل مقدار میں ہوگی ورنہ نہیں۔

(3) کان کے پردے کا کچھ حصہ دماغ سے بالکل متصل ہے لیکن یہاں اس بات کا کوئی امکان نہیں کہ کان میں ڈالی گئی دوا کان کے اس حصے سے دماغ میں چلی جائے گی۔[1]

باقی رہا کہ متقدمین فقہاء کے نزدیک کان میں دوا ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے تو یہ کان کو مَنفذ (Route) قرار دینے کی بنیاد پر ہے۔ جدید تحقیق کے پیشِ نظر اس قول کو احتیاط پر محمول کیا جائے گا۔

آنکھ میں لینس (Lens) لگانا

سوال: کیا روزے کی حالت میں آنکھوں میں لینس لگوا سکتے ہیں؟

جواب: لگوا سکتے ہیں اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

تفصیل:

آنکھوں میں لینس (Lens) لگوانے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا اگرچہ لینس پر سیّال مادہ لگا ہوا ہو۔ مگر جن علماءِ کرام کے نزدیک آنکھ میں دوا ڈالنے سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے تو ان کے نزدیک سیّال مادے والا لینس لگانے سے روزہ ٹوٹ جائے گا کیونکہ وہ مادہ مَنفذ کے ذریعے حلق سے نیچے اترے گا۔

سگریٹ (Cigarette) اور حقہ پینا

سوال: روزے کی حالت میں سگریٹ، حقہ پینے سے روزہ ٹوٹ جائے گا یا نہیں؟ اور ٹوٹ جانے کی صورت میں کفارہ لازم ہوگا یا صرف قضاء؟

جواب: روزے کی حالت میں سگریٹ (Cigarette)، حقہ یا اس طرح کی کوئی اور

(۱) ابتدائی تحریر برائے دعوت نامہ علماء کونسل: اسلامک میڈیکل لرزز ایسوسی ایشن، روزہ کے فساد وعدمِ فساد کے لحاظ سے مسائل، ص10

چیز استعمال کرنا کہ جس کا دھواں حلق سے نیچے اتر گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا جبکہ قضاء و کفارہ کے متعلق فقہاء کے درمیان اختلاف ہے، بعض کے نزدیک صرف قضاء لازم ہوگی کفارہ نہیں۔ اور یہی ہمارے نزدیک راجح ہے کیونکہ اکثر علماء نے سگریٹ سے روزہ ٹوٹنے کا حکم تو بیان کیا لیکن کفارہ لازم ہونے نہ ہونے کے بارے میں سکوت اختیار کیا جس کا ظاہر یہی ہے کہ ان کے نزدیک اس سے کفارہ لازم نہیں آتا۔

تفصیل:

روزہ ٹوٹنے کی وجہ یہ ہے کہ دھواں جوہر یعنی مادی چیز ہے اور مادی چیز چاہے قلیل ہو یا کثیر جب حلق سے نیچے اتر گئی تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

علامہ شرنبلالی کی تحقیق کے مطابق سگریٹ، حقہ اور شیشہ پینے سے روزہ ٹوٹ جائے گا اور قضاء و کفارہ دونوں لازم ہوں گی، جبکہ دیگر علماء کے اقوال سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ صرف قضاء لازم ہوگی۔

کفارے کا سبب دوا یا غذا کا بقصدِ دوا یا غذا یا تلذذ کے حلق سے نیچے اتارنا ہے۔ سگریٹ کا دھواں دوا نہیں، سوائے ان لوگوں کے جو قبض یا گیس کی شکایت میں بطورِ دوا اس کو استعمال کرتے ہوں۔ اس صورت میں قضاء کے ساتھ کفارہ بھی ہوگا کہ انہوں نے سگریٹ کو بطورِ دوا استعمال کیا۔

دوسری صورت جس میں بطورِ لذت سگریٹ کو استعمال کیا جائے تو اس صورت میں کفارہ اس صورت میں ہوگا کہ جب اس کا غِذا ہونا ثابت ہو جائے۔

غذا کی تعریف:

غذا کی تعریف میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض علماء کے نزدیک غذا کا اطلاق اسی چیز پر کیا جائے گا جو بدن کیلئے سفید اور نفع بخش ہو۔ جبکہ کچھ علماء کے نزدیک غذا کا اطلاق

اس چیز پر ہوگا کہ جس کی طرف میلانِ طبعی اور تسکینِ بطن ہو۔ ہم مَسَام ومَنفذ کی تعریف میں ثابت کر چکے ہیں کہ بطن (جوف) میں دماغ بھی شامل ہے۔ تو جو لوگ سگریٹ وغیرہ کے عادی ہوتے ہیں، ان کیلئے اس کا استعمال دماغی تسکین کا باعث ہے۔

علامہ حسن بن عمار شرنبلالی حاشیہِ دُرَر میں لکھتے ہیں:

اختلفوا فی معنی التغذی قال بعضهم أن یمیل الطبع إلی أکله وتنقضی شهوة البطن به وقال بعضهم هو ما یعود نفعه إلی صلاح البدن.(۱)

(ترجمہ:) ''غذا کے معنی میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض نے کہا: جس کے کھانے کی طرف طبیعت مائل ہو اور پیٹ کی تسکین ہو۔ بعض نے کہا: جس کے کھانے سے بدن کو فائدہ پہنچے''۔

کفارہ لازم ہونے کیلئے جنایت کا کامل ہونا ضروری ہے یعنی جب کھانا، پینا صورتاً ومعناً دونوں طرح پایا جائے۔ صورتاً کھانے، پینے سے مراد محض نگلنا ہے۔(۲) اور معناً کھانے، پینے سے مراد یہ ہے کہ وہ غذا یا دوا بدن کیلئے نفع بخش ہو۔ صورتاً

---

(۱) غنیۃ ذوی الاحکام حاشیہ علی درر الحکام، باب ما یوجب الافساد فی الصوم، ج1، ص205، دار احیاء الکتب العربیہ

(۲) صورتاً کھانے سے مراد: روزہ ٹوٹنے کے معاملے میں صورتاً کھانے کی تفسیر میں بھی اختلاف ہے کہ اس سے محض نگلنا مراد ہے یا ادخال بصنعہ یعنی اپنے قصد وارادے سے کوئی چیز منافذ اصلیہ میں داخل کرنا مراد ہے۔ اول معنی علامہ مرغینانی صاحبِ ہدایہ وولوالجیہ وغیرہما کا مختار ہے اور دوسرا معنی باقی فقہاء کا مختار ہے۔ اسی کی علامہ قاضی خان نے تصحیح کی۔ اور علامہ شامی نے ان دونوں کو برقرار رکھا۔ ان کے الفاظ یہ ہیں: وحاصله أن الإفساد منوط بما إذا کان بفعله أو فیه صلاح بدنه.

(رد المحتار، باب ما یفسد الصوم، ج2، ص397، دار الفکر بیروت)

ومعناً کھانے کی مثال عام کھائی اور پی جانے والی اشیاء ہیں۔صرف صورتاً کی مثال مٹی کھانا ہے۔صرف معناً کی مثال ناک میں دوائی ڈالنا،حُقنہ کرانا ہے۔

علامہ ابنِ عابدین شامی لکھتے ہیں:

أقول وحاصله أن الخلاف في معنى الفطر لا التغذي لكن ما نقله عن المحققين لا يلزم منه عدم وقوع الخلاف في معنى التغذي ولكن التحقيق أنه لا خلاف فيه ولا في معنى الفطر.(۱)

لأنهم ذكروا أن الكفارة لا تجب إلا بالفطر صورة ومعنى ففي الأكل الفطر صورة هو الابتلاع والمعنى كونه مما يصلح به البدن من الغذاء أو دواء، فلا تجب في ابتلاع نحو الحصاة لوجود الصورة فقط، ولا في نحو الاحتقان لوجود المعنى فقط.(۲)

(ترجمہ:) میں کہتا ہوں: خلاصہ یہ ہے کہ اختلاف (روزہ) ٹوٹنے کے معنی میں ہے نہ کہ غذا کے معنی میں، لیکن جو محققین سے منقول ہے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ غذا کے معنی میں اختلاف ہی نہیں ہے۔لیکن تحقیق یہ ہے کہ غذا اور فُطر کے معنی میں بھی کوئی اختلاف نہیں ہے؛ کیونکہ فقہاء نے ذکر کیا کہ کفارہ اس وقت لازم آئے گا کہ جب روزے کا ٹوٹنا صورتاً ومعناً دونوں طرح پایا جائے۔تو کھانے (اور پینے) میں روزے کا صورتاً ٹوٹنا کوئی چیز نگلنا ہے۔اور معناً روزے کا ٹوٹنا یہ ہے کہ وہ چیز ایسی غذا یا دوا ہو جو بدن کیلئے نفع بخش ہو۔لہذا کنکر نگلنے سے کفارہ واجب نہیں ہوگا کیونکہ اس سے

(۱) یعنی علامہ شامی کے نزدیک غذا اور فطر کی تفسیر میں جو اختلاف ہے، وہ اختلاف بنتا ہی نہیں ہے بلکہ اس کا مرجع یہ ہے کہ کفارہ لازم ہونے کیلئے کھانا، پینا صورتاً ومعناً پایا جائے۔

(۲) ردالمحتار، باب ما یفسد الصوم، ج2،ص410، دار الفکر بیروت

صرف صورتاً روزہ توڑنا پایا گیا۔ اور حُقنہ لینے سے بھی کفارہ واجب نہیں ہوگا کیونکہ اس میں صرف معناً روزہ توڑنا پایا گیا۔

غذا کی تعریف میں جو اختلاف ہے اس اختلاف کی بنیاد پر سگریٹ کے دھویں پر غذا کی دوسری تعریف صادق نہیں آتی کیونکہ سگریٹ بدن کیلئے فائدہ مند نہیں، بلکہ سراسر نقصان دہ ہے اور یہ بات آج پایہ ثبوت تک پہنچ چکی ہے کہ سگریٹ نوشی مختلف بیماریوں کا سبب ہے۔ لہٰذا ان علماء کے نزدیک کفارہ بھی واجب نہیں ہوگا۔

مگر اس پر پہلی تعریف صادق آرہی ہے یعنی سگریٹ ایسی چیز ہے کہ جس کی طرف سگریٹ کے عادی لوگوں کا میلان پایا جاتا ہے اور اس سے ان کو تسکین بھی ملتی ہے۔ علامہ شامی کی تحقیق کے مطابق بھی اس صورت میں کفارہ واجب ہونا چاہئے؛ کیونکہ سگریٹ کے دھویں پر صورتاً و معناً اکل کی تعریف صادق آتی ہے یعنی اس میں نگلنا بھی پایا جارہا ہے اور سگریٹ کا عادی شخص اس کو بطورِ تسکین اور نافع للدماغ سمجھ کر استعمال کرتا ہے۔

علامہ حسن بن عمار شرنبلالی غذا کی تعریف میں مذکورہ اختلاف نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

قلت وعلى هذا البدعة التي ظهرت الآن إذا شربه فيه لزوم الكفارة نسأل الله العفو والعافية. (۱)

(ترجمہ:) ''میں نے کہا: اسی اختلاف کی بنیاد پر آجکل دھواں جو پیا جاتا ہے (روزے کی حالت میں اس کے) پینے سے کفارہ لازم ہوگا۔ ہم اللہ تعالیٰ سے معافی اور عافیت کے طلب گار ہیں''۔

چند صفحات کے بعد لکھتے ہیں:

(۱) مراقی الفلاح شرح نور الایضاح، کتاب الصوم، مدخل، ص 248، المکتبۃ العصریہ بیروت

هذا في دخان غير العنبر والعود وفيهما لا يبعد لزوم الكفارة أيضا للنفع والتداوي وكذا الدخان الحادث شربه وابتدع بهذا الزمان.(۱)

(ترجمہ:) ”عنبر اور عود کے علاوہ کسی اور چیز کے دھویں کے پینے میں صرف قضاء لازم ہوگی جبکہ عنبر اور عود کے دھویں میں اگر کفارے کا حکم دیا جائے تو یہ فقہ سے بعید بات نہیں ہے کیونکہ ان دونوں کے دھویں میں بدن کا فائدہ اور مرض کا علاج پایا جاتا ہے۔ اور ہمارے زمانے میں جو دھواں پینے کی نئی بدعت شروع ہوئی ہے، یہی حکم اس کا بھی ہے“۔

علامہ ابن عابدین شامی نے علامہ شرنبلالی کی اسی مسئلے کے متعلق نظم کو اِن الفاظ کے ساتھ نقل کیا:

وبه علم حكم شرب الدخان ونظمه الشرنبلالي في شرحه على الوهبانية بقوله ويمنع من بيع الدخان وشربه وشاربه في الصوم لا شك يفطر ويلزمه التكفير لو ظن نافعا كذا دافعا شهوات بطن فقررا.(۲)

(ترجمہ:) ”اسی سے دھویں کے پینے کا حکم بھی معلوم ہوگیا۔ اس کے متعلق علامہ شرنبلالی نے وہبانیہ پر اپنی شرح میں اس مسئلے کو ان اشعار میں بیان فرمایا: دھویں کا پینا اور بیچنا منع ہے۔ اس کے پینے والے کا روزہ ٹوٹنے میں کوئی شک نہیں ہے۔ اگر اس کو نفع بخش سمجھ کر پیتا ہے تو کفارہ بھی لازم ہوگا۔ اسی طرح اگر اس کے پینے سے تسکینِ بطن ہو تو بھی کفارہ لازم ہے“۔

---

(۱) مراقی الفلاح، کتاب الصوم، مدخل، ص 254

(۲) ردالمحتار، باب مایفسد الصوم، ج2، ص 395، دارالفکر بیروت

اگربتی اور عُود سونگھنا

(سوال): اگربتی یا اس سے ملتی جلتی چیز کا دھواں سونگھنا کیسا ہے؟ کیا روزہ ٹوٹ جائے گا؟

(جواب): جان بوجھ کر ارادے کے ساتھ اگربتی، عُود وغیرہ کا دھواں سونگھا کہ جس سے وہ حلق سے نیچے اتر گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ سگریٹ کے دھویں کی طرح اس میں بھی صرف قضاء ہوگی کفارہ نہیں۔

تفصیل:

جان بوجھ کر اور ارادے کے ساتھ سونگھنے سے روزہ ٹوٹے گا۔ اور اگر بغیر ارادے کے ان کا دھواں حلق سے نیچے اتر گیا اگرچہ روزہ سے ہونا یاد ہو تو بھی روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

نورالایضاح میں ہے:

دخل حلقه دخان بلا صنعه أو غبار ولو غبار الطاحون. (۱)

(ترجمہ:) ''دھواں یا غبار اگرچہ آٹے کا ہو بغیر اس کے فعل کے حلق میں داخل ہو گیا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا''۔

امامِ اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

''کاغذ یا کنکر یا خاک وغیرہا اشیا کو کہ نہ دوا ہیں نہ غذا، نہ مرغوبِ طبع، اگر تل بھر نہیں، پیٹ بھر کھالے گا صرف قضا ہوگی کفارہ نہ آئے گا''۔ (۲)

جو ہم نے سگریٹ کے مسئلے میں کفارہ کی بحث کی ہے، اگربتی اور عود کے دھویں کا تعلق بھی اسی بحث سے ہے۔

گاڑیوں کا دھواں حلق سے نیچے اتر گیا تو؟

(سوال): آج کل ٹریفک کے مسائل کی وجہ سے گاڑیوں کے رش کی وجہ سے اگر گاڑی کا

(۱) نورالایضاح، باب مالا یفسد الصوم، ص 131، المکتبۃ العصریہ بیروت

(۲) فتاویٰ رضویہ، ج 10، ص 595، رضا فاؤنڈیشن لاہور

دھواں منہ میں چلا گیا اور حلق سے نیچے اتر گیا تو روزہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: جان بوجھ کر ارادے کے ساتھ اگر دھواں کھینچا تو اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا ورگرنہ نہیں ٹوٹے گا، اور ٹوٹنے کی صورت میں صرف قضاء لازم ہوگی۔

تفصیل:

اگر گاڑی وغیرہ کا دھواں منہ میں داخل ہوا اور حلق سے نیچے اتر گیا تو اس کی دو صورتیں ہیں:

(1) اگر انجانے میں اور بغیر قصد کے داخل ہوا تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا، اگرچہ روزہ ہونا یاد ہو۔

(2) اس نے جان بوجھ کر سانس کے ذریعے کھینچا اور حلق سے نیچے اتر گیا تو روزہ فاسد ہو جائے گا اور صرف قضاء لازم ہے بطورِ لذت نہ کھینچنے کی وجہ سے۔

علامہ ابنِ عابدین شامی علامہ شرنبلالی کے حوالے سے نقل کرتے ہیں:

لو تبخر ببخور وآواه إلى نفسه واشتمه ذاكرا الصومه أفطر لإمكان التحرز عنه وهذا مما يغفل عنه كثير من الناس. (۱)

(ترجمہ:) "اگر بخور جلایا اور اپنے آپ کو اس کے قریب لے گیا اور خوشبو سونگھی جبکہ روزے سے ہونا بھی یاد ہے تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا کیونکہ اس سے بچنا ممکن ہے۔ اور اس مسئلے سے اکثر لوگ غافل ہیں"۔

نسوار رکھنا

سوال: روزے کی حالت میں نسوار رکھنا کیسا ہے؟ بعض اوقات ٹشو پیپر میں لپیٹ کر رکھی جاتی ہے تو ان کا کیا حکم ہے؟

جواب: اس کی چند صورتیں ہیں:

(۱) ردالمحتار، باب ما یفسد الصوم، ج2، ص395، دار الفکر بیروت

(1) منہ میں نسوار رکھی اور کچھ ذارت حلق سے نیچے اتر گئے تو روزہ ٹوٹ گیا اور صرف قضاء لازم ہے۔

(2) اگر ٹشو پیپر میں لپیٹ کر رکھی کہ یقینی طور پر کوئی ذرہ بھی حلق سے نیچے نہیں اترے گا، اس صورت میں روزہ تو نہیں ٹوٹے گا مگر ایسا کرنا مکروہ تحریمی ضرور ہے۔لہذا نسوار کا ٹشو پیپر میں لپیٹ کر رکھنا بھی جائز نہیں ہے۔

(3) ناک میں نسوار رکھنا منع ہے۔

تفصیل:

پہلے دور میں جس شخص کو نزلہ ہوتا اس کے ناک میں نسوار رکھی جاتی جس سے اسے بہت زیادہ لگاتار چھینکیں آتیں اور نزلے سے کافی حد تک افاقہ ہوتا، اسی کو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے ''ناس'' سے تعبیر کیا؛ کیونکہ سانس کھینچتے وقت اس کے ذرّات اندر جانے کا قوی امکان ہے، اور اس صورت میں اس کا روزہ بھی ٹوٹ جائے گا اور صرف قضاء لازم ہے۔

امام اہل سنت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

''روزہ دار کو ناس لینا حرام ہے اُس کا کوئی ذرّہ دماغ کو پہنچا تو روزہ جاتا رہے گا''۔(۱)

منہ میں نسوار رکھنے کی وجہ سے روزہ ٹوٹ جائے گا؛ کیونکہ اس کے ذرات کے اندر جانے کا غالب امکان ہے۔ اور ٹوٹنے کی صورت میں صرف قضاء لازم ہے کیونکہ نسوار کھانے کیلیے منہ میں نہیں رکھی جاتی اور نہ ہی نسوار کھائی جاتی ہے۔

امام اہل سنت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ سے پان، نسوار اور تمباکو رکھنے کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے تحریر فرمایا:

(۱) فتاوی رضویہ، ج10، ص511، رضا فاؤنڈیشن لاہور

''پان جب مُنہ میں رکھا جائے گا اُس کا عرَق ضرور حلق میں جائیگا، اور تمبا کو جیسی کھائی جاتی ہے وہ اگر منہ میں ڈالی جائیگی تو یقیناً اس کا جِرم لُعاب کے ساتھ حلق میں جائے گا اور نسوار تو بہت باریک چیز ہے جب اوپر کو سُونگی جائے گی ضرور دماغ کو پہنچے گی اور ان طلب والوں کے مقاصد بھی یونہی برآئیں گے اور فقہیات میں ایسا مَظنون مثلِ مُتیقّن ہے، یہ سب شیطانی وسوسے ہیں، ان چیزوں کے استعمال سے جو روزہ جائے گا اس کی فقط قضا نہیں بلکہ کفارہ بھی ضرور ہوگا کہ ان میں صلاح بدن وقضائے شہوت ہے اور اگر بالفرض ان میں احتیاط یقینی کی صورت متصور بھی ہوتی جب بھی مُمانعت میں شک نہ تھا جیسے مباشرتِ فاحشہ کہ بے انزال ناقض نہیں مگر ممنوع ضرور ہے''۔(۱)

ٹوتھ پیسٹ (Toothpaste)، منجن استعمال کرنا

سوال: ٹوتھ پیسٹ اور منجن استعمال کرنے سے روزے کا کیا حکم ہے؟

جواب: ٹوتھ پیسٹ (Toothpaste) اور منجن کرتے وقت اس کے ذرّات کا حلق سے نیچے اترنے کا قوی امکان ہوتا ہے، لہذا اگر ذرّات حلق سے نیچے اتر گئے تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور صرف قضاء لازم آئے گی۔

تفصیل:

روزہ ٹوٹنے کا مدار ذرات کا حلق سے نیچے اترنا ہے۔اور اگر اجزاء حلق سے نیچے نہ اترے تب بھی یہ فعل مکروہ ہوگا۔لہذا اس سے بچنا چاہئے۔

فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے:

وکرہ ذوق شیء، ومضغہ بلا عذر۔(۲)

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج10، ص586، رضا فاؤنڈیشن لاہور

(۲) فتاویٰ عالمگیری، کتاب الصوم، الباب الثالث، ج1، ص199، دار الفکر بیروت

(ترجمہ:) ''بغیر ضرورت کے کسی شی کا چکھنا اور اس کا چبانا مکروہ ہے''۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے:

''مِسواک مطلقاً جائز ہے اگر چہ بَعدِ زَوال، اور منجن ناجائز وحرام نہیں بلکہ اطمینان کافی ہو کہ اس کا کوئی جز حلق میں نہ جائے گا، مگر بے ضرورتِ صحیحہ کراہت ضرور ہے''۔ (۱)

مِسواک اور دنداسا استعمال کرنا

سوال: روزے کی حالت میں مسواک اور دنداسا استعمال کرنے کی اجازت ہے؟

جواب: مسواک کرنا سنّت ہے اور اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ اور دنداسا استعمال کرنا منع ہے۔

تفصیل:

مسواک کرنے کی اجازت اس لئے ہے کہ عموماً مسواک ذائقہ دار نہیں ہوتا جبکہ دانداسے میں یقینی طور پر ذائقہ ہوتا ہے۔

امام اہلِ سنت امام احمد رضا خان لکھتے ہیں:

''مسواک کرنا سنت ہے ہر وقت کر سکتا ہے، اگر چہ تیسرے پہر یا عصر کو، چبانے سے لکڑی کے ریزے چھوٹیں یا مزہ محسوس ہو تو نہ چاہئے''۔ (۲)

دانت نکلوانا

سوال: کیا دانت نکلوانے سے روزہ ٹوٹ جائے گا؟

جواب: محض دانت نکلوانے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

ہاں! اگر دانت نکلواتے وقت کوئی کم سے کم چیز حلق سے نیچے اتر گئی تو روزہ ٹوٹ

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج10، ص551، رضا فاؤنڈیشن لاہور

(۲) فتاویٰ رضویہ، ج10، ص551، رضا فاؤنڈیشن لاہور

جائے گا اور صرف قضاء لازم ہوگی۔ اگر کوئی چیز حلق سے نیچے نہ اتری مگر اس کا ذائقہ محسوس ہوا تو روزہ مکروہ ہے۔

تفصیل:

علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

قلت ومن هذا يعلم حكم من قلع ضرسه في رمضان ودخل الدم إلى جوفه في النهار ولو نائما فيجب عليه القضاء. (۱)

(ترجمہ:) ''میں نے کہا: اسی سے اس کا حکم بھی معلوم ہوگیا کہ جس نے اپنی ڈاڑھ نکلوائی روزے کی حالت میں اور خون اس کے پیٹ میں پہنچ گیا اگرچہ سونے کی حالت میں تو اس پر قضاء واجب ہے''۔

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی لکھتے ہیں:

''روزہ میں دانت اکھڑوایا اور خون نکل کر حلق سے نیچے اُترا، اگرچہ سوتے میں ایسا ہوا تو اس روزہ کی قضا واجب ہے''۔ (۲)

اسی طرح اگر خون نکلا اور وہ تھوک پر غالب ہے حلق سے نیچے اتر گیا تو بھی روزہ ٹوٹ جائے گا اور صرف قضاء لازم ہے۔

علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

خرج الدم من بين أسنانه ودخل حلقه) يعني ولم يصل إلى جوفه أما إذا وصل فإن غلب الدم أو تساويا فسد وإلا لا. (۳)

(ترجمہ:) ''روزے دار کے دانتوں سے خون نکلا اور حلق تک پہنچ گیا یعنی جوف

(۱) ردالمحتار، باب ما یفسد الصوم، ج2، ص396، دار الفکر بیروت

(۲) بہارِ شریعت، ج1، حصہ 5، ص986، مکتبۃ المدینۃ کراچی

(۳) ردالمحتار، باب ما یفسد الصوم، ج2، ص396، دار الفکر بیروت

تک نہیں پہنچا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ باقی رہا اگر جوف تک پہنچ گیا اور خون تھوک پر غالب ہے یا اس کے برابر ہے تو روزہ فاسد ہو جائے گا، وگرنہ نہیں"۔

باورچی (Cook) کا سالن چکھنا

سوال: سالن بنانے والی عورت یا کچن میں کام کرنے والے مرد کیلئے روزے کی حالت میں سالن چکھنے کی اجازت ہے یا نہیں؟

جواب: جس عورت کا خاوند سخت مِزاج ہو اس کو سالن چکھنے کی اجازت ہے بشرطیکہ ذائقہ محسوس کر لینے کے بعد سالن تھوک دے اور حلق سے نیچے نہ جائے۔ اسی طرح ہوٹل وغیرہ میں بھی باورچی کو سالن چکھنے کی اجازت ہے۔

تفصیل:

فقہاءِ کرام نے اس روزے دار عورت کو سالن چکھنے کی اجازت دی ہے کہ جس کا خاوند سخت مزاج ہو۔ چکھنے کا مطلب یہ ہے کہ زبان پر رکھ کر ذائقہ محسوس کرنے کے بعد سالن تھوک دے، یہ نہیں کہ اسے نگل لے، اور اگر ذرّہ برابر بھی نگل گئی تو اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا اور قضاء وکفارہ دونوں لازم ہوں گے۔

اسی طرح آجکل ہوٹل وغیرہ میں سالن تیار کیئے جاتے ہیں تو سالن تیار کرنے والا اگر روزے دار ہے تو اسے سالن چکھنے کی اجازت ہے کیونکہ اگر سالن خراب بن گیا یا اس میں نمک مرچی تیز ہو گئی تو سارا قصور اسی کا ہوگا اور باتیں بھی سننا پڑیں گی۔

علامہ حسن بن عمار شرنبلالی لکھتے ہیں:

وللمرأة ذوق الطعام إذا كان زوجها سيئ الخلق لتعلم ملوحته وإن كان حسن الخلق فلا يحل لها وكذا الأمة قلت وكذا الأجير أي للطبخ طحطاوي. (۱)

(۱) مراقی الفلاح مع الطحطاوی، فیما یکرہ للصائم، ص679، دار الکتب العلمیہ بیروت

(ترجمہ:) ''عورت کا سالن چکھنا جائز ہے تاکہ کھانے کا نمک چیک کر سکے جبکہ اس کا شوہر سخت مزاج ہو۔ اور اگر وہ اچھے اخلاق والا ہے تو عورت کیلئے چکھنا جائز نہیں ہے، یہی حکم لونڈی کا بھی ہے۔ میں کہتا ہوں یہی حکم باورچی کا بھی ہے''۔

ماؤتھ واش (Mouthwash) کی کلی کرنا

سوال: روزے کی حالت میں ماؤتھ واش سے کلی کر سکتے ہیں؟

جواب: روزے کی حالت میں ماؤتھ واش (Mouthwash) استعمال کرنا منع ہے؛ کیونکہ یہ ذائقے دار ہوتا ہے اور روزے کی حالت میں بغیر عذرِ شرعی کے ذائقے دار چیز منہ میں رکھنا مکروہ ہے۔

فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے:

وكره ذوق شيء، ومضغه بلا عذر.(1)

(ترجمہ:) ''بغیر ضرورت کے کسی شی کا چکھنا اور اس کا چبانا مکروہ ہے''۔

سرخی (Lipstick) لگانا

سوال: عورت کا روزے کی حالت میں سرخی/لپ اسٹک لگانا کیسا؟

جواب: روزے کی حالت میں سرخی لگانا جائز ہے بشرطیکہ سرخی (Lipstick) کے ذرات منہ میں نہ جائیں۔

تفصیل:

بعض اوقات لبوں پر زبان پھیرنے کی وجہ سے منہ میں ذائقہ محسوس ہوتا ہے تو یہ مکروہ ہے۔ اس لئے اگر سرخی (Lipstick) لگائی جائے تو احتیاط بھی کی جائے۔ اور اگر

(1) فتاویٰ عالمگیری، کتاب الصوم، الباب الثالث، ج1، ص199، دار الفکر بیروت

ذرات حلق سے نیچے اتر گئے تو روزہ بھی ٹوٹ جائے گا۔[1] اور صرف قضاء لازم ہوگی۔

مَقْعَد میں دوائی رکھنا یا آلات داخل کرنا

سوال: کسی بیماری کے علاج کیلئے بعض اوقات مَقْعَد (پاخانہ کی جگہ) دوائی رکھی جاتی ہے تو کیا اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا یا نہیں؟

جواب: روزے کی حالت میں اگر دوائی رکھی گئی تو اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا اور صرف قضاء لازم ہوگی۔

تفصیل:

بخار کی شدت یا قبض توڑنے کیلئے یا بواسیر کے مریضوں کیلئے ان کی مَقْعَد میں دوائی رکھی جاتی ہے۔ لہٰذا روزے کی حالت میں اگر دوائی رکھی گئی تو اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔

باقی رہا یہ مسئلہ کہ بعض اوقات ٹیسٹ کیلئے ٹیوب وغیرہ داخل کی جاتی ہے، تو آلے کے خشک ہونے کی صورت میں روزہ نہیں ٹوٹے گا، اور اگر تر ہو تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ ان تمام صورتوں میں صرف قضاء لازم ہوگی۔

علامہ علاء الدین حصکفی لکھتے ہیں:

أدخل عودا) ونحوه (في مقعدته وطرفه خارج) وإن غيبه فسد (أو أدخل أصبعه اليابسة فيه) أي دبره أو فرجها ولو مبتلة فسد.[2]

(ترجمہ:) ''لکڑی یا اس جیسی کوئی چیز داخل کی اپنی سُرین میں اور اس کا سرا باہر ہے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ اگر وہ غائب ہوگیا تو ٹوٹ جائے گا۔ یا

---

(۱) تفہیم المسائل، ج 2، ص 209، ضیاء القرآن پبلیشرز کراچی) (فتاویٰ بریلی شریف، ص 358، شبیر برادرز لاہور

(۲) الدر المختار، باب ما یفسد الصوم، ج 2، ص 397، دار الفکر بیروت

خشک انگلی سُرین یا شرمگاہ میں داخل کی تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ اور اگر انگلی تر تھی تو روزہ ٹوٹ جائے گا"۔

روزے کی حالت میں غسل کا واجب ہونا

(سوال): روزے کی حالت میں اگر مرد یا عورت کو غسل واجب ہوجائے یعنی نیند میں احتلام ہوگیا تو کیا اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا؟

(جواب): روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

تفصیل:

روزہ ٹوٹنے کیلئے کھانا، پینا اور جماع کا ہونا ضروری ہے جبکہ احتلام ان میں سے نہیں ہے۔ البتہ روزہ دار کو چاہئے کہ فوراً غسل کرلے، بلکہ روزے کے علاوہ بھی زیادہ دیر جنبی حالت میں نہیں رہنا چاہئے کہ یہ رزق میں تنگی کا باعث ہے۔

الفقہ الاسلامی وادلتہ میں ہے:

لا یفطر بالاحتلام نهارًا. (۱)

(ترجمہ:) "دن کو احتلام ہونے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا"۔

احتلام کی وجہ سے اگر یہ گمان کیا کہ روزہ ٹوٹ گیا ہے پھر کھانا پینا شروع کر دیا تو اب ایسے شخص پر اس روزے کی قضاء کرنا ضروری ہے، لیکن کفارہ ضروری نہیں ہے۔

علامہ حسن بن عمار شرنبلالی لکھتے ہیں:

أو احتلم فظن أنه فطره فأكل عمدا فإنه لا كفارة عليه۔ (۲)

(ترجمہ:) "احتلام ہوا اور گمان یہ کیا کہ روزہ ٹوٹ گیا ہے اس کے بعد جان

(۱) الفقہ الاسلامی وادلتہ، مالیفسد الصوم، ج3، ص1710، دار الفکر بیروت

(۲) غنیۃ ذوی الاحکام حاشیۃ علی درر الحکام، باب موجب الافساد فی الصوم، ج1، ص206، دار الاحیاء الکتب العربیہ بیروت

بوجھ کر کھالیا تو اس پر کفارہ نہیں ہوگا"۔

غلط خیالات کی وجہ سے غسل واجب ہو گیا تو

(سوال): روزے کی حالت میں اگر غلط خیالات کی وجہ سے غسل واجب ہو جائے تو کیا روزہ ٹوٹ جائے گا؟ اور کفارہ ہوگا یا صرف قضاء؟

(جواب): غلط خیالات یا فحش چیز دیکھنے کی وجہ سے غسل واجب ہو گیا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا مگر روزہ کی حالت میں ایسا کرنا ممنوع و مکروہ ہے۔

تفصیل:

روزے کی حالت میں ناجائز کام کرنا یا دیکھنا روزے کے فُیوض و برکات سے محرومی کا باعث ہیں، اس لئے ایسے کام کرنے سے بچنا چاہئے۔

فتاویٰ تاتارخانیہ میں ہے:

أو تفكر فأمنى لا يفسد ولا يفسد بالنظر إلى فرج امرأته إن أمنى. (1)

(ترجمہ:) "فاسد خیالات کی وجہ سے اِنزال ہو گیا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ اسی طرح بیوی کی شرمگاہ کی طرف نظر کرنے کی وجہ سے اگر اِنزال ہوا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا"۔

بیوی کو بوسہ دینے سے غسل واجب ہو گیا تو

(سوال): روزے کی حالت میں اپنی بیوی کے ساتھ خوش طبعی یا بوس و کنار کی وجہ سے غسل واجب ہو جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور کفارہ ہوگا یا صرف قضاء؟

(جواب): روزہ ٹوٹ جائے گا اور صرف قضاء ہوگی کفارہ نہیں۔

تفصیل:

روزے کی حالت میں ایسے تمام اَفعال کرنا ممنوع اور مکروہ ہے کہ جو روزہ توڑنے

(1) فتاویٰ تاتارخانیہ، ج2، ص371، ادارۃ القرآن الاسلامیہ کراچی

کی طرف لے جائیں۔ لہذا سوال میں مذکور اَفعال کرنا مکروہ ہے، مگر اِنزال ہونے کی وجہ سے صرف قضاء لازم ہوگی۔

المحیط البرہانی میں ہے:

وإذا قبل امرأته، وأنزل فسد صومه من غير كفارة، وإذا قبلت المرأة زوجها، فكذلك في حقها. (۱)

(ترجمہ:) ''جب بیوی کو بوسہ دیا اور اِنزال ہوگیا تو روزہ فاسد ہوجائے گا کفارہ نہیں ہوگا۔ اسی طرح اگر عورت نے بوسہ دیا اور اسے اِنزال ہوگیا تو بھی یہی حکم ہے''۔

علامہ زین الدین ابنِ نجیم لکھتے ہیں:

واللمس والمباشرة والمصافحة والمعانقة كالقبلة، ولا كفارة عليه؛ لأنها تفتقر إلى كمال الجناية لما بينا أن الغالب فيها العقوبة؛ لأن الكفارة لجبر الفائت. (۲)

(ترجمہ:) ''بدن سے بدن ملانا، کھیل کود کرنا، ہاتھ پکڑنا اور گلے ملنا بوسہ کی طرح ہیں، ان صورتوں میں کفارہ نہیں ہوگا کیونکہ کفارہ کیلئے جُرم کی نوعیت کا مکمل ہونا ضروری ہے جیسا کہ ہم نے پیچھے بیان کیا کہ کفارہ میں سزا کا معنی غالب ہے کیونکہ کفارہ فوت شدہ چیز کی تلافی کیلئے مشروع کیا گیا ہے''۔

استنجاء کرنے میں احتیاط والے مسئلے کی حقیقت

سوال: ہم سنتے میں آیا ہے کہ روزے کی حالت میں جب استنجاء کریں تو سانس روک کر بیٹھیں، وگرنہ پانی اندر جانے کا اندیشہ ہوتا ہے اور یوں روزہ ٹوٹ جائے گا۔

(۱) المحیط البرھانی، کتاب الصوم، الفصل الرابع، ج2، ص386، دار الکتب العلمیہ بیروت

(۲) البحر الرائق، باب ما یفسد الصوم، ج2، ص293، دار الکتاب الاسلامی بیروت

کیا یہ صحیح ہے؟

جواب: عموماً پانی جانے کا اندیشہ بہت کم ہوتا ہے، لہذا اس میں کوئی پریشانی اور بہت زیادہ احتیاط والی بات نہیں ہے۔

تفصیل:

فقہاء نے ایسا ہی لکھا ہے مگر یہ مسئلہ اعلیٰ درجے کی احتیاط پر مبنی ہے اور اس طرح کے بہت سے مسائل ہیں۔ مگر لوگوں نے اس کو اتنا عام کیا کہ لوگ استنجاء کرتے وقت پریشان ہو جاتے ہیں اور شاید استنجاء بھی صحیح نہیں کر پاتے ہوں گے؛ کیونکہ جب وہ سوال کرتے ہیں تو بڑی پریشانی کے عالم میں پوچھتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ پاخانہ کی جگہ پر پانی جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا بلکہ حُقْنہ کے مقام تک جانے سے روزہ ٹوٹتا ہے۔ اور وہاں تک جانا کافی مشکل ہوتا ہے۔ اس لئے اس میں زیادہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ میں اپنی مسجد میں اس مسئلہ کو بیان بھی نہیں کرتا کیونکہ لوگ اس کو عجیب وغریب سمجھتے ہیں، بلکہ مذاق بھی اڑاتے ہیں۔

مجمع الانہر میں ہے:

لو بالغ في الاستنجاء حتى بلغ موضع الحقنة أفطره.[1]

(ترجمہ:) ''اگر استنجاء میں مبالغہ کیا حتیٰ کہ پانی حُقْنہ کی جگہ تک پہنچ گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا''۔

فتاویٰ ہندیہ میں: استقصی فی الاستنجاء۔[2] استقصاء کا لفظ ہے۔ اور استقصاء کا معنیٰ معجم اللغۃ العربیہ میں یوں ہے:

استقصى في المسألة بَلَغَ الغاية في البَحْث عَنْها واستكشفها.[3]

---

(۱) مجمع الانھر، باب موجب الفساد، ج1، ص241، دار احیاء الکتب العربی بیروت

(۲) فتاویٰ عالمگیری، کتاب الصوم، الباب الرابع، النوع الاول، ج1، ص204، دار الفکر بیروت

(۳) المعجم اللغۃ العربیۃ، مادہ (ق ص و)، ج2، ص1826، عالم الکتب بیروت

(ترجمہ:) ''کسی مسئلہ میں استقصاء کا مطلب یہ ہے کہ اس مسئلہ کی بحث وتحقیق میں اس نے انتہاء درجے کا مبالغہ کیا اور اس کو بالکل واضح کر دیا''۔

یعنی انتہائی درجے کا مبالغہ کرنا پانی حقنہ کی جگہ تک جانے کا سبب ہوگا اور اس سے روزہ ٹوٹے گا۔ لہذا اگر کوئی شخص اس مسئلہ کو بیان کرنا ضروری سمجھتا ہے تو صرف اتنا کہہ دے کہ بہت زیادہ مبالغہ نہیں کرنا چاہیے۔

اسی طرح بعض لوگ استنجاء کرنے کے بعد ٹشو پیپر سے شرمگاہ صاف کرنے اور پانی خشک کرنے کی تاکید کرتے ہیں، تو اس سے بھی حرج لازم آتا ہے اور یہ بھی نہایت اعلیٰ احتیاط کی بنا پر ہے۔ اور اس بنا پر ہے کہ جب پاخانے کا مقام باہر نکل آیا ہو، وگرنہ پانی اندر جانے کا امکان کم ہوتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ علامہ امجد علی اعظمی رحمہ اللہ نے فتاویٰ عالمگیری کے حوالے سے جو عبارت نقل کی اس میں واضح لکھا ہے:

''پاخانہ کا مقام باہر نکل پڑا تو حکم ہے کہ کپڑے سے خوب پونچھ کر اُٹھے کہ تری بالکل باقی نہ رہے اور اگر کچھ پانی اُس پر باقی تھا اور کھڑا ہو گیا کہ پانی اندر کو چلا گیا تو روزہ فاسد ہو گیا''۔ (۱)

علامہ حصکفی لکھتے ہیں:

ولو بالغ فی الاستنجاء حتی بلغ موضع الحقنة فسد وھذا قلما یکون ولو کان فیورث داء عظیما. (۲)

(ترجمہ:) ''اگر پانی سے استنجاء کرنے میں بہت مبالغہ کیا یہاں تک کے حقنہ کی جگہ تک پانی پہنچ گیا تو روزہ فاسد ہو جائے گا اور یہاں تک پہنچنا

(۱) بہار شریعت، ج1، حصہ 5، ص988، مکتبۃ المدینہ کراچی

(۲) الدر المختار، باب ما یفسد الصوم، ج2، ص397، دار الفکر بیروت

ناداء ہوتا ہے اور اگر ایسا ہو جائے تو اس سے شدید بیماری لاحق ہوتی ہے"۔

خون ٹیسٹ کرانا اور عطیہ کرنا

(سوال): روزے کی حالت میں خون ٹیسٹ کرانا یا عطیہ کرنا کیسا؟

(جواب): روزے کی حالت میں خون ٹیسٹ کرانے یا کسی دوسرے کو اپنا خون دینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا؛ کیونکہ ان باتوں سے مَنفَذ (Route) کے ذریعے کوئی چیز جسم میں داخل نہیں ہوتی۔ البتہ اگر یہ اندیشہ ہو کہ ان کاموں سے اتنی کمزوری ہو جائے گی کہ روزے کو پورا نہیں کر پائے گا تو یہ کام مکروہ ہوگا۔

تفصیل:

مراقی الفلاح اور حاشیہ طحطاوی میں ہے:

(احتجم لم يفسد لأنه صلى الله عليه وسلم «اِحْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَاحْتَجَمَ وَهُوَ صَائِمٌ» رواه البخاري وقال الإمام أحمد بإفطاره وتكره الحجامة للصائم إذا كانت تضعفه عن الصوم أما إذا كان لا يخافه فلا بأس به بحر. [۱]

(ترجمہ:) "اگر پچھنے لگائے تو اس سے روزہ فاسد نہیں ہوگا کیونکہ رسول اللہ نے احرام اور روزے کی حالت میں پچھنے لگوائے۔ اس کو امام بخاری نے روایت کیا۔ امام احمد بن حنبل کے نزدیک اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ روزے دار کیلئے پچھنے لگوانا اس صورت میں مکروہ ہے اگر یہ فعل اسے روزہ پورا کرنے سے کمزور کر دے اور اگر اسے ایسا خوف نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ بحر"۔

---

(۱) حاشیۃ الطحطاوی مع مراقی الفلاح، باب فی بیان مالایفسد الصوم، 659، 660، دار الکتب العلمیہ بیروت۔

اگر روزے کی حالت میں بیہوش ہو گیا تو؟

سوال: اگر کوئی شخص روزے کی حالت میں ایکسیڈنٹ یا مرض کی وجہ سے بیہوش ہو گیا اور رات گئے تک بیہوش رہا، آدھی رات کے بعد ہوش آیا تو اس کے روزے کا کیا حکم ہے؟ یا دو تین دن لگا تار بیہوش رہا تو اس کے روزوں کا کیا حکم ہے؟

جواب: (1) روزے کی حالت میں بیہوش ہوا رات کے وقت ہوش آیا تو اس کا روزہ ہو جائے گا۔

(2) اگر ایک سے زائد دن بیہوش رہا تو پہلے دن کا روزہ ہو گیا لیکن بقیہ دنوں کی قضاء لازمی ہے۔

تفصیل:

علامہ زین الدین ابنِ نجیم لکھتے ہیں:

(قوله ويقضى بإغماء سوى يوم حدث فى ليلته) ؛ لأنه نوع مرض يضعف القوى ولا يزيل الحِجا فيصير عذرا فى التأخير لا فى الإسقاط وإنما لا يقضى اليوم الأول لوجود الصوم فيه وهو الإمساك المقرون بالنية إذ الظاهر وجودها منه ويقضى ما بعده لانعدام النية ولا فرق بين أن يحدث الإغماء فى الليل أو فى النهار فى أنه لا يقضى اليوم الأول. (۱)

(ترجمہ:) "مصنف کا قول (جس رات میں بیہوش ہوا اس دن کے علاوہ اور دنوں کی قضاء کرے گا) کیونکہ یہ ایک قسم کا مرض ہے جو کہ قوی کو ضعیف کر دیتا ہے اور اس سے عقل زائل نہیں ہوتی تو یہ قضاء کرنے میں عذر بن سکتا ہے نہ کہ روزہ ساقط کرنے میں۔ اور پہلے دن کی قضاء نہیں کرے گا

(۱) البحر الرائق، کتاب الصوم، فصل فی القضاء، ج2، ص312، دار الکتاب الاسلامی بیروت

کیونکہ روزہ پایا جا رہا ہے یعنی کھانے، پینے اور جماع سے نیت کے ساتھ رکنا؛ کیونکہ مسلمان سے ظاہر یہی ہے کہ اس نے روزے کی نیت کر رکھی تھی۔ اس کے بعد والے دنوں کی نیت نہ ہونے کی وجہ سے قضاء کرے گا۔

اور اس بات میں کوئی فرق نہیں کہ بیہوشی رات میں طاری ہو یا دن میں دونوں صورتوں میں پہلے دن کی قضاء لازم نہیں"۔

منہ میں مکھی یا مچھر کا جانا

(سوال): اگر روزے کی حالت میں منہ میں مکھی یا مچھر چلا گیا اور حلق سے نیچے بھی اتر گئے تو روزہ ٹوٹ جائے گا یا نہیں؟

(جواب): اگر مکھی یا مچھر خود بخود حلق سے نیچے اتر گئے اور جان بوجھ ان کو نہیں نگلا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

تفصیل:

فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے:

وما ليس بمقصود بالأكل، ولا يمكن الاحتراز عنه كالذباب إذا وصل إلى جوف الصائم لم يفطره كذا في إيضاح الكرماني ولو أخذ الذباب وأكله يجب عليه القضاء دون الكفارة كذا في شرح الطحاوي.(1)

(ترجمہ:) "جس چیز کا کھانا مقصود نہیں اور اس سے بچنا بھی ممکن نہیں مثل مکھی کے تو جب یہ پیٹ میں پہنچ جائے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ اسی طرح کرمانی کی ایضاح میں ہے۔ اور اگر مکھی کو پکڑ کر نگل لیا تو اس پر محض قضاء واجب ہوگی، کفارہ واجب نہیں۔ اسی طرح شرح الطحاوی میں ہے"۔

---

(1) فتاویٰ عالمگیری، کتاب الصوم، الباب الرابع، النوع الاول، ج1، ص203، دار الفکر بیروت

گلوکوز (Glucose)، خون چڑھانا

(سوال): گلوکوز اور خون چڑھانے سے روزہ ٹوٹ جائے گا؟

(جواب): گلوکوز چڑھانے اور خون چڑھانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اس کی علت انجکشن والے مسئلے میں گزر چکی ہے۔

روزے کی حالت میں پرفیوم (Perfume) لگانا

(سوال): کیا روزے کی حالت میں پرفیوم یا کوئی دوسری خوشبو لگا سکتے ہیں؟

(جواب): پرفیوم (Perfume)، عطر، ہر طرح کی خوشبو لگا سکتے ہیں اور پھول بھی سونگھ سکتے ہیں۔

تفصیل:

اس طرح کی خوشبو غیر مادی چیز اور ہوا ہوتی ہے اس سے روزے پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

لا یکرہ للصائم شم رائحة المسك والورد ونحوه مما لا یکون جوهرا متصلا کالدخان. (۱)

(ترجمہ:) ”روزے دار کا مشک، پھول وغیرہ کی خوشبو سونگھنا مکروہ نہیں ہے کیونکہ یہ دھویں کی مثل جوہر نہیں ہے“۔

روزے کی حالت میں بال کاٹنا

(سوال): کیا روزے کی حالت میں سر، بغل یا جسم کے فاضل بال کاٹ سکتے ہیں؟

(جواب): بالکل کاٹ سکتے ہیں شرعاً اس میں کوئی حرج نہیں ہے؛ کیونکہ روزے پر اس سے کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ اسی طرح ناخن بھی اتار سکتے ہیں۔

---

(۱) ردالمحتار، باب مایفسد الصوم، ج2، ص417، دارالفکر بیروت

دائمی مریض کیلئے روزے کا حکم

(سوال): ایسا شخص جو مریض ہے اور بوڑھا ہے اور غالب گمان ہے کہ وہ کبھی بھی روزہ نہیں رکھ پائے گا تو ایسے شخص کا کیا حکم ہے؟

(جواب): ایسا شخص اگر روزہ رکھے اور انجکشن وغیرہ سے کمی پوری کر سکے تو اسے چاہئے کہ وہ روزے رکھے، وگرنہ وہ ایک روزے کے بدلے ایک صدقۂ فطر کی مقدار یعنی دو کلو آٹا یا اس کی قیمت بطورِ فدیہ ادا کرے۔ اور یہ فدیہ ایسے شخص کی ملکیت میں دینا لازمی ہے کہ جو شرعی فقیر و مستحقِ زکوۃ ہو۔

تفصیل:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ﴾. [البقرۃ:184]

(ترجمہ:) ''اور جنہیں اس کی طاقت نہ ہو وہ بدلہ دیں ایک مسکین کا کھانا''۔

علامہ علاء الدین ابو بکر کاسانی لکھتے ہیں:

يباح للشيخ الفاني أن يفطر في شهر رمضان لأنه عاجز عن الصوم وعليه الفدية عند عامة العلماء۔ (۱)

(ترجمہ:) ''بہت زیادہ بوڑھے شخص کیلئے رمضان کے مہینے کا روزہ چھوڑنا جائز ہے، کیونکہ وہ روزہ رکھنے سے عاجز ہے اور علماء کے نزدیک اس پر فدیہ دینا واجب ہے''۔

حاملہ (Pregnant) اور دودھ پلانے والی کیلئے روزے کا حکم

(سوال): حمل والی عورت کیلئے اگر روزہ رکھنا مشکل ہو جائے تو کیا وہ روزہ چھوڑ سکتی ہے؟ اسی طرح بچے کو دودھ پلانے کی وجہ سے روزہ چھوڑا جا سکتا ہے؟

---

(۱) بدائع الصنائع، کتاب الصوم، فصل حکم فساد الصوم، ج 2، ص 97، دار الکتب العلمیہ بیروت

(جواب): (1) روزہ رکھنے کی وجہ سے حمل والی عورت کی صحت کو یا بچے کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے تو روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے اور بعد میں اس کی قضاء کرنا ضروری ہے۔

(2) دودھ پلانے والی عورت اگر روزہ رکھے تو دودھ میں کمی آسکتی ہے، نقصان کا اندیشہ ہے تو ایسی عورت کو بھی روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے۔

(3) اگر دودھ پلانے والی عورت نے روزہ رکھ لیا تو روزے کی حالت میں اپنے بچے کو دودھ پلاسکتی ہے، اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

تفصیل:

شمس الائمہ سرخسی لکھتے ہیں:

وإذا خافت الحامل، أو المرضع على نفسها أو ولدها أفطرت لقوله صلى الله عليه وسلم «إِنَّ اللهَ تَعَالَى وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ شَطْرَ الصَّلَاةِ وَالصَّوْمَ وَعَنِ الْحَامِلِ وَالْمُرْضِعِ الصَّوْمَ» ولأنه يلحقها الحرج في نفسها أو ولدها، والحرج عذر في الفطر. (۱)

(ترجمہ:) ”جب حاملہ عورت یا دودھ پلانے والی عورت کو اپنا یا بچے کا خوف ہو تو روزہ چھوڑ دے؛ کیونکہ نبی کریم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مسافر سے آدھی نماز اور روزے (کی فوری ادائیگی) کو معاف فرما دیا ہے۔ حاملہ اور دودھ پلانے والی پر بھی روزے کو واجب نہیں کیا۔ اور کیونکہ روزہ رکھنے سے ان عورتوں کو اپنی ذات یا بچے پر حرج لاحق ہوگا اور حرج روزہ چھوڑنے کے اسباب میں سے ہے“۔

---

(۱) المبسوط، کتاب الصوم، ج3، ص99، دار المعرفہ بیروت

مزدور کیلئے روزہ چھوڑنے کا حکم

(سوال): گرمیوں کی حالت میں مزدور کو روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے یا نہیں؟ کیونکہ اگر وہ مزدوری کرے گا تو روزہ نہیں رکھ پائے اور اگر وہ روزہ رکھے گا تو مزدوری نہیں کر پائے گا اور بچوں کا پیٹ کیسے پالے گا؟

(جواب): مزدور کو روزہ چھوڑنا ہرگز جائز نہیں ہے۔ اس پر لازم ہے کہ روزہ رکھے اور اپنی جسمانی طاقت کے مطابق مزدوری کرے۔ اللہ تعالیٰ اسی کم رزق میں برکت عطاء فرمائے گا۔

تفصیل:

البحر الرائق میں ہے:

وفي القنية لا يجوز للخباز أن يخبز خبزا يوصله إلى ضعف مبيح للفطر بل يخبز نصف النهار ويستريح في النصف قيل له لا يكفيه أجرته أو ربحه فقال هو كاذب وهو باطل. (۱)

(ترجمہ:) ''قنیہ میں ہے: روٹی پکانے والے کیلئے یہ جائز نہیں کہ وہ اتنی دیر تک روٹی پکائے کہ کمزوری لاحق ہو جائے اور روزہ توڑنا پڑ جائے، بلکہ وہ آدھا دن روٹی پکائے اور باقی آدھا دن آرام کرے۔ ان سے کسی نے کہا کہ اگر اس کو کم وقت کی اجرت اور نفع کافی نہ ہو تو؟ فرمایا: وہ جھوٹا ہے اور یہ عذر معتبر نہیں ہے''۔

ناپاکی کی حالت میں سحری کھانا اور روزہ شروع کرنا

(سوال): غسل واجب تھا تو کیا بغیر غسل کیے سحری کر سکتے ہیں؟ اور روزہ شروع کر سکتے ہیں؟

(۱) البحر الرائق، فصل فی عوارض الفطر، ج 2، ص 304، دار الکتاب الاسلامی بیروت

جواب: بہتر یہ ہے کہ پہلے غسل کر کے سحری کی جائے، البتہ اگر سحری کا وقت قلیل بچا ہے تو کلی کر کے سحری کر لیں اور بعد میں غسل کر لیں۔ مگر روزے کی حالت میں یہ احتیاط کرنی چاہئے کہ ناک میں پانی ڈالنے اور کلی کرنے میں مبالغہ نہ کریں۔

تفصیل:

ام المؤمنین حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتی ہیں:

«يُدْرِكُهُ الفَجْرُ وَهُوَ جُنُبٌ مِنْ أَهْلِهِ، ثُمَّ يَغْتَسِلُ، وَيَصُومُ». (۱)

(ترجمہ:) "رسول اللہ فجر صادق اس حال میں کرتے کہ آپ جُنبی ہوتے پھر غسل کرتے اور اپنا روزہ جاری رکھتے"۔

اس حدیث کی شرح میں علامہ بدرالدین عینی امام قرطبی کے حوالے سے فرماتے ہیں:

إنه كان يجامع في رمضان ويؤخر الغسل إلى بعد طلوع الفجر بيانا للجواز. (۲)

(ترجمہ:) "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں جماع کرتے اور غسل فجرِ صادق کے طُلوع ہونے کے بعد کرتے تھے۔ آپ کا یہ عمل (امت کیلئے) جواز بیان کرنے کیلئے تھا"۔

بغیر عذر کے روزہ چھوڑنے پر کفارہ وقضاء ہے یا نہیں؟

سوال: اگر کوئی شخص روزہ جان بوجھ کر بغیر مجبوری کے چھوڑ دیتا ہے تو ایسے شخص پر قضاء

(۱) صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب الصائم یصبح جنبا، حدیث (1925)، ج 3، ص 29، دار طوق النجاۃ بیروت

(۲) عمدۃ القاری، کتاب الصوم، باب الصائم یصبح جنبا، حدیث (1925)، ج 11، ص 4، دار احیاء التراث العربی

ہے یا کفارہ بھی یا دونوں نہیں؟

جواب: بلا عذرِ شرعی کے ماہِ رمضان کا ایک روزہ بھی چھوڑنا روزہ توڑنے سے بڑا جرم ہے، اور یہ اتنا بڑا جرم کہ کسی کفارے سے اس کی تلافی نہیں ہوسکتی؛ اس لئے ایسا شخص فاسق ہے اور مستحقِ عذاب ہوجاتا ہے۔ اس جرم کی معافی صرف سچی توبہ اور قضاء ہے۔

رسول اللہ نے ارشاد فرمایا:

«مَنْ أَفْطَرَ يَوْمًا مِنْ رَمَضَانَ فِي غَيْرِ رُخْصَةٍ رَخَّصَهَا اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ لَمْ يَقْضِ عَنْهُ وَإِنْ صَامَ الدَّهْرَ كُلَّهُ» . (۱)

(ترجمہ:) ”جس نے ماہِ رمضان کے ایک دن کا روزہ چھوڑا بغیر اس رخصت کے جو اللہ تعالیٰ نے دی ہے تو اس ماہِ رمضان میں روزے رکھنے کے ثواب کو نہیں پہنچ سکتا، اگرچہ ساری زندگی روزے رکھے“۔

بیرونِ ملک سفر سے روزے کے دورانیے میں کمی بیشی

سوال: روزہ رکھ کر ہوائی سفر شروع کیا اور جس ملک میں اترنا ہے وہاں روزے کا وقت روانگی والے ملک سے کبھی کم ہوتا ہے اور کبھی زیادہ، اس صورت میں روزہ کس وقت کے مطابق افطار کیا جائے؟

جواب: جو شخص جہاں ہے وہاں کے اعتبار سے روزہ افطار کرے گا، چاہے روزے کا وقت کم ہوجائے یا اس کا دورانیہ بڑھ جائے، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

ہوائی جہاز میں روزہ کیسے افطار کریں؟

سوال: ہوائی جہاز میں موجود روزے دار کیسے روزہ افطار کرے؟

(۱) السنن الکبریٰ للبیہقی، کتاب الصوم، باب التغلیظ علی من افطر یوماً، حدیث (8065)، ج4، ص385، دار الکتب العلمیہ بیروت

جواب: ہوائی جہاز پر سفر کرنے والے کو جب سورج نظر آنا بند ہو جائے تو وہ روزہ افطار کرسکتا ہے۔ کیونکہ جو شخص جہاں موجود ہے وہیں کے اعتبار سے اس پر طلوعِ فجر وآفتاب اور غروبِ آفتاب کے احکام جاری ہوں گے۔ لہٰذا اس پر لازم ہے کہ اسی اعتبار سے نمازوں کی ادائیگی اور سحر وافطار کرے۔ (۱)

کثیر المنزلہ عمارت میں اِفطار کے وقت میں فرق کے احکام

سوال: کثیر المنزلہ عمارت میں اوپری منزل والوں کو روزہ اِفطار کرنا کب جائز ہے؟

جواب: جیسا کہ پیچھے گزرا کہ جو شخص جہاں ہے وہیں کے اعتبار سے سحر وافطار کرے۔ یعنی اگر گراؤنڈ فلور پر سورج کی ٹکیہ چھپ جاتی ہے لیکن بالائی منزل والوں کو سورج کا کنارہ نظر آرہا ہے جیسا کہ برج العرب اور برج الخلیفہ جیسی بلند وبالا عمارات میں ہوتا ہے۔ تو ہر ایک اپنے اعتبار سے افطار کرے گا۔ یعنی نچلی منزل والوں کیلئے افطار کرنا جائز ہوگا لیکن بالائی منزل والے اس وقت تک اِفطار نہیں کرسکتے جب تک سورج کا کنارہ نظر آنا بند نہ ہو جائے۔

اذان کی آواز سن کر سحری بند کرنا

سوال: فجر کی اذان سن کر روزہ بند کرسکتے ہیں؟

جواب: سحری کا وقت ختم ہوتے ہی اگر اذان دی جاتی ہے تو سحری فوراً بند کردینا لازم ہے۔

تفصیل:

بعض گاؤں اور دیہی علاقوں میں آج بھی سحری اس وقت بند کی جاتی ہے جب اذان شروع ہو، بلکہ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اذان ختم ہوگی تو سحری کھانا بند کریں گے اور یہی تصور سائرن بجنے کے وقت ہوتا ہے کہ ابھی سائرن بج رہا ہے لہذا کھا سکتے ہیں۔

(۱) فتاویٰ فقیہ ملت، ج1، ص340، 341، شبیر برادرز لاہور

ایسے علاقوں کے ذمہ دار لوگوں پر اور مؤذن پر لازم ہے کہ وہ اذان دینے سے پہلے جب سحری کا ٹائم ختم ہو جائے تو وہ اعلان کریں کہ کھانا پینا بند کر دیں، اس کے بعد اذان دیں۔ بلکہ 3 یا 4 منٹ کے وقفے سے اذان دیں کیونکہ روزہ وقت سے چند منٹ پہلے بند کرایا جاتا ہے احتیاطاً۔ اور اگر اذان دے کر ہی روزہ بند کرانا ہے تو روزے داروں پر لازم ہے کہ اذان شروع ہوتے ہی کھانا پینا بند کر دیں۔ اسی طرح سائرن کی آواز سنتے ہی کھانا پینا بند کر دیں۔

بغیر سحری کے روزہ رکھنا

سوال: اگر کوئی شخص رات کو سو گیا اور صبح اس وقت اٹھا کہ سحری کا وقت ختم ہو چکا تھا تو اب وہ روزہ شروع کر سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: روزے کیلئے سحری کرنا سنت ہے، شرط نہیں ہے۔ زوال سے پہلے اگر روزہ کی نیت کر لی تو روزہ ہو جائے گا اگرچہ سحری نہ کی ہو۔

تفصیل:

ماہ رمضان اور نفل کے روزہ کی نیت ضحوۂ کبریٰ سے پہلے تک کی جا سکتی ہے۔ لہذا اگر وہ روزہ رکھنے کی نیت کرے گا تو اس کا روزہ ہو جائے گا۔

فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے:

جاز صوم رمضان، والنذر المعين من الليل إلى ما قبل نصف النهار.[1]

(ترجمہ:) "ماہِ رمضان، نذرِ معین اور نفل روزے کی نیت رات سے نصف النہار سے پہلے تک کرنا جائز ہے"۔

(1) فتاویٰ عالمگیری، کتاب الصوم، الباب الاول، ج 1، ص 195، دار الفکر بیروت

روزہ اِفطار کرنے میں تاخیر کرنا کیسا؟

(سوال): روزہ افطار کرنے میں اگر تاخیر ہوجائے تو یہ عمل کیسا ہے؟

(جواب): جب سورج غروب ہونے کا یقین ہوجائے تو جلد از جلد روزہ افطار کرنا مستحب وافضل ہے۔ ہاں! اگر احتیاطاً ایک دومنٹ کی تاخیر کی جائے تو یہ بھی اچھی بات ہے۔ بلاوجہ تاخیر کرنا خلافِ اولیٰ ہے۔ اتنی تاخیر کرنا کہ ستارے ظاہر ہوجائیں، یہ روافض کا طریقہ ہے، اس سے بچنا لازم ہے۔

تفصیل:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ إِنَّ أَحَبَّ عِبَادِي إِلَيَّ أَعْجَلُهُمْ فِطْرًا». (۱)

(ترجمہ:) ”اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: میرے بندوں میں سے وہ بندہ زیادہ پسند ہے جو (افطار کا وقت ہونے کے بعد) روزہ افطار کرنے میں جلدی کرے“۔

فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے:

وتعجيل الإفطار أفضل فيستحب أن يفطر قبل الصلاة. (۲)

(ترجمہ:) ”اِفطار میں جلدی کرنا افضل ہے، پس مستحب یہ ہے کہ نماز سے پہلے افطار کرلے“۔

دوسرے ملک سفر سے روزوں کی تعداد کا مسئلہ

(سوال): اگر کوئی شخص سعودیہ میں 30 روزے مکمل کرکے رات کو پاکستان آگیا اور یہاں

(۱) سنن الترمذی، کتاب الصوم، باب ماجاء فی تعجیل الافطار، حدیث (700)، ج 2، ص 74، دار الغرب الاسلامی

(۲) فتاویٰ عالمگیری، کتاب الصوم، الباب الثالث، ج 1، ص 200، دار الفکر بیروت

ابھی تیسواں روزہ ہے تو ایسا شخص اکتیسواں روزہ رکھے یا نہیں؟

(جواب): (1) ایسا شخص اکتیسواں روزہ رکھے گا۔

(2) کوئی شخص پاکستان میں اٹھائیس روزے رکھ کر سعودیہ چلا گیا اور وہاں عید کا دن تھا، تو وہ عید کا دن گزار کر اگلے دن یا بعد میں ایک روزے کی قضاء کرے گا۔ (۱)

تفصیل:

اول صورت میں روزہ رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾ . [سورۃ البقرۃ، آیت: 185]

(ترجمہ:) ''پس تم میں جو ماہ رمضان کو پائے تو اس پر لازم ہے کہ اس کا روزہ رکھے''۔

دوسری صورت میں روزہ چھوڑنے کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا:

«الصَّوْمُ يَوْمَ تَصُومُونَ، وَالفِطْرُ يَوْمَ تُفْطِرُونَ، وَالأَضْحَى يَوْمَ تُضَحُّونَ» . (۲)

(ترجمہ:) ''روزہ کا دن وہی ہے جس دن عام مسلمان روزہ رکھتے ہیں۔ عید الفطر وقربانی کا دن بھی وہی ہے جس دن عام مسلمان عید وقربانی کرتے ہیں''۔

علامہ کمال الدین ابن ہمام لکھتے ہیں:

الصوم المفروض يوم يصوم الناس، والفطر المفروض يوم يفطر الناس. (۳)

---

(۱) تفہیم المسائل، ج 1، ص 202، ج 2، ص 211، ضیاء القرآن پبلیشرز کراچی) (فتاوی یورپ، ص 314، مکتبہ جام نور دہلی

(۲) سنن الترمذي، كتاب الصوم، باب ما جاء في ان الفطر يوم، حدیث (697)، ج 2، ص 74، دار الغرب الاسلامی

(۳) فتح القدير، كتاب الصوم، فصل في رؤية الهلال، ج 2، ص 322، دار الفكر بيروت

(ترجمہ:) ''روزہ رکھنا اس دن فرض ہے جس دن عام مسلمان روزہ رکھیں۔
اور روزہ نہ رکھنا اس دن فرض ہے جس دن عام مسلمان روزہ نہ رکھیں''۔

اسی دوسری صورت میں ایک روزے کی قضاء اس لئے ضروری ہے کہ مہینہ انتیس یا تیس دن کا ہوتا ہے، تو یہ تعداد پوری کرنا ضروری ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«إِذَا رَأَيْتُمُ الْهِلَالَ فَصُومُوا، وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا، فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَصُومُوا ثَلَاثِينَ يَوْمًا». (۱)

(ترجمہ:) ''جب تم ماہِ رمضان کا چاند دیکھو تو روزہ رکھو۔ اور جب تم شوال کا چاند دیکھو تو عید مناؤ۔ اگر بادل چھا جائیں تو تیس کی گنتی پوری کرو''۔

روزے کی حالت میں گیم (Game) کھیلنا کیسا؟

سوال: روزے کی حالت میں موبائل میں کوئی گیم کھیلنا یا لڈو اور اس جیسا کوئی کھیل کھیلنا کیسا؟

جواب: مکروہ ہے۔ مگر اس سے روزہ ٹوٹتا نہیں ہے۔

تفصیل:

روزے کی حالت میں کوئی بھی گیم (Game) کھیلنا روزے کے فیوض و برکات کے منافی ہے، لہٰذا اس سے بچنا چاہئے۔

فتاویٰ بریلی شریف میں ہے:

''بے شک ان کی وجہ سے روزہ مکروہ ہو جاتا ہے''۔ (۲)

❖❖❖❖❖❖❖

(۱) صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب وجوب صوم رمضان، حدیث (1081)، ج 2، ص 762، دار احیاء التراث العربی بیروت

(۲) فتاویٰ بریلی شریف، ص 260، 261، شبیر برادرز لاہور

تراویح کے مسائل

بیس تراویح یا آٹھ؟ عہدِ نبوی، عہدِ صحابہ اور اجماعِ امت کی روشنی میں

سوال: احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں تراویح کی کتنی تعداد ہے؟ بیس یا آٹھ؟

جواب: نبی کریم کا عمل، صحابہ کرام کا عمل اور 1400 سال سے امت مسلمہ بیس تراویح ہی پڑھتی چلی آرہی ہے۔ جس کے دلائل درج ذیل ہیں۔

عہدِ نبوی:

(1) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں:

«أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ عِشْرِينَ رَكْعَةً وَالْوِتْرَ» . (۱)

(ترجمہ:) ''نبی کریم رمضان میں بیس رکعتیں اور وتر پڑھتے تھے''۔

(2) امام طبرانی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک سند سے روایت کرتے ہیں:

«كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ عِشْرِينَ رَكْعَةً وَالْوِتْرَ» . (۲)

(ترجمہ:) ''نبی کریم رمضان میں بیس رکعتیں اور وتر پڑھتے تھے''۔

(3) حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

«كُنَّا نَقُومُ فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِعِشْرِينَ رَكْعَةً

---

(۱) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب صلاۃ التطوع، کم یصلی فی رمضان من رکعۃ، الحدیث (7692)، ج2، ص164، مکتبۃ الرشد الریاض

(۲) المعجم الاوسط للطبرانی، من اسمہ محمد، الحدیث (5440)، ج5، ص324، دار الحرمین القاھرۃ

وَالْوِتْرِ» . (۱)

(ترجمہ:) ’’ہم حضرت عمر بن خطاب کے زمانے میں بیس رکعتیں اور وتر پڑھتے تھے‘‘۔

(4) حضرت عبدالعزیز بن رفیع روایت کرتے ہیں:

«كَانَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ فِي رَمَضَانَ بِالْمَدِينَةِ عِشْرِينَ رَكْعَةً، وَيُوتِرُ بِثَلَاثٍ» . (۲)

(ترجمہ:) ’’حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ماہ رمضان میں مدینہ شریف میں بیس رکعتیں اور تین وتر پڑھاتے تھے‘‘۔

(5) حضرت یزید بن رومان سے روایت ہے:

«كَانَ النَّاسُ يَقُومُونَ فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ رَكْعَةً فِي رَمَضَانَ». (۳)

(ترجمہ:) ’’لوگ حضرت عمر بن خطاب کے زمانے میں رمضان میں 23 رکعتیں پڑھتے تھے‘‘۔

(6) صحیح البخاری میں ہے:

«عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدٍ القَارِيِّ، أَنَّهُ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، لَيْلَةً فِي رَمَضَانَ إِلَى المَسْجِدِ، فَإِذَا النَّاسُ

---

(۱) السنن الصغیر للبیہقی، باب قیام شہر رمضان، الحدیث (821)، ج1، ص297، جامعۃ الدراسات کراچی

(۲) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب صلاۃ التطوع، کم یصلی فی رمضان من رکعۃ، الحدیث (7684)، ج2، ص163، مکتبۃ الرشد الریاض

(۳) موطا امام مالک، باب ماجاء فی قیام رمضان، الحدیث (281)، ج1، ص110، موسسۃ الرسالۃ

أَوْزَاعٌ مُتَفَرِّقُونَ، يُصَلِّي الرَّجُلُ لِنَفْسِهِ، وَيُصَلِّي الرَّجُلُ فَيُصَلِّي بِصَلَاتِهِ الرَّهْطُ، فَقَالَ عُمَرُ إِنِّي أَرَى لَوْ جَمَعْتُ هَؤُلَاءِ عَلَى قَارِئٍ وَاحِدٍ، لَكَانَ أَمْثَلَ ثُمَّ عَزَمَ، فَجَمَعَهُمْ عَلَى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهُ لَيْلَةً أُخْرَى، وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ بِصَلَاةِ قَارِئِهِمْ، قَالَ عُمَرُ نِعْمَ البِدْعَةُ هَذِهِ، وَالَّتِي يَنَامُونَ عَنْهَا أَفْضَلُ مِنَ الَّتِي يَقُومُونَ يُرِيدُ آخِرَ اللَّيْلِ وَكَانَ النَّاسُ يَقُومُونَ أَوَّلَهُ» . (۱)

(ترجمہ:) ''حضرت عبد الرحمن بن عبد قاری سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں رمضان میں ایک رات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد میں گیا، تو لوگ الگ الگ اپنی اپنی نماز پڑھ رہے تھے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ ان کو ایک قاری کی امامت میں جمع کردوں، اور یہ افضل ہوگا، پھر پختہ ارادہ کیا اور ان کو حضرت ابی کعب کی امامت میں جمع کردیا، پھر اگلی رات میں ان کے ساتھ نکلا تو لوگ اکٹھے نماز پڑھ رہے تھے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بہت اچھی بدعت ہے۔ اور جو لوگ رات کے اول حصے میں سوتے تھے اور آخر میں نماز پڑھتے تھے تو ان سے ابھی پڑھنا افضل ہے''۔

(7) امام شافعی نے فرمایا:

وهكذا أدركت ببلدنا بمكة يصلون عشرين ركعة. (۲)

(ترجمہ:) ''میں نے اسی طرح اپنے شہر مکہ میں دیکھا کہ وہ بیس رکعت تراویح پڑھتے تھے''۔

---

(۱) صحیح البخاری، باب فضل من قام رمضان، الحدیث (2010)، ج3، ص45، دار طوق النجاۃ

(۲) سنن الترمذی، باب ماجاء فی قیام شهر رمضان، ج2، ص162، دار الغرب الاسلامی بیروت

(8) امام مالک رحمہ اللہ سے ابھی موطا کی روایت گزری ہے۔

(9) علامہ عینی لکھتے ہیں:

وقال ابن عبد البر وهو قول جمهور العلماء، وبه قال الكوفيون والشافعي وأكثر الفقهاء، وهو الصحيح عن أبي بن كعب من غير خلاف من الصحابة.(۱)

(ترجمہ:) ''ابن عبدالبر نے کہا: یہی قول جمہور علماء کا ہے، اور یہی کوفہ کے علماء، امام شافعی اور اکثر فقہاء کا قول ہے، اور یہی صحیح ہے حضرت ابی بن کعب سے بغیر کسی صحابہ کے اختلاف کے''۔

شیخ ابن تیمیہ وغیرہ کی رائے:

(10) علامہ ملا علی قاری ابن تیمیہ کی رائے بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قال ابن تيمية الحنبلي اعلم أنه لم يوقت رسول الله صلى الله عليه وسلم في التراويح عددا معينا، بل لا يزيد في رمضان، ولا في غيره على ثلاث عشرة ركعة، لكن كان يطيل الركعات، فلما جمعهم عمر على أبي كان يصلي بهم عشرين ركعة، ثم يوتر بثلاث، وكان يخفف القراءة، بقدر ما زاد من الركعات لأن ذلك أخف على المأمومين من تطويل الركعة الواحدة، ثم كان طائفة من السلف يقومون بأربعين ركعة ويوترون بثلاث، وآخرون بست وثلاثين وأوتروا بثلاث، وهذا كله حسن سائغ.(۲)

(۱) عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، باب فضل من قام رمضان، ج 11، ص 127، دار احیاء التراث العربی

(۲) مرقاۃ المفاتیح، باب قیام رمضان، ج 3، ص 972، دار الفکر بیروت

(ترجمہ:) ''ابن تیمیہ حنبلی نے کہا: جان تو کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تراویح کے متعلق کوئی تعداد معین نہیں ہے، بلکہ وہ ماہ رمضان میں اور غیر رمضان میں تیرہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے، لیکن وہ اپنی رکعتوں کو طول دیتے تھے، پس جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی امامت میں تمام لوگوں کو جمع کیا تو وہ ان کو بیس رکعتیں پڑھاتے تھے، پھر تین وتر پڑھتے تھے اور کم مقدار میں قراءت کرتے تھے، کیونکہ یہ مقتدیوں پر آسان تھی بنسبت ایک رکعت میں طوالت سے، پھر سلف میں سے ایسے بھی تھے جو چار چار کر کے پڑھتے تھے، اور تین وتر پڑھتے تھے، اور کچھ چھتیس رکعتیں پڑھتے تھے اور تین وتر، تو یہ تمام صورتیں اچھی ہیں اور رائج ہیں''۔

(11) قاضی شوکانی نے لکھا:

والحاصل أن الذی دلت علیه أحادیث الباب وما یشابهها هو مشروعیة القیام فی رمضان، والصلاة فیه جماعة وفرادی، فقصر الصلاة المساة بالتراویح علی عدد معین، وتخصیصها بقراءة مخصوصة لم یرد به سنة. (۱)

(ترجمہ:) ''خلاصہ یہ ہے کہ تراویح کے متعلق جتنی حدیثیں ہیں وہ ماہ رمضان میں قیام پر دلالت کرتی ہے جماعت کے ساتھ بھی اور اکیلے اکیلے بھی، مگر اس کی تعداد معین کرنا اور قراءت مخصوص کرنا تو اس کے بارے میں نبی کریم کی کوئی سنت وارد نہیں ہوئی''۔

(12) آج پوری دنیا کا اسی پر عمل ہے کہ وہ بیس تراویح پڑھتے ہیں حتیٰ کہ حرمین شریفین

(۱) نیل الاوطار، باب صلاۃ التراویح، ج3، ص66، دار الحدیث، مصر

میں بھی بیس تراویح پڑھی جاتی ہے۔

سمجھدار بچے کا تراویح پڑھانا

(سوال): نابالغ تراویح پڑھا سکتا ہے؟

(جواب): نابالغ لڑکا بالغ اور بڑے حضرات کو تراویح نہیں پڑھا سکتا۔

تفصیل:

نابالغ عاقل اگر بچوں کی امامت کرائے تو ان کی امامت درست ہے۔

علامہ علاء الدین ابوبکر کاسانی لکھتے ہیں:

الصبی العاقل یصلح إماما فی الجملة بأن یؤم الصبیان فی التراویح.(۱)

(ترجمہ:)''سمجھدار بچہ بعض کی امامت کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے یعنی تراویح میں وہ بچوں کی امامت کرائے''۔

نابالغ عاقل کا بالغ کی امامت میں اختلاف ہے، محمد بن مقاتل سے منقول ایک روایت کے مطابق جائز ہے مگر اصح قول عدمِ جواز کا ہے۔

علامہ کاسانی لکھتے ہیں:

وأما فی التطوعات فقد روی عن محمد بن مقاتل الرازی أنه أجاز ذلك فی التراویح، والأصح أن ذلك لا یجوز عندنا، لا فی الفریضة ولا فی التطوع.(۲)

(ترجمہ:)''باقی رہا نفل میں تو امام محمد بن مقاتل رازی سے تراویح میں امامت کے جواز کی روایت ہے۔ زیادہ صحیح یہ ہے کہ ہمارے نزدیک جائز

(۱) بدائع الصنائع، کتاب الصلاۃ، فصل من هو احق بالامامة، ج1، ص157، دار الکتب العلمیة بیروت

(۲) بدائع الصنائع، کتاب الصلاۃ، فصل شرائط ارکان الصلاۃ، ج1، ص144

نہیں ہے، نہ فرض میں نہ ہی نفل میں''۔

بعض حضرات جواز کیلئے یہ عُذر پیش کرتے ہیں اگر نابالغ حُفاظ تراویح نہیں سنائیں گے تو قرآن بھول جائیں گے۔قرآن یاد کرنے کا حل یہ ہے کہ مکمل سال کم وبیش پڑھتے رہیں یا نابالغ حُفاظ کو سامع بنایا جائے کیونکہ قاری کی بنسبت سامع کی ذمہ داری زیادہ ہوتی ہے کہ اسے ہر وقت چوکنا رہنا پڑتا ہے۔اسے غلطی بھی بتانی ہے، غلطی آجائے تو پچھلی آیت سے بتانا اسی کی ذمہ داری ہے اور اس کیلئے پچھلی آیت ذہن میں رکھنا ضروری ہے، اور رکعت ہونے کے بعد کہاں سے قاری پڑھے گا؟ وہ بھی ذہن میں رکھنا اسی کی ذمہ داری ہے وغیرہا۔ یا پھر چھوٹے بچے مگر سلجھے ہوئے ہوں، ان کی مسجد کی بالائی منزل وغیرہ پر الگ جماعت کروائی جائے۔

داڑھی منڈے کا تراویح پڑھانا

سوال: کیا داڑھی مُنڈانے اور چھوٹی کرانے والے کے پیچھے نمازِ تراویح پڑھ سکتے ہیں؟

جواب: داڑھی مُنڈانے والے یا ایک مُشت سے کم کرانے والے کے پیچھے نماز تراویح یا کوئی بھی نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور بچنا لازم ہے۔اگر پڑھ لی تو لوٹانا واجب ہے۔

تفصیل:

داڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی سنت ہے کہ جس پر آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے ہیشگی اختیار فرمائی۔اسی وجہ سے ایک مشت داڑھی رکھنا واجب ہے۔

حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی چاروں مذاہب میں داڑھی منڈانا اور کلین شیو کرانا حرام ہے اور اس سے بچنا واجب ہے۔ بلکہ بعض فقہاء نے داڑھی منڈانے کے حرام ہونے پر اجماع کا قول کیا ہے۔

الموسوعۃ الفقہیہ الکویتیہ میں ہے:

ذهب جمهور الفقهاء الحنفية والمالكية والحنابلة، وهو قول عند الشافعية، إلى أنه يحرم حلق اللحية لأنه مناقض للأمر النبوي بإعفائها وتوفيرها.[1]

(ترجمہ:) ''جمہور فقہاء یعنی حنفیہ، مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک اور یہی قول شوافع کا ہے کہ داڑھی منڈانا حرام ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم داڑھی بڑھاؤ کے خلاف ہے''۔

علامہ ابن قطان المالکی لکھتے ہیں:

واتفقوا أن حلق جميع اللحية مثلة لا تجوز.[2]

(ترجمہ:) ''تمام فقہاء وعلماء کا اتفاق ہے کہ تمام داڑھی کو منڈانا شکل کو بگاڑنا ہے جو کہ جائز نہیں ہے''۔

ایک مُشت سے کم کرانا جائز نہیں ہے، مذہبِ حنفی اور حنبلی میں ایک مُشت سے زائد بال کاٹ سکتے ہیں۔ امام نووی کے نزدیک بالکل نہیں کاٹ سکتے۔ اور باقی فقہاء کے نزدیک اگر داڑھی ایک مُشت سے بڑی ہو جائے اور عجیب وغریب لگے تو ایک مشت تک کاٹنے کی اجازت ہے۔

علامہ علاء الدین حصکفی لکھتے ہیں:

أما الأخذ منها وهي دون ذلك كما يفعله بعض المغاربة، ومخنثة الرجال فلم يبحه أحد، وأخذ كلها فعل يهود الهند ومجوس الأعاجم فتح.[3]

---

(۱) الموسوعۃ الفقہیہ الکویتیہ لحیہ، ج35، ص250، دار الصفوہ بیروت

(۲) الاقناع فی مسائل الاجماع، ذکر ما یجوز من اللباس، ج2، ص299، الفاروق الحدیثیہ

(۳) الدر المختار، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم، ج2، ص418، دار الفکر بیروت

(ترجمہ:) ''باقی رہا داڑھی میں سے کچھ کاٹنا جیسا کہ اہلِ مغرب کرتے ہیں اور مُخَنَّث کرتے ہیں تو اس کو کسی نے بھی جائز قرار نہیں دیا اور پوری داڑھی مونڈھ دینا یہودیوں، مجوسیوں اور عجمیوں کا فعل ہے''۔ فتح۔

اس مسئلہ پر کتب ورسائل لکھے جاچکے ہیں، میں اس پر مزید کچھ نہیں لکھنا چاہتا۔ میں ان لوگوں کی رائے کو نہیں سمجھ پایا جو داڑھی منڈوانے کے یا کم کرانے کے قائل ہیں۔ اور وہ کس طرح داڑھی کم کراکر اسلام کی تبلیغ کرتے ہیں اور سیرتِ رسول وحلیہ مبارکہ بیان کرتے ہیں؟! جبکہ اس کے برعکس بدمذہب اور سکھ بڑی بڑی داڑھیاں رکھ کر پوری دنیا گھومتے ہیں اور احساسِ کمتری کا شکار بھی نہیں ہوتے۔

عشاء تنہا پڑھی تو وتر تنہا پڑھے یا باجماعت؟

سوال: اگر عشاء کی نماز باجماعت چھوٹ گئی تو کیا وتر جماعت کے ساتھ پڑھیں یا علیحدہ؟

جواب: اس پر تمام علماء کا اتفاق ہے کہ وتر جماعت کے ساتھ پڑھنا جائز ہے۔

تفصیل:

لیکن اس میں افضل جماعت کے ساتھ پڑھنا ہے یا منفرد پڑھنا اس میں اختلاف ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے اختلافِ علماء سے بچنے کی وجہ سے منفرد پڑھنے کو ترجیح دی۔ جبکہ دیگر علماء جماعت کے ساتھ پڑھنے کو افضل قرار دیتے ہیں۔

علامہ علاء الدین حصکفی لکھتے ہیں:

(ووقتها بعد صلاة العشاء) إلى الفجر (قبل الوتر وبعده) في الأصح، فلو فاته بعضها وقام الإمام إلى الوتر أوتر معه ثم صلى ما فات. (۱)

(۱) الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، ج2، ص43، دار الفکر بیروت

(ترجمہ:) ''تراویح کا وقت عشاء کی نماز کے بعد تا طلوع فجر ہے، وتر سے قبل اور اس کے بعد یہ اصح قول ہے۔ پس اگر کچھ تراویح رہ جائیں اور امام وتر کے لئے کھڑا ہو جائے تو اسے چاہئے کہ وہ امام کے ساتھ وتر پڑھے اور فوت شدہ تراویح اس کے بعد پڑھے''۔

اس پر علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

تفریع علی الأصح، لکنه مبنی علی أن الأفضل فی الوتر الجماعة لا المنزل، وفیه خلاف سیأتی، فقوله أوتر معه أی علی وجه الأفضلیة.(۲)

(ترجمہ:) ''ماتن کا قول کہ اگر کچھ تراویح رہ جائیں، یہ اصح قول پر تفریع ہے لیکن یہ تفریع اس بات پر مبنی ہے کہ وتر گھر کے بجائے باجماعت پڑھنا افضل ہے اور اس میں اختلاف ہے جو آگے آرہا ہے اور ان کا قول کہ امام کے ساتھ وتر پڑھے یعنی افضل یہ ہے''۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''لیکن افضل ہونے میں ضرور اختلاف ہے کہ جو لوگ وتر تنہا پڑھنا افضل کہتے ہیں کہ تراویح پہلے پڑھے اور جو جماعت کو بہتر جانتے ہیں ان کے نزدیک پہلے وتر جماعت کے ساتھ پڑھ کر اس کے بعد باقی ماندہ تراویح پڑھے، یہ تسلیم ہے کہ پسندیدہ امر یہی ہے لیکن ایک قول میں وتر کے بعد تراویح جائز نہیں ہے، اس لئے یہ فقیر کہتا ہے کہ اس قول کی رعایت زیادہ مناسب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!''(۲)

---

(۱) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، ج2، ص44، دارالفکر بیروت

(۲) فتاویٰ رضویہ، ج7، ص553، رضا فاؤنڈیشن لاہور

دوسری رکعت میں بھول کر کھڑا ہو گیا تو؟

سوال: اگر تراویح میں دو رکعت کی نیت باندھی اور تیسری رکعت کیلئے قعدہ کیے بغیر بھول کر کھڑا ہو گیا تو اب اس کیلئے کیا حکم ہے؟

جواب: (1): وہ لوٹ آئے قعدہ کرے اور سجدہ سہو کرے۔

(2): اگر تیسری رکعت کا سجدہ کر لیا تو چوتھی بھی ملائے گا اور آخر میں سجدہ سہو بھی کرے گا مگر اس صورت میں یہ صرف دو رکعت تراویح ہو گی۔

تفصیل:

علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

قال فی شرح المنية والخلاف فيما إذا أحرم بنية الأربع، فإن نوى ثنتين عاد اتفاقا.(۱)

(ترجمہ:) ”منیہ کی شرح میں فرمایا: اختلاف اس صورت میں ہے کہ جب چار رکعت کی نیت سے تکبیرِ تحریمہ کہی، پس اگر دو رکعت کی نیت کی تو بالاتفاق لوٹ آئے“۔

فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے:

وعن أبي بكر الإسكاف أنه سئل عن رجل قام إلى الثالثة فی التراويح ولم يقعد فی الثانية قال إن تذكر فی القيام ينبغي أن يعود ويقعد ويسلم وإن تذكر بعدما سجد للثالثة فإن أضاف إليها ركعة أخرى كانت هذه الأربع عن تسليمة واحدة.(۲)

(ترجمہ:) ”علامہ ابوبکر اسکاف سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے تراویح

---

(۱) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب سجود السہو، ج2، ص88، دارالفکر بیروت

(۲) فتاویٰ عالمگیری، کتاب الصلاۃ، الباب التاسع فصل فی التراویح، ج1، ص188، دارالفکر بیروت

کی دوسری رکعت میں قعدہ نہیں کیا اور تیسری رکعت کیلئے کھڑا ہو گیا تو اس کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا: اگر قیام میں یاد آ جائے تو مناسب یہ ہے کہ لوٹ آئے اور قعدہ کر کے سجدہ سہو کرے۔ اور تیسری رکعت کا سجدہ کرنے کے بعد یاد آیا تو چوتھی رکعت بھی ملائے اور اب یہ چار رکعتیں صرف دو تراویح کے قائم مقام ہوں گی"۔

فاسد رکعتوں کی قراءت کا لوٹانا

سوال: اگر تراویح کی کچھ رکعتیں فاسد ہو گئیں مثلاً ایک رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیا تو اس ایک رکعت میں جو قرآن پڑھا تھا کیا وہ ختمِ قرآن میں شمار ہو گا یا الگ رکعتوں میں دوبارہ پڑھنا پڑے گا؟

جواب: جب یہ رکعتیں فاسد ہو گئیں تو ان میں پڑھا گیا قرآن بھی دوبارہ پڑھنا پڑے گا۔

تفصیل:

الجوہرۃ النیرۃ میں ہے:

وإذا فسد الشفع وقد قرأ فيه لا يعتد بما قرأه فيه ويعيد القراءة ليحصل الختم في الصلاة الجائزة، وقال بعضهم يعتد بها؛ لأن المقصود هو القراءة ولا فساد فيها.(۱)

(ترجمہ:) "جب شفعہ فاسد ہو گیا اس میں جو قراءت کی تھی اس کو قراءتِ قرآن شمار نہیں کیا جائے گا اور وہ قراءت لوٹائی جائے گی تا کہ صحیح نماز میں مکمل ختمِ قرآن ہو جائے۔ بعض نے کہا کہ اس کو شمار کیا جائے گا کیونکہ مقصود قراءت کرنا ہے اور نماز فاسد ہونے سے قراءت فاسد نہیں ہوئی"۔

---

(۱) الجوہرۃ النیرۃ، کتاب الصلاۃ، باب قیام شہر رمضان، 1، ص 98، المطبعۃ الخیریۃ

تراویح میں ایک آیت کو بار بار پڑھنا کیسا؟

سوال: تراویح میں بعض اوقات حافظ غلطی اور بھول کی وجہ سے ایک آیت کو بار بار پڑھتا ہے، تقریباً پانچ یا چھ دفعہ پڑھتا ہے تو کیا اس سے نماز مکروہ ہوگی یا نہیں؟

جواب: غلطی آنے اور بھولنے کی وجہ سے ایک آیت کو بار بار پڑھنا مکروہ نہیں ہے بلکہ جائز ہے۔

تفصیل:

فتاویٰ تاتارخانیہ میں ہے:

وإذا كرر آية واحدة مراراً فإن كان في التطوع الذي يصلي وحده فذلك غير مكروه، وإن كان في الصلاة المفروضة فهو مكروه، وهذا في حالة الاختيار، أما في حالة العذر والنسيان فلا بأس به. (۱)

(ترجمہ:) ''منفرد نے نفل نماز میں ایک آیت کو بار بار پڑھا تو مکروہ نہیں ہے۔ اگر فرض نماز میں پڑھا تو مکروہ ہے۔ کراہت اس وقت ہے کہ جب جان بوجھ کر بغیر عذر کے پڑھا ہو۔ اور عذر و نسیان کی حالت میں کوئی حرج نہیں ہے''۔

تراویح کی اجرت لینا

سوال: کیا تراویح میں قرآن سنانے پر اجرت لینا جائز ہے؟ یا جو خدمت کی جاتی ہے وہ لینا جائز ہے؟

جواب مع تفصیل:

احناف کا اصلِ مذہب یہی ہے کہ طاعات پر اجرت لینا جائز نہیں ہے۔ متأخرین نے صرف چند چیزوں کا استثناء کیا ہے اور تراویح یا تلاوتِ قرآن اس میں شامل نہیں

(۱) فتاویٰ تاتارخانیہ، کتاب الصلاۃ، ج1، ص107، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ

ہے۔ جیسا کہ علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اس موضوع پر مکمل ایک رسالہ تحریر کیا ہے۔ اس لئے تراویح میں تلاوتِ قرآن کرنے پر اجرت لینا جائز نہیں ہے۔

تراویح پڑھانے والوں کو جب یہ مسئلہ بتایا جائے تو کہتے ہیں کہ ہم ان سے مانگتے نہیں ہیں، وہ خود اپنی مرضی سے دیتے ہیں، تو اس صورت میں بھی جائز نہیں ہے کیونکہ قاعدہ ہے: ''اَلْمَعْرُوْفُ کَالْمَشْرُوْطِ''، یعنی آپ کو ظنِ غالب ہے کہ لازماً اجرت ملے گی، تو اس کو بھی اجرت مانگنے کے قائم مقام رکھ کر عدمِ جواز کا حکم لگایا جائے گا۔

لہٰذا اس کے جواز کی دو صورتیں ہیں:

(1) تراویح پڑھانے سے قبل اعلان کر کے کہے کہ میں بغیر اجرت کے قرآن سناؤں گا اور فی سبیل اللہ پڑھاؤں گا، اور آپ بھی یہ نیت نہ کر کے آئیں کہ بعد میں قاری صاحب کو اجرت دینی پڑے گی۔

(2) انتظامیہ سے وقت کا اجارہ کر لیا جائے مثلاً روزانہ دو گھنٹوں کیلئے ایک ماہ کیلئے ملازمت اختیار کر لی جائے کہ اس دوران ہم جو کام چاہیں گے آپ سے لیں گے اور اتنی اجرت آپ کو دیں گے۔ پھر اس کو تراویح پڑھانے کا کہہ دیں۔

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی لکھتے ہیں:

''آج کل اکثر رواج ہو گیا ہے کہ حافظ کو اُجرت دے کر تراویح پڑھواتے ہیں، یہ ناجائز ہے۔ دینے والا اور لینے والا دونوں گنہگار ہیں، اُجرت صرف یہی نہیں کہ پیشتر مقرر کر لیں کہ یہ لیں گے یہ دیں گے، بلکہ اگر معلوم ہے کہ یہاں کچھ ملتا ہے، اگرچہ اس سے طے نہ ہوا ہو، یہ بھی ناجائز ہے کہ ''اَلْمَعْرُوْفُ کَالْمَشْرُوْطِ'' ہاں اگر کہہ دے کہ کچھ نہیں دوں گا یا نہیں لُوں گا پھر پڑھے اور حافظ کی خدمت کریں تو اس میں حرج نہیں کہ ''اَلصَّرِیْحُ یَفُوْقُ الدَّلَالَۃَ''۔ (1)

(1) بہارِ شریعت، ج1، ص692، مکتبۃ المدینہ کراچی

ایک مسجد میں دو تراویح کا ہونا

(سوال): کیا ایک مسجد میں تراویح کی دو جماعت ہو سکتی ہیں؟

(جواب): جائز ہے شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔

تفصیل:

بعض مساجد میں ایک مرکزی تراویح قائم ہوتی ہے اور دوسری تراویح مسجد کی بالائی منزلوں میں سے کسی منزل پر ہوتی ہے۔ اگر ایک منزل کی آواز دوسری منزل پر نہیں جاتی تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

ایک وقت میں ایک مسجد میں تراویح کی دو جماعت جائز ہونے کی علت یہ ہے کہ تراویح کی جماعت سنتِ کفایہ ہے یعنی اگر بعض لوگوں نے تراویح با جماعت نہیں پڑھی بلکہ گھر پر ادا کی تو جماعت کے ترک کا گناہ نہیں ملے گا۔ لہٰذا جب تراویح با جماعت پڑھنے کے بجائے گھر میں ادا کرنا جائز ہے تو اسی مسجد کی تراویح کی دوسری جماعت میں شریک ہونا بطریقِ اولیٰ جائز ہے؛ کیونکہ گھر پر منفرد نماز پڑھنے سے جماعت کے ثواب سے محروم رہ جاتا جبکہ اس صورت میں جماعت کا ثواب بھی حاصل ہو جائے گا۔

علامہ علاء الدین حصکفی لکھتے ہیں:

(والجماعة فيها سنة على الكفاية) في الأصح، فلو تركها أهل مسجد أثموا إلا لو ترك بعضهم. (۱)

(ترجمہ:) ''تراویح کی جماعت سنت کفایہ ہے اَصح قول کے مطابق۔ لہذا اگر اہل مسجد نے تراویح کی جماعت ترک کر دی تو تمام گناہ گار ہوں گے۔ اور بعض نے تراویح با جماعت نہیں پڑھی تو جائز ہے (مگر جماعت کی فضیلت سے محروم رہیں گے)''۔

---

(۱) الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، ج2، ص45، دار الفکر بیروت

چندروزہ ختمِ قرآن کے بعد تراویح پڑھنا

سوال: چندروزہ تراویح میں ایک مرتبہ ختمِ قرآن ہونے کے بعد کیا ہر رات تراویح پڑھنا ضروری ہے؟

جواب: پورے رمضان میں بیس تراویح پڑھنا مردو عورت کیلئے سنت مؤکدہ ہے۔ چاہے ایک مرتبہ ختمِ قرآن کرلیا ہو یا ختمِ قرآن نہ ہوا ہو۔

تفصیل:

آج کل یہ روایت چل نکلی ہے کہ 3 روزہ ختمِ قرآن سے لے کر 15 روز تک تراویح پڑھی جاتی ہے اور قرآن ختم کیا جاتا ہے۔ پھر ان میں سے کچھ حضرات ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جو سمجھتے ہیں کہ اب اس کے بعد تراویح کی چھٹی کیونکہ ہم نے تراویح میں قرآن مکمل سن لیا ہے۔

چند روز میں قرآن ختم کرنے والوں میں اکثر ایسا قرآن پڑھتے ہیں کہ الامان والحفیظ! یَعْلَمُوْن تَعْلَمُوْن ۔۔۔۔ اللہ اکبر کے علاوہ کچھ سمجھ نہیں آئیگی۔ ایسے لوگ قرآن کے ساتھ ظلم کرتے ہیں اور ان کے پیچھے سننے والے اس ظلم میں ان کی مدد کرکے شریک ہوتے ہیں۔ بلکہ 27 روزہ تراویح میں بعض حُفّاظ اتنا تیز پڑھتے ہیں کہ جب تک پکّا حافظ غور سے نہ سنے تو اس کی غلطی کو پکڑ نہیں پاتا تو عوام بیچاری کا کیا حال ہوتا ہوگا؟ اور المیہ یہ ہے کہ جو قاری صاحب ٹھہر ٹھہر کر پڑھیں تو نمازی حضرات باتیں بناتے ہیں اور جلدی پڑھنے کا کہتے ہیں الا ماشاء اللہ۔

چندروز میں مکمل قرآن سننے کے بعد بھی تراویح پڑھنی پڑے گی، اس سے رخصت قطعاً نہیں مل سکتی کیونکہ تراویح سنتِ مؤکدہ ہے اور اس کا ترک کرنا گناہ ہے۔

فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے:

لو حصل الختم ليلة التاسع عشر أو الحادي والعشرين لا تترك

التراویح فی بقیة الشھر؛ لأنھا سنة، کذا فی الجوھرة النیرة الأصح أنه یکرہ له الترك. (۱)

(ترجمہ:) ''ماہِ رمضان کی ستائیسویں یا اکیسویں رات کو ختمِ قرآن کرلیا تو باقی دنوں کی تراویح نہیں چھوڑ سکتے کیونکہ یہ سنتِ مؤکدہ ہے۔ اسی طرح جوہرہ نیرہ میں ہے۔ زیادہ صحیح یہ ہے کہ چھوڑنا مکروہ ہے''۔

ہاں! یہ لوگ جماعت سے نہ پڑھیں بلکہ گھر میں یا جب وقت ملے تب پڑھیں تو البتہ انہیں اجازت ہے پھر گناہ نہیں ہے۔

فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے:

وإن تخلف واحد من الناس وصلاھا فی بیته فقد ترك الفضیلة ولا یکون مسیئا ولا تارکا للسنة. (۲)

(ترجمہ:) ''اگر لوگوں میں سے کسی ایک نے تراویح باجماعت نہیں پڑھی بلکہ اپنے گھر میں پڑھ لی تو اس نے فضیلت کو ترک کردیا، لیکن وہ گناہ گار اور سنت کو چھوڑنے والا نہیں ہوگا''۔

ٹیپ ریکارڈر (Tape Recorder) اور ٹی وی کے ذریعے تراویح

سوال: ٹی وی اور ٹیپ ریکارڈ (Tape recorder) کے ذریعے تراویح لائیو نشر ہو رہی ہو تو اس کی اقتداء میں نمازِ تراویح ادا کرنا کیسا؟

جواب: نمازِ تراویح ادا نہیں ہوگی۔

تفصیل:

کیونکہ جماعت کیلئے ایک مکان کا ہونا ضروری ہے۔ جیسا کہ بعض لوگ حرمین

(۱) فتاویٰ عالمگیریہ، کتاب الصلاۃ، الباب التاسع، فصل فی التراویح، ج1، ص118، دار الفکر بیروت

(۲) فتاویٰ عالمگیریہ، کتاب الصلاۃ، الباب التاسع، فصل فی التراویح، ج1، ص116

شریفین اور فیصل مسجد اسلام آباد میں ہونے والے شبینہ میں نمازِ تراویح کی اقتداء کرتے ہیں۔

علامہ علاء الدین حصکفی لکھتے ہیں:

ربط صلاۃ المؤتم بالإمام بشروط عشرۃ نیۃ المؤتم الاقتداء، واتحاد مکانهما وصلاتهما. (۱)

(ترجمہ:) ''مقتدی کے امام کے ساتھ تعلق کی دس شرائط ہیں، مقتدی کا امام کی اقتداء کی نیت کرنا اور ان دونوں کی نماز اور جگہ کا ایک ہونا''۔

کیا سورہ ملک پڑھنے اور سننے کا ثواب برابر ہے؟

سوال: بعض مساجد میں سورہ ملک کی تلاوت کی جاتی ہے، ایک شخص پڑھتا ہے اور باقی حضرات سنتے ہیں۔ سورہِ ملک کے جو فضائل احادیث میں آئے ہیں، کیا وہ سننے والے کو بھی ملیں گے؟

جواب: احادیث مبارکہ کے الفاظ سے ظاہر یہ ہوتا ہے کہ یہ فضائل پڑھنے والے کیلئے ہیں۔ البتہ سننے والے کو قرآن پاک کے سننے کا ثواب ضرور ملے گا۔

تفصیل:

(1) سنن کبریٰ للنسائی میں ہے:

«مَنْ قَرَأَ ﴿تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ﴾ [الملك 1] كُلَّ لَيْلَةٍ مَنَعَهُ اللهُ بِهَا مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ». (۲)

(ترجمہ:) ''جس شخص نے ہر رات میں سورہ ملک کی تلاوت کی اللہ تعالیٰ اس کو قبر کے عذاب سے محفوظ رکھے گا''۔

---

(۱) الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، ج1، ص550، دار الفکر بیروت

(۲) السنن الکبریٰ للنسائی، کتاب عمل الیوم واللیلۃ، حدیث (10479)، ج9، ص262، موسسۃ الرسالۃ

(2) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«إِنَّ سُورَةً مِنَ القُرْآنِ ثَلَاثُونَ آيَةً شَفَعَتْ لِرَجُلٍ حَتَّى غُفِرَ لَهُ، وَهِيَ سُورَةُ تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ» . (۱)

(ترجمہ:) ''قرآن مجید کی ایک سورت ہے جس کی تیس آیات ہیں، وہ آدمی کی اس وقت تک سفارش کرے گی یہاں تک کہ اس کی مغفرت ہو جائے، اور وہ ہے سورت تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ''۔

(3) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«هِيَ الْمَانِعَةُ، هِيَ الْمُنْجِيَةُ، تُنْجِيهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ» . (۲)

(ترجمہ:) ''یہ سورت مانعۃ (روکنے والی) ہے، یہ نجات دلانے والی ہے کہ یہ عذابِ قبر سے نجات دلاتی ہے''۔

(۱) سنن الترمذی، ابواب فضائل القرآن، باب ماجاء فی فضل سورة الملک، حدیث (2891)، ج 5، ص 14، دار الغرب الاسلامی بیروت

(۲) سنن الترمذی، ابواب فضائل القرآن، باب ماجاء فی فضل سورة الملک، حدیث (2890)، ج 5، ص 14

اعتکاف کے مسائل

اعتکاف ایک نظر میں

اعتکافِ مسنونہ کی تعریف:

ماہِ رمضان کے آخری عشرے میں یعنی بیسویں کو سورج کے غروب ہونے سے لے کر انتیسویں یا تیسویں کے سورج غروب ہونے تک اللہ تعالیٰ کی رضا کی نیت سے مسجد میں ٹھہرنا اعتکاف کہلاتا ہے۔

اعتکاف کا مقصد:

ہر طرف سے اپنا تعلق ختم کر کے یکسوئی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا۔

اعتکاف پر اجر:

(1) لاتعداد نیکیوں کا ثواب۔

(2) دو حج اور دو عمرے کا ثواب۔

(3) اللہ تعالیٰ کا قُرب نصیب ہونا۔

(4) سنتِ رسول۔

(5) گناہوں سے محفوظ رہنا۔

(6) جہنم سے نجات۔

اعتکاف کے آداب و مستحبات:

(1) رمضان المبارک کے آخری پورے دس دن اعتکاف کرنا۔

(2) نیک کام کرنا اور دینی شرعی اور بھلائی کی باتیں کرنا۔

(3) اپنی طاقت کے مطابق زیادہ سے زیادہ وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گزارنا۔

(4) درود شریف کی کثرت کرنا۔

(5) قرآن پاک کی کثرت سے تلاوت کرنا۔

(6) اشراق، چاشت، اوابین اور تہجّد کا اہتمام کرنا۔

(7) صلاۃ التسبیح پڑھنا۔

(8) طاق راتوں میں جاگ کر عبادت کا اہتمام کر کے اپنے رب کو راضی کرنا۔

(9) اپنے قول و فعل سے دوسروں کو تکلیف سے بچانا۔

(10) زندگی میں چھوٹ جانے والی نمازوں کی قضاء کی عادت بنانا۔

(11) طہارت، عبادت اور معاملات کے ضروری مسائل سیکھنا اور یاد کرنا۔

اعتکاف کے ممنوعات:

(1) چُپ چاپ رہنے کو اچھا سمجھنا۔

(2) لڑائی جھگڑا، شور و غل اور بیہودہ باتیں کرنا۔

(3) خرید و فروخت کیلئے کوئی چیز مسجد میں لانا۔

(4) ضرورت کے علاوہ موبائل استعمال کرنا۔

(5) دنیا کی باتیں کرنا۔

(6) دوسروں کو تنگ کرنا، تکلیف دینا۔

اعتکاف کو توڑنے والی چیزیں:

(1) بغیر روزے کے اعتکاف کرنا۔

(2) حاجتِ شرعی کے علاوہ باہر نکلنا۔ مثلاً ایسی مسجد میں ہے کہ جہاں جمعہ ہوتا ہو تب بھی جمعہ کیلئے باہر نکلنا۔

(3) حاجتِ طبعی کے علاوہ باہر نکلنا۔

(4) حاجتِ ضروریہ کے علاوہ باہر نکلنا۔ مثلاً مسجد کے گرنے کا خطرہ نہیں ہے یا گری نہیں ہے محض خوف کی وجہ سے باہر نکلنا۔

اعتکاف کی حالت میں گرمی کی وجہ سے نہانا کیسا؟

سوال: اعتکاف کی حالت میں گرمی کی وجہ سے نہانے سے اعتکاف ٹوٹ جائے گا یا نہیں؟

جواب: اگر غسل خانہ مسجد کی چار دیواری (یعنی فناء مسجد) میں ہے تو گرمی کی وجہ سے نہانے سے اعتکاف نہیں ٹوٹے گا۔

تفصیل:

پہلے دور میں فناء مسجد میں بیت الخلاء اور غسل خانہ کا اہتمام نہیں ہوا کرتا تھا، جس کی بنا پر فقہاء نے غسل واجب کے علاوہ باہر جانے سے منع کیا۔ مگر آج جب فناء مسجد میں یہ سہولت موجود ہے تو غسل واجب کے علاوہ گرمی وغیرہ کی وجہ سے غسل کرنا جائز ہے۔ اور فناء مسجد میں جانے میں کوئی ممانعت نہیں ہے۔ اختلاف اور محلِ نظر تب ہوتا کہ جب فناء مسجد میں جانا منع ہوتا۔ درج ذیل عبارت میں علامہ ابن عابدین شامی کے الفاظ: ''مَوْضِعٌ مُعَدٌّ لِلطَّهَارَةِ'' اس مسئلہ پر واضح جزئیہ ہے۔

علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

فلو أمكنه من غير أن يتلوث المسجد فلا بأس به بدائع أي بأن كان فيه بركة ماء أو موضع معد للطهارة أو اغتسل في إناء بحيث لا يصيب المسجد الماء المستعمل. (1)

(ترجمہ:) ''اگر مسجد کو خراب کیئے بغیر غسل کرنا ممکن ہے تو اس میں حرج نہیں ہے۔ بدائع۔ یعنی مسجد میں تالاب ہے یا طہارت کی جگہ بنی ہوئی ہے

(1) ردالمحتار، باب الاعتکاف، ج:2، ص:445، دارالفکر بیروت

یا بڑے برتن میں غسل کرے اور مستعمل پانی مسجد میں نہ گرے''۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

''بلکہ جب وہ مدارس متعلقِ مسجد، حدودِ مسجد کے اندر ہیں۔ ان میں اور مسجد میں راستہ فاصل نہیں، صرف ایک فصیل سے صحنوں کا امتیاز کردیا گیا ہے تو اُن میں جانا مسجد سے باہر جانا ہی نہیں۔ یہاں تک کہ ایسی جگہ معتکف کو جانا جائز کہ وہ گویا مسجد ہی کا ایک قطعہ ہے''۔(۱)

مفتی امجد علی اعظمی لکھتے ہیں:

''فنائے مسجد جو جگہ مسجد سے باہر اس سے ملحق ضروریاتِ مسجد کیلئے ہے مثلاً جوتا اتارنے کی جگہ اور غسل خانہ وغیرہ ان میں جانے سے اعتکاف نہیں ٹوٹے گا، بلا اجازت شرعیہ اگر نکل کر مسجد سے باہر چلا گیا تو اعتکاف ٹوٹ گیا۔ فنائے مسجد اس معاملہ میں حکمِ مسجد میں ہے''۔(۲)

جس مسجد میں غسل خانہ فناء مسجد سے بھی باہر ہوں وہاں پر فناء مسجد ہی میں گرمی، تعفّن اور حبس کی وجہ سے نہا سکتے ہیں، البتہ مناسب بندوبست کر کے نہانا چاہئے مثلاً لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہو کر نہائے۔

البتہ معتکفین کو چاہئے کہ وہ بلا وجہ غسل نہ کریں اور اسی طرح وضو خانے پر اپنا وقت ضائع نہ کریں، بلکہ اس وقت کو غنیمت سمجھتے ہوئے توشۂ آخرت بنائیں۔

اعتکاف کی حالت میں موبائل استعمال کرنا

سوال: اعتکاف کی حالت میں موبائل فون استعمال کرسکتے ہیں؟

---

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج 7، ص 453، رضا فاؤنڈیشن لاہور

(۲) فتاویٰ امجدیہ، ج 1، ص 399، مکتبہ نوریہ رضویہ، کراچی) (تفہیم المسائل، ج 3، ص 164، ضیاء القرآن پبلیشرز کراچی

(جواب): صرف ضرورت کی بنا پر استعمال کیا جاسکتا ہے جیسے گھر کے معاملات چلانے کیلئے ضروری بات کرنا وغیرہ۔ اسی طرح مفتی صاحب کہ جن سے مسائل پوچھے جاتے ہیں، وہ بھی استعمال کر سکتے ہیں۔

اگر دینی و شرعی بات کے علاوہ موبائل پر بات کرنی ہو تو فناء مسجد میں جا کر بات کرے اور کم سے کم وقت خرچ کرے۔

علامہ زین الدین ابن نجیم لکھتے ہیں:

وهو أنه لا يتكلم إلا بخير فلقوله تعالى ﴿وَقُلْ لِعِبَادِي يَقُولُوا الَّتِي هِيَ أَحْسَنُ﴾ [الإسراء 53] وهو بعمومه يقتضي أن لا يتكلم خارج المسجد إلا بخير فالمسجد أولى كذا في غاية البيان وفي التبيين وأما التكلم بغير خير فإنه يكره لغير المعتكف فما ظنك للمعتكف اهـ.

وظاهره أن المراد بالخير هنا ما لا إثم فيه فيشمل المباح وبغير الخير ما فيه إثم والأولى تفسيره بما فيه ثواب يعني أنه يكره للمعتكف أن يتكلم بالمباح بخلاف غيره ولهذا قالوا الكلام المباح في المسجد مكروه يأكل الحسنات كما تأكل النار الحطب صرح به في فتح القدير قبيل باب الوتر لكن قال الإسبيجابي ولا بأس أن يتحدث بما لا إثم فيه وقال في الهداية لكنه يتجانب ما يكون مأثما.[1]

(ترجمہ:) ''معتکف اچھے کلام کے علاوہ کوئی بات نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور میرے بندوں سے فرماؤ وہ بات کہیں جو سب سے اچھی ہو'' اس آیت کے عموم کا تقاضہ یہ ہے کہ مسجد سے باہر بھی اچھے کلام کے علاوہ کوئی بات نہ کرے، تو مسجد میں بطریقِ اَولی اس کا لحاظ رکھے۔ اسی طرح

(۱) البحر الرائق، کتاب الصوم، اعتکاف المرأۃ، ج 2، ص 327، دار الکتاب الاسلامی بیروت

غایۃ البیان میں ہے۔ تبیین میں ہے: اچھی بات کے علاوہ کوئی بات کرنا تو غیر معتکف کیلئے بھی مکروہ ہے، تو معتکف کیلئے کتنا مکروہ ہوگا؟!

اس کا ظاہر یہ بتارہا ہے کہ خیر (اچھی بات) سے مراد وہ بات ہے کہ جس میں گناہ نہ ہو تو یہ مباح کو بھی شامل ہے۔ اور غیر خیر سے مراد کہ جس میں گناہ ہو۔ اور بہترین تفسیر یہ ہے کہ خیر سے مراد وہ بات ہے جس میں ثواب ہو یعنی معتکف کیلئے مباح کلام کرنا بھی مکروہ ہے۔ معتکف کے علاوہ کیلئے یہ حکم نہیں ہے۔ اسی وجہ سے فقہاء نے فرمایا: مباح کلام کرنا مسجد میں مکروہ ہے اور یہ نیکیوں کو ایسے کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔ اس کی تصریح فتح القدیر میں باب الوتر سے تھوڑا پہلے ہے۔ لیکن علامہ اِسبیجابی نے فرمایا: جس کلام کے کرنے میں گناہ نہیں ہے، اسے کرنے کی اجازت ہے۔ اور ہدایہ میں فرمایا: لیکن جس میں گناہ ہو اس سے بچنا چاہئے"۔

مسجد کی پہلی منزل پر اعتکاف کرنا

سوال: مسجد کی پہلی منزل پر اعتکاف میں بیٹھ سکتے ہیں؟

جواب: بیٹھ سکتے ہیں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔

تفصیل:

جماعت گراؤنڈ فلور پر ہوتی ہے اور پہلی منزل جمعہ کیلئے یا فقط عید کیلئے استعمال ہوتی ہے تو اس صورت میں پہلی منزل پر اعتکاف بیٹھنا جائز ہے۔ کیونکہ وہ بھی مسجد ہی ہے۔

علامہ ابن عابدین شامی علامہ زیلعی کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں:

ولهذا يصح اقتداء من على سطح المسجد بمن فيه إذا لم يتقدم على الإمام ولا يبطل الاعتكاف بالصعود إليه. (۱)

(۱) ردالمحتار، باب مایفسد الصلاۃ، فروع، ج1، ص652، دار الفکر بیروت

(ترجمہ:) ''مسجد کی چھت پر نماز پڑھنے والے کا امام کی اقتداء کرنا درست ہے کیونکہ وہ مسجد ہی میں ہے جبکہ وہ امام سے آگے موجود نہ ہو۔ اور چھت پر چڑھنے سے اس کا اعتکاف باطل نہیں ہوگا''۔

یہی حکم ہے مسجد کے تہہ خانے میں جانے کا۔ ہاں اگر تہہ خانہ مسجد کے حکم میں نہیں ہے جیسا کہ آجکل فلیٹ میں ایک منزل یا ایک کمرہ مسجد بنادی جاتی ہے تو ایسی مسجد میں دوسری منزل یا تہہ خانہ میں جانا اعتکاف کو توڑ دے گا۔ لیکن بلاضرورت مسجد کی چھت پر چڑھنا مکروہ ہے۔

اعتکاف کی حالت میں سگریٹ پینا، نسوار رکھنا

سوال: کیا اعتکاف کی حالت میں سگریٹ پی سکتے ہیں اور نسوار رکھ سکتے ہیں؟

جواب: صحنِ مسجد سے نکل کر وضو خانے کی جگہ یا فناء مسجد میں پی سکتے ہیں اور نسوار بھی رکھ سکتے ہیں۔

تفصیل:

اعتکاف کی حالت میں اس طرح کی چیزوں کے استعمال سے بچنا چاہئے، لیکن مُعتکفین میں ایسے افراد بھی ہوتے ہیں جو سگریٹ، نسوار، گٹکا وغیرہ کے عادی ہوتے ہیں، یہ لوگ اس کے بغیر نہیں رہ سکتے اور اگر یہ استعمال نہ کریں تو سر میں درد، تھکن وغیرہ شروع ہو جاتی ہے۔ تو ایسے افراد کو فناء مسجد میں جا کر بغیر وقت ضائع کیئے کھانے کی اجازت ہے۔ اور منہ کی بدبو زائل کرنے کے بعد مسجد میں داخل ہوں۔

ہاں سگریٹ پینے کیلئے فناء مسجد کے کسی کونے میں جا کر پیئے اور دھواں دیوار وغیرہ سے باہر نکالنے کی کوشش کرے تا کہ دھواں مسجد کی طرف نہ آئے اور لوگوں کو بھی تنگی نہ ہو۔ باقی رہا منہ سے بو آنے کا تو صحنِ مسجد میں یہ منع ہے فناء مسجد میں نہیں ہے، وگرنہ ایسے افراد کیلئے حرج لازم آئے گا۔

علامہ جلال الدین امجدی لکھتے ہیں:

”معتکف بیڑی، سگریٹ یا حُقہ پینے کیلئے فنائے مسجد میں نکل سکتا ہے اعتکاف نہیں ٹوٹے گا۔۔۔ لیکن خوب منہ صاف کرنے کے بعد مسجد میں داخل ہو، اس لئے کہ بیڑی اور سگریٹ وغیرہ کی بو جب تک کہ باقی ہو مسجد میں داخل ہونا جائز نہیں ہے“۔(۱)

مُعتَکِف ڈاکٹر کا دوائی تجویز کرنا

سوال: اگر ڈاکٹر اعتکاف میں بیٹھے تو کیا وہ مریض کو دوائی لکھ کر دے سکتا ہے؟

جواب: ضرورت کے وقت لکھ کر دے سکتا ہے۔

تفصیل:

مجمع الانھر میں ہے:

(ویجوز له أن یبیع ویبتاع) أی یشتری (فیه) أی فی المسجد (بلا إحضار السلعة) فإنه مکروه؛ لأنه من إمارات السوق وقال یعقوب باشا الظاهر من هذا الإطلاق جواز البیع والشراء مطلقا لکن فی الذخیرة أن المراد به ما لا بد منه من الطعام ونحوه وأما إذا أراد أن یتخذ ذلك متجرا فیکره وقال الزیلعی الصحیح هذا. (۲)

(ترجمہ:)”معتکف کیلئے ضرورت کا سامان بیچنا اور خریدنا جائز ہے، مسجد میں سامان رکھے بغیر۔ سامان کا مسجد میں رکھنا مکروہ ہے۔ اگر سامان رکھا تو مسجد کو بازار بنانے کے مترادف ہوگا۔ یعقوب پاشا نے کہا: ظاہر یہ ہے کہ مطلقاً خرید و فروخت جائز ہے۔ لیکن ذخیرہ میں ہے کہ اس سے مراد کہ جن

(۱) فتاویٰ فیضِ رسول، ج1، ص535، شبیر برادرز لاہور

(۲) مجمع الانھر، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج1، ص257، دار احیاء التراث العربی بیروت

اَشیاء کی اُسے ضرورت ہے، اس کی بیع کر سکتا ہے۔ باقی رہا یہ کہ وہ باقاعدہ تجارت کرے تو مکروہ ہے۔ اور زیلعی نے اس کو صحیح قرار دیا"۔

عورت کا اعتکاف کرنا

سوال: کیا عورت بھی اعتکاف میں بیٹھ سکتی ہے؟

جواب: اپنے شوہر کی اجازت سے بیٹھ سکتی ہے۔ وہ اپنے گھر کی مسجدِ بیت میں اعتکاف کرے گی۔ مسجدِ بیت سے مراد وہ جگہ ہے جو گھر میں نماز کیلئے مقرر کی گئی ہو۔ اگر پہلے سے ایسی کوئی جگہ متعین نہیں تو اعتکاف سے پہلے اسے مقرر کیا جا سکتا ہے۔ مسجدِ بیت سے عورت بلاضرورتِ شرعی اور طبعی نہیں نکل سکتی، اگر نکلے گی تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔

تفصیل:

جس طرح مرد کا اعتکاف میں بیٹھنا فضیلت و اجر اور ثواب کا باعث ہے، اسی طرح عورت کیلئے بھی ہے۔ اور عورت کیلئے اعتکاف کی شرائط، آداب و مستحبات اور ممنوعات وہی ہیں جو اوپر بیان ہو چکے ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

«أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ يَعْتَكِفُ العَشْرَ الأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللهُ، ثُمَّ اعْتَكَفَ أَزْوَاجُهُ مِنْ بَعْدِهِ» .(۱)

(ترجمہ:) "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وفات سے پہلے تک ماہِ رمضان کے آخر میں اعتکاف بیٹھا کرتے تھے۔ پھر آپ کی بیویاں آپ کے جانے کے بعد اعتکاف کیا کرتی تھیں"۔

---

(۱) صحیح البخاری، کتاب الاعتکاف، باب الاعتکاف فی العشر الاواخر، حدیث (2026)، ج3، ص47، دار طوق النجاۃ بیروت

علامہ کمال الدین ابنِ ہمام لکھتے ہیں:

(قوله أما المرأة فتعتكف في مسجد بيتها) أي الأفضل ذلك، ولو اعتكفت في الجامع أو في مسجد حيها وهو أفضل من الجامع في حقها جاز، وهو مكروه ذكر الكراهة قاضي خان. (۲)

(ترجمہ:) "مصنف کا قول (عورت اپنے گھر کی نماز والی جگہ میں اعتکاف کرے) اور یہ اس کیلئے افضل ہے۔ اگر عورت نے جامع مسجد میں اعتکاف کیا یا اپنے علاقے کی مسجد میں اعتکاف کیا تو کراہت کے ساتھ جائز ہے اور اپنے علاقے کی مسجد میں اعتکاف کرنا بہتر ہے۔ اس کراہت کو علامہ قاضی خان نے ذکر کیا"۔

عورت کا مسجد میں اعتکاف کرنا

سوال: کیا عورت مسجد میں اعتکاف کر سکتی ہے؟

جواب: اگر فتنہ کا اندیشہ نہیں اور الگ تھلگ نظام ہے جیسا کہ مسجد نبوی شریف میں ہے۔ تو عورت کو مسجد میں اعتکاف کرنے کی اجازت ہے، وگرنہ مسجد میں اعتکاف کرنا ممنوع ہے۔

تفصیل:

فتنہ اور فساد کی وجہ سے عورت کو مسجد میں نماز باجماعت پڑھنا منع ہے۔ اسی طرح اگر اعتکاف کرنے میں فتنے کا اندیشہ ہے تو مسجد میں اعتکاف کرنا منع ہے۔ ہاں! اگر عورتوں کے اعتکاف کی جگہ بالکل علیحدہ ہے اور فتنے کا اندیشہ نہیں ہے جیسا کہ مسجد نبوی شریف میں عورتوں کے اعتکاف کیلئے علیحدہ جگہ بنی ہوئی ہے اور وہاں مرد حضرات کا داخلہ بھی ممنوع ہے، تو ایسی صورت میں عورت مسجد میں اعتکاف کر سکتی ہے۔

(۱) فتح القدیر، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج2، ص394، دار الفکر بیروت

علامہ طحطاوی لکھتے ہیں:

لو اعتکفت فی المسجد فظاهر ما فی النهاية أنه يكره تنزيها وينبغي على قياس ما صرحوا به من أن المختار منعهن من الخروج فی الصلوات كلها أن لا يتردد فی منعهن من الاعتكاف فی المسجد.(۱)

(ترجمہ:) ''اگر عورت نے مسجد میں اعتکاف کیا تو جو نہایہ میں ہے، اس کا ظاہر یہ ہے کہ یہ مکروہِ تنزیہی ہے۔ فقہاء نے اس بات کی تصریح کی کہ بے شک مختار یہی ہے کہ عورتیں تمام نمازوں کیلئے مسجد میں نہیں جا سکتیں، اس پر قیاس کے مطابق عورتوں کو مسجد میں اعتکاف کرنے کی ممانعت میں تردد نہیں ہونا چاہیے''۔

❖❖❖❖❖❖

(۱) حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ص699، دار الکتب العلمیہ بیروت

زکوٰۃ کے مسائل

کس پر زکوۃ واجب ہے؟ جاننے کا آسان فارمولہ

سوال: زکوۃ کس پر واجب ہے؟ اس کا کوئی آسان طریقہ ہے؟

جواب: ایک مسلمان عاقل اور بالغ پر زکوۃ کے واجب ہونے کی 6 شرائط ہیں۔ ان شرائط کو اپنے اوپر لاگو کرتے جائیں، نتیجہ نکل آئے گا کہ آپ پر زکوۃ واجب ہے یا نہیں؟

وہ 6 شرائط یہ ہیں:

(1) مال نصاب کی مقدار کو پہنچتا ہو۔ (نصاب کی تفصیل اگلے سوال میں دیکھیے)۔

(2) مکمل طور پر اُس مال کا مالک ہو۔

(3) جو قرض دینا ہے اس کو نکال کر نصاب کی مقدار بچ جائے۔

(4) ضروریات زندگی کو نصاب میں شامل نہیں کریں گے۔ (ضروریاتِ زندگی میں جو چیزیں شامل ہیں، ان کی فہرست آگے آرہی ہے)۔

(5) مال بڑھنے والا ہو جیسے سونا، چاندی، پیسہ روپیہ چاہے کسی شکل میں ہو جیسے بینک میں ہے یا بانڈز ہیں، یا کسی کو قرض دیا ہے۔ اسی طرح جس مال کی تجارت کرتے ہیں۔

(6) چاند کے لحاظ سے اُس مال پر سال گزر چکا ہو۔

نصاب کی مقدار کیا ہے؟

سوال: زکوۃ کے نصاب سے کیا مراد ہے؟

جواب: نصاب شریعت کی مقرر کردہ ایک مخصوص مقدار کو کہتے ہیں۔ لہٰذا جس شخص کے

پاس درج ذیل میں سے کوئی ایک مقدار پائی جائے وہ شخص صاحبِ نصاب ہوگا اور زکوۃ کی باقی شرائط کے ساتھ اس پر زکوۃ واجب ہوگی۔

(1) ساڑھے سات تولے سونا (یعنی 87.48 گرام)۔

(2) ساڑھے باون تولے چاندی (یعنی 612.36 گرام)۔

(3) کم از کم ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت جتنا اس کے پاس مالِ تجارت ہو۔

(4) اتنی ہی مالیت کے اس کے پاس ضروریات سے زائد پیسے ہوں۔

(5) اتنی ہی مالیت کا اس کے پاس ضروریاتِ زندگی سے زائد سامان ہو۔ اس صورت میں وہ زکوۃ نہیں لے سکتا۔

نوٹ: ہاں! اگر کسی کے پاس کچھ سونا اور کچھ چاندی، یا پھر تھوڑا سا سونا ہے اور کچھ پیسے ہیں یا مالِ تجارت ہے، لہذا اب دونوں کی مالیت ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کو پہنچ جاتی ہے تو ایسا شخص بھی صاحبِ نصاب ہوگا۔

کس مال پر زکوۃ ہے اور کس پر نہیں؟

سوال: کس قسم کے مال پر زکوۃ ہے؟

جواب: زکوۃ تین قسم کے مال پر ہے۔ (1) سونا، چاندی اور ضرورت سے زائد پیسہ۔ (2) تجارت کا مال۔ (3) وہ جانور جس کا مقصد افزائشِ نسل ہو اور وہ سال کا اکثر حصہ میدان وغیرہ کی مباح گھاس پھوس چرتے ہوں۔

تفصیل:

زکوۃ صرف اور صرف تین قسم کی اشیاء پر ہے:

(1) سونا، چاندی چاہے کسی شکل میں ہوں۔ اور پیسہ، نقد رقم، بینک اکاؤنٹ، ڈیپازٹس، بانڈز، امانت رکھوائی گئی رقم وغیرہ جبکہ حاجتِ اصلیہ سے زائد ہوں۔

(2) مالِ تجارت۔ یعنی وہ مال کہ جس کی تجارت کی جاتی ہو۔ وہ مال جس کی تجارت نہیں

کی جاتی بلکہ وہ کاروبار کیلئے استعمال ہورہا ہو جیسے مشینری، ٹرانسپورٹ وغیرہ تو ان پر زکوۃ فرض نہیں۔ تجارت کی غرض سے خریدا گیا پلاٹ، فلیٹ، دکان، ہیرے جواہرات، اسی طرح حصص وشیئرز وغیرہ پر بھی زکوۃ فرض ہے۔

(3) چرائی پر چھوٹے جانور۔

امام اہل سنت امام احمد رضا خان لکھتے ہیں:

''زکوۃ صرف تین ۳ چیزوں پر ہے: سونا، چاندی کیسے ہی ہوں، پہننے کے ہوں یا برتنے کے، سکّہ ہو یا ورق۔ دوسرے چرائی پر چھوٹے جانور۔ تیسرے تجارت کا مال۔ باقی کسی چیز پر نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم''۔ (۱)

حاجتِ اصلیہ میں کون سی اشیاء داخل ہیں؟

سوال: حاجتِ اصلیہ سے کیا مراد ہے اور اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: مفتی رفیق الحسنی زید مجدہ لکھتے ہیں: ''موجودہ دور میں صوفہ، فرنیچر، اے سی، الیکٹرانک پنکھے، جنریٹر، واشنگ مشین، اوون، جوسر بلنڈر، فرج، ڈیپ فریزر، استری وغیرہا یہ سب اثاث منزل میں داخل ہیں۔ اور تعلیم و تعلم کیلئے آلات قلم، کیلکولیٹر، کمپیوٹر، لیپ ٹاپ، آئی پیڈ، وغیرہا سب آلات حرفت میں داخل ہیں۔ آئی فون، موبائل، ٹی وی وغیرہا حاجاتِ اصلیہ میں داخل ہیں۔۔۔۔۔۔ سواری کیلئے حسبِ ضرورت اسکوٹر سے لیکر بلٹ پروف گاڑیوں تک حتیٰ کہ سرمایہ دار کے ذاتی استعمال کے ہوائی جہاز وغیرہا حاجتِ اصلیہ میں داخل ہیں۔۔۔۔۔۔ اوقات کے جاننے کیلئے گھڑی، بلڈ پریشر اور شوگر اور دیگر امراض کے ٹیسٹوں کیلئے مشینیں حرفت میں داخل ہیں''۔ (۲)

---

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج10، ص161، رضا فاؤنڈیشن لاہور

(۲) رفیق البرکات لاھل الزکوۃ، ص227، جامعہ اسلامیہ مدینۃ العلوم کراچی

مگر ان اشیاء میں سے اگر کوئی چیز اضافی ہے یا ڈبل ہے اور استعمال نہیں ہوتی تو وہ حاجتِ اصلیہ سے زائد ہیں۔ حاجتِ اصلیہ میں سے کسی بھی چیز پر زکوۃ نہیں۔

زکوۃ ادا کرنے کا آسان طریقہ

سوال: زکوۃ ادا کرنے کا آسان طریقہ کیا ہے؟

جواب: جو کوئی شخص زکوۃ ادا کرنا چاہتا ہے، سب سے پہلے وہ درج ذیل 4 چیزوں کو دیکھے کہ وہ ان پر پورا اترتا ہے یا نہیں؟ اگر اترتا ہے تو زکوۃ ہوگی ورنہ نہیں۔

(1) اگر اس کا کاروبار ہے تو کاروبار کی مالیت ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کو پہنچ جاتی ہے۔ اور اس میں کاروبار کی صرف ان چیزوں کو دیکھا جائے کہ جن کو خریدا اور بیچا جاتا ہے۔ مثلاً پرچون کی دکان یا آئل کی دکان میں اتنا مال ہے کہ وہ چاندی کے نصاب کی مالیت کو پہنچ جاتا ہے تو ایسا شخص صاحبِ نصاب ہوا۔ مثلاً فرض کریں چاندی کے نصاب کی مالیت 36 ہزار روپے ہے تو مالِ تجارت کا کم سے کم اتنی مالیت کو پہنچنا ضروری ہے۔

(2) وافر مقدار میں پیسہ ہے جو چاندی کے نصاب کو پہنچ جاتا ہے یا صرف سونا ساڑھے سات تولہ ہے یا چاندی ساڑھے باون تولے ہے۔ تو بھی وہ صاحبِ نصاب ہے۔ اب اگلی شرائط دیکھیں۔

(3) سال گزر چکا ہے۔

(4) اگر قرض دینا ہے تو قرض کو نصاب سے الگ (منہا) کرلیں گے، پھر وہ مال نصاب کو پہنچ جاتا ہے۔

(5) اگر قرض لینا ہے تو اسے نصاب میں شامل کرلے۔

اگر یہ تمام شرائط پائی جائیں تو وہ شخص اپنے مال کی یا اپنے کاروباری مال کی مالیت کا اڑھائی فیصد زکوۃ کی مد میں مستحق کو ادا کریگا۔

اندازے سے زکوۃ ادا کرنا

سوال: بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ مالِ تجارت کی مالیت کو شمار کرنا مشکل ہوتا ہے تو کیا اندازے سے اس کی مالیت لگا کر اس کا اڑھائی فیصد ادا کر سکتے ہیں؟

جواب: احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ اندازے سے کام نہ چلائیں بلکہ صحیح مقدار معلوم کریں۔ اگر صحیح مقدار جاننا مشکل ہے تو پھر زیادہ سے زیادہ مالیت کا اندازہ لگائیں، تاکہ زکوۃ ادا کرنے میں کمی نہ رہ جائے۔

شرعی فقیر مستحقِ زکوۃ کی پہچان کا آسان فارمولا

سوال: ہمیں کیسے پتہ چلے گا کہ کون شخص زکوۃ کا مستحق ہے اور کون مستحق نہیں؟

جواب: سید اور ہاشمی مستحق زکوۃ نہیں ہے۔ اس کے علاوہ جس شخص میں درج ذیل شرائط پائی جائیں، وہ زکوۃ کا مستحق ہے۔

(1) ساڑھے سات تولہ سونا اس کی ملکیت میں نہ ہو۔

(2) ساڑھے باون تولہ چاندی اس کی ملکیت میں نہ ہو۔

(3) ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت جتنا سونا یا مالِ تجارت نہ ہو۔ مثلاً چاندی کی مالیت اگر 36 ہزار روپے ہے تو اس کے پاس اتنا سونا یا مالِ تجارت نہ ہو کہ اس کی قیمت 36 ہزار روپے کو پہنچ جائے۔

(4) ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کی مقدار مثلاً 36 ہزار روپے اس کے پاس ضرورت سے زائد نہ ہوں۔ یہ روپے چاہے بینک میں ہوں یا بانڈز میں۔

(5) اتنی ہی مالیت کا اس کے پاس ضروریاتِ زندگی سے زائد سامان نہ ہو۔

(6) کچھ سونا اور چاندی، یا کچھ سونا اور وافر پیسے، یا کچھ چاندی اور وافر پیسے، کہ ان کی مالیت چاندی کے نصاب کی مالیت جتنی بھی اس کے پاس نہ ہو۔

تاجر اپنے کاروبار کی زکوۃ کیسے ادا کرے؟

سوال: میں نے مثلاً 1 کروڑ روپے سے کاروبار شروع کیا اور ایک سال بعد مجھے اس سے 5 لاکھ روپے نفع ہوا۔ اب 1 کروڑ پر زکوۃ ہوگی؟ یا 5 لاکھ پر ہوگی؟ یا کس چیز پر زکوۃ ہوگی؟

جواب: (1) 1 کروڑ روپے کو اگر ڈائریکٹ کاروبار میں لگا دیا مثلاً سارے پیسوں سے کپڑا خرید کر دکان میں ڈال دیا۔ اب سال کے بعد آپ کی دکان میں جتنا کپڑا رکھا ہے، صرف اور صرف اس کپڑے کی مالیت پر زکوۃ ہوگی اور زکوۃ ادا کرنے کے دن کی مالیت دیکھی جائے گی۔ مثلاً ٹوٹل کپڑے کی قیمت 2 کروڑ ہے تو اس پر زکوۃ ہوگی اور اڑھائی فیصد ادا کرنا ہوگا۔

(2) 1 کروڑ میں سے کچھ سے کپڑا خریدا اور کچھ سے فرنیچر، کاؤنٹر اور دیگر سامان خریدے۔ تو اب اس سامان پر کہ جو کپڑے یا دکان کیلئے لیا گیا ہے اس پر زکوۃ نہیں ہوگی، بلکہ صرف کپڑے پر زکوۃ ہوگی۔

(3) باقی رہا 5 لاکھ نفع تو اس پر الگ سے زکوۃ ہوگی اِن شرائط کے ساتھ کہ یہ پیسہ آپ کی حاجت سے زائد رکھا ہے۔

درہم و دینار کا حساب گراموں میں

سوال: چاندی اور سونے کا نصاب جو کہ تولہ میں بیان کیا جاتا ہے، آج گراموں میں اس کا کتنا وزن بنتا ہے؟

جواب: (1) زکوۃ کیلئے چاندی کا نصاب ساڑھے باون تولے، گراموں میں 612.36 گرام ہے۔

(2) زکوۃ کیلئے سونے کا نصاب ساڑھے سات تولے، گراموں میں 87.48 گرام ہیں۔

(3) کم از کم حق مہر شرعی کی مقدار دس درھم، گراموں میں 30.618 گرام ہے۔

تفصیل:

اس کی تفصیل کا خلاصہ تاج الفقہاء مفتی وسیم اختر المدنی کے فتاویٰ بنام ''وسیم الفتاویٰ'' سے بعینہ نقل کیا جاتا ہے۔

زکوٰۃ کے لیے سونے کا نصاب 20 مثقال اور چاندی کا نصاب 200 درہم ہے۔

ایک دینار یا مثقال 4.374 گرام کا جبکہ ایک درہم 3.0618 گرام کا ہے، اس حساب سے 20 مثقال سونے میں 87.48 گرام ہوئے اور 200 درہم چاندی میں 612.36 گرام ہوئے۔ چونکہ ایک تولہ 11.664 گرام کا ہوتا ہے۔ لہٰذا 87.48 گرام سونے میں 7.5 تولہ جبکہ 612.36 گرام چاندی میں 52.5 تولے بنے۔

ان دونوں کے باہمی فرق کی بناء پر یہ نتیجہ سامنے آتا ہے کہ اگر ایک طرف چاندی کے دس درہم ہوں اور دوسری طرف سونے کے سات مثقال ہوں تو انکا وزن برابر ہوگا۔

چاندی کے 10 درہم اور سونے کے 7 مثقال کا وزن:

چاندی کے 10 درہم کا وزن = 30.618=3.0618x10 گرام

سونے کے 7 مثقال کا وزن = 30.618=4.374x7 گرام

چاندی کے نصاب کی تفصیل:

چاندی کا نصاب = 200 درہم

ایک درہم کا وزن = 3.0618 گرام

200 درہم میں کل گرام = 3.0618x200= 612.36 گرام

ایک تولہ میں کل وزن = 11.664 گرام

612.36 گرام چاندی میں کل تولے = 612.36÷11.664=52.5 تولہ

سونے کے نصاب کی تفصیل:

سونے کا نصاب=20 مثقال

ایک مثقال یا دینار میں کل گرام =4.374 گرام

بیس مثقال میں کل گرام =87.48=20x4.374 گرام

سونے کا ایک تولہ =11.664 گرام

87.48 گرام سونے میں کل تولے=

87.48÷11.664= 7.5 تولے

سونا چاندی کے اوزان میں زکوٰۃ کا حساب:

7.5 تولہ یا 87.48 گرام سونے کی زکوٰۃ =

87.48÷40=2.187 گرام یا 0.1875 تولہ سونا یا اسکی قیمت۔

52.5 تولہ یا 612.36 گرام چاندی کی زکوٰۃ=

612.36÷40=15.309 گرام یا 1.3125 تولہ چاندی یا اسکی قیمت۔ (1)

ساداتِ کرام کو زکوٰۃ و صدقۂ فطر دینے کی گنجائش ہے؟

سوال: ساداتِ کرام کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا جائز ہے؟

جواب: جمہور فقہاء کرام کے نزدیک دینا جائز نہیں ہے۔ البتہ حیلۂ شرعی کے ذریعے ان کی خدمت کی جائے۔

تفصیل:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان لکھتے ہیں:

"اللہ اکبر، اللہ اکبر! قیامت کا دن، وُہ قیامت کا دن، وہ سخت ضرورت سخت حاجت کا دن، اور ہم جیسے محتاج، اور صلہ عطا فرمانے کو محمد صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم

(1) مزید تفصیل کیلیے وسیم الفتاویٰ ملاحظہ ہو، جو کہ عنقریب زیورِ طبع سے آراستہ ہو کر آ رہا ہے

سا صاحب التاج، خدا جانے کیا کچھ دیں اور کیسا کچھ نہال فرمادیں، ایک نگاہِ لُطف اُن کی جملہ مہمات دو جہاں کو بس ہے، بلکہ خود یہی صلہ کروڑوں صلے سے اعلیٰ وانفس ہے، جس کی طرف کلمہ کریمہ اذالقینی (جب روز قیامت مجھ سے ملے گا۔ت) اشارہ فرماتا ہے، بلفظِ اذاتعبیر فرمانا بحمد اللہ بروزِ قیامت وعدہ وصال و دیدارِ محبوبِ ذی الجلال کا مژدہ سُناتا ہے۔ مسلمانو! اور کیا درکار ہے دوڑو اور اس دولت وسعادت کو لوو باللہ التوفیق اور متوسط حال والے اگر مصارف مستحبہ کی وسعت نہیں دیکھتے تو بحمد اللہ وہ تدبیر ممکن ہے کہ زکوٰۃ کی زکوٰۃ ادا ہو اور خدمتِ سادات بھی بجا ہو یعنی کسی مسلمان مصرفِ زکوٰۃ معتمد علیہ کو کہ اس کی بات سے نہ پھرے، مالِ زکوٰۃ سے کچھ روپے بہ نیتِ زکوٰۃ دے کر مالک کردے، پھر اس سے کہے تم اپنے طرف سے فلاں سیّد کی نذر کردو، اس میں دونوں مقصود حاصل ہو جائیں گے کہ زکوٰۃ تو اس فقیر کو گئی اور یہ جو سیّد نے پایا نذرانہ تھا، اس کا فرض ادا ہو گیا اور خدمتِ سیّد کا کامل ثواب اسے اور فقیر دونوں کو ملا"۔(۱)

مگر بعض علماء کے نزدیک ساداتِ کرام کو زکوۃ دی جاسکتی ہے۔

علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

وروی أبو عصمة عن الإمام أنه یجوز الدفع إلی بنی هاشم فی زمانه؛ لأن عوضها وهو خمس الخمس لم یصل إلیهم. (۲)

(ترجمہ:) "ابوعِصمہ امام اعظم ابوحنیفہ سے روایت کرتے ہیں کہ امام صاحب نے اپنے زمانے میں بنوہاشم کو زکوۃ دینا جائز قرار دیا تھا کیونکہ ان

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج10، ص105، 106، رضا فاؤنڈیشن لاہور

(۲) ردالمحتار، کتاب الزکوٰۃ، باب مصرف الزکوٰۃ، ج2، ص350، دارالفکر بیروت

کا عوض خمس کا خمس بھی ان کو نہیں پہنچتا تھا“۔

علامہ شرنبلالی اور طحطاوی لکھتے ہیں:

واختار الطحاوی جواز دفعها لبنی هاشم. (۱)

(ترجمہ:) ”امام طحاوی کا مختار یہ ہے کہ زکوۃ بنی ہاشم کو دینا جائز ہے“۔

علامہ علاء الدین حصکفی لکھتے ہیں:

وقول العینی والهاشمی یجوز له دفع زکاته لمثله. (۲)

(ترجمہ:) ”امام عینی اور ہاشمی کا قول یہ ہے کہ سادات کا اپنے سادات کو زکوۃ دینا جائز ہے“۔

صاحبِ النہر الفائق لکھتے ہیں:

وجوز الثانی دفع بعضهم لبعض وهو روایة عن الإمام. (۳)

(ترجمہ:) ”امام ابو یوسف کے نزدیک ساداتِ کرام ایک دوسرے کو زکوۃ دے سکتے ہیں اور یہی امام اعظم سے ایک روایت میں مروی ہے“۔

مگر ظاہر الروایہ، مفتی بہ اور جمہور کا قول یہی ہے کہ سادات کرام کو صدقاتِ واجبہ نہیں دے سکتے اور ایک سید دوسرے مستحق سید کو بھی زکوۃ نہیں دے سکتا۔

امام اعظم ابو حنیفہ، امام ابو یوسف، امام طحاوی اور امام عینی و ہاشمی کے اقوال کا خلاصہ یہ ہے کہ سید کو زکوۃ دی جاسکتی ہے اور ایک سید دوسرے سید کو زکوۃ دے سکتا ہے ایسے وقت میں کہ جب وہ مجبور محض ہوں اور ان کی خدمت نہ کی جاتی ہو (جیسا کہ آج بھی بعض ساداتِ کرام کا یہی حال ہے) تو ایسے حالات میں ساداتِ کرام کو صدقۂ واجبہ

(۱) مراقی الفلاح مع حاشیۃ الطحطاوی، کتاب الزکوۃ، باب مصرف الزکوۃ، ص720، دار الکتب العلمیۃ

(۲) الدر المختار، کتاب الزکوۃ، باب مصرف الزکوۃ، ج2، ص350، دار الفکر بیروت

(۳) النہر الفائق، کتاب الزکوۃ، باب مصرف الزکوۃ، ج1، ص466، دار الکتب العلمیۃ

دینے کی گنجائش فقہ حنفی میں موجود ہے۔

ورنہ حیلۂ شرعی کے ذریعے ان کی لازمی خدمت کی جائے۔

ایسا شخص جس پر زکوۃ واجب نہیں مگر زکوۃ لے بھی نہیں سکتا؟

سوال: ایسا شخص کہ جس کے پاس مالِ زکوۃ میں سے کوئی مال نہیں ہے مگر اُس کے پاس حاجتِ اصلیہ سے زائد اتنا مال ہے کہ جو نصاب کو پہنچ جاتا ہے تو کیا وہ زکوۃ لے سکتا ہے؟

جواب: نہیں لے سکتا۔

تفصیل:

غنی کی دو قسمیں ہیں: ایک وہ کہ جس پر زکوۃ ادا کرنا واجب ہے اور دوسرا وہ کہ اس پر زکوۃ واجب تو نہیں ہے مگر وہ زکوۃ لے بھی نہیں سکتا۔ مثلاً جس شخص کے پاس حاجتِ اصلیہ سے زائد اتنا مال موجود ہے کہ جس کی قیمت چاندی کے نصاب ساڑھے باون تولہ (612.36 گرام) چاندی کی مالیت کو پہنچ جاتی ہے تو ایسا شخص بھی غنی ہے اور زکوۃ نہیں لے سکتا۔ زکوۃ اس پر اس لئے واجب نہیں کہ زکوۃ صرف تین قسم کے اموال پر ہوتی ہے جس کا ذکر اوپر کر چکے ہیں۔

نفع کی نیت سے خریدے گئے پلاٹ کی زکوۃ

سوال: بعض لوگ گھر اس نیت سے خریدتے ہیں کہ جب نفع ملے گا یا جب بیٹی بیٹے کی شادی کروں گا تو بیچ دوں گا تو کیا اس پر زکوۃ ہوگی؟

جواب: اس پر زکوۃ نہیں ہوگی۔

تفصیل:

(1) کاروبار اور تجارت کی نیت سے خریدے گئے پلاٹ پر زکوۃ ہوتی ہے اور اس کیلئے

ضروری ہے کہ وہ خریدنے سے پہلے آگے بیچنے اور تجارت کی نیت کرے۔

(2) اگر خریدنے کے بعد آگے بیچنے کی نیت کی تو بھی وہ پلاٹ تجارت کا نہیں کہلائے گا۔

(3) اگر نفع کی بنیاد پر بیچنے کی نیت ہے تو درحقیقت یہ اپنے پاس رکھنے ہی کی نیت ہے تو ایسے پلاٹ پر بھی زکوۃ نہیں ہے۔

علامہ علاء الدین حصکفی لکھتے ہیں:

ولو نوى التجارة بعد العقد أو اشترى شيئا للقنية ناويا أنه إن وجد ربحا باعه لا زكاة عليه. (۱)

(ترجمہ:) ''اگر تجارت کی نیت عقد کے بعد کی یا اپنے پاس رکھنے کیلئے خریدا نیت یہ کی کہ اگر نفع ملے گا تو بیچ دے گا، اس میں زکوۃ نہیں ہے''۔

کرائے پر دی ہوئی اشیاء اور مکان کی زکوۃ کا حکم

سوال: کیا کرائے کے مکان پر زکوۃ ہے؟ اسی طرح کرائے پر دی ہوئی اشیاء پر زکوۃ ہے؟

جواب: زکوۃ واجب نہیں ہے۔

تفصیل:

زکوٰۃ صرف اور صرف تجارت کیلئے خریدے گئے مکان اور اشیاء پر ہے۔ کرائے والی اشیاء پر نہیں۔

علامہ قاضی خان اوزجندی لکھتے ہیں:

لا تجب في بيوت الغلة. (۲)

(ترجمہ:) ''کرائے کے مکانوں میں زکوۃ واجب نہیں ہے''۔

(۱) الدر المختار، کتاب الزکوۃ، ج 2، ص 274، دار الفکر بیروت

(۲) فتاویٰ قاضی خان، کتاب الزکوۃ، ج 1، ص 221، قدیمی کتب خانہ کراچی

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

''مکانات پر زکوٰۃ نہیں اگرچہ پچاس کروڑ کے ہوں، کرایہ سے جو سال تمام پر پس انداز ہوگا اس پر زکوٰۃ آئے گی، اگر خود یا اور مال سے مل کر قدر نصاب ہو''۔(۱)

ہاں! اگر کرائے کی آمدنی اتنی ہے کہ پیسے ضرورت سے زائد ہیں، زکوٰۃ کے نصاب کو پہنچ جاتے ہیں تو ان پر سال گزرنے کے بعد زکوٰۃ ہوگی۔

سیکورٹی رقم پر زکوٰۃ کا حکم

سوال: مکانات، کاروبار کے سلسلے میں جو ایڈوانس رقم دی جاتی ہے جس کو سیکورٹی رقم بھی کہتے ہیں، کیا یہ رقم دینے والے پر زکوٰۃ ہے؟

جواب: (1) بعض معاملات میں سیکورٹی رقم واپس نہیں ملتی جیسے گیس، بجلی کے کنکشن کے سلسلے میں۔ اس صورت میں اس پر زکوٰۃ نہیں ہوگی۔

(2) دوسرے بعض معاملات میں یہ رقم واپس ملتی ہے۔ اس صورت میں زکوٰۃ ہوگی۔

تفصیل:

من وجہٍ اس رقم کی حیثیت رہن (گروی) کی ہے اور من وجہٍ اس کی حیثیت قرض کی ہے۔

رہن کی اس اعتبار سے کہ اگر کرایہ لیٹ کر دیا یا مکان وغیرہ میں کوئی خرابی آ گئی تو اس کا تاوان اسی رقم سے کاٹا جائے گا۔ اور قرض اس اعتبار سے کہ جس کو رقم دی ہے اس کو استعمال کرنے کی اجازت دی ہے صراحتاً یا اَلْمَعْرُوْفُ کَالْمَشْرُوْطِ کے تحت۔

جی پی فنڈ (General Provident Fund) / پراویڈینٹ فنڈ پر زکوٰۃ

سوال: سرکاری اور بعض پرائیویٹ اداروں کی طرف سے تنخواہ میں سے کچھ حصہ کاٹا

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج10، ص161، رضا فاؤنڈیشن لاہور

جاتا ہے جس کو کاروبار میں لگایا جاتا ہے یا سود کیلئے دے دیا جاتا ہے اور ملازمت کے اختتام پر اصل رقم اور نفع ملا کر دیا جاتا ہے۔ کیا اس پر گزشتہ سالوں کی زکوۃ ہوگی؟

(جواب): اس کی دو صورتیں ہیں:

(1) ملازم کی اجازت سے رقم کاٹی جاتی ہے اور بعد میں نفع کے ساتھ دی جاتی ہے۔ اس صورت میں اگر اصل رقم نصاب کو پہنچ جاتی ہے یا دوسرے مالِ زکوۃ کے ساتھ مل کر نصاب کو پہنچ جاتی ہے تو اس پر زکوۃ واجب ہے۔ اور ہر سال واجب ہوتی رہے گی۔

(2) جبراً رقم کاٹی جاتی ہے اس میں ملازم کا کوئی اختیار نہیں ہوتا حتیٰ کہ مقروض ہو جانے کی صورت میں بھی وہ رقم نہیں ملتی۔ اس صورت میں اس رقم پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔

تفصیل:

پہلی صورت میں زکوۃ کے واجب ہونے میں ہمارے فقہاء کے درمیان اختلاف نہیں ہے، کیونکہ یہ وکالت کی صورت ہے اور اس پر زکوۃ واجب ہے۔

جبکہ دوسری صورت میں شدید اختلاف پایا جاتا ہے۔ ہماری نظر میں دونوں فتاویٰ گزرے مگر تنقیح طلب امور کی نشاندہی کسی نے نہیں کی۔

جی پی فنڈ کے مسئلے کی تنقیح

تنقیح طلب اُمور:

(1) منفعت مال ہے؟

(2) آزاد آدمی کی منفعت مال ہے؟

(3) منفعت کو مال تسلیم کرنے کی صورت میں کیا یہ مالِ زکوۃ میں سے ہے؟

(4) کیا ہر دَین اور قرض پر زکوۃ واجب ہے؟
(5) اجرت جب تک مؤجر کے پاس ہے، کیا دینِ قوی ہے، ضعیف ہے یا متوسط؟
(6) اجرت پر اجیر (مزدور/ ملازم) کا استحقاقِ محض ہے یا مکمل طور پر ملکیت حاصل ہے؟

ان سوالوں کے جواب کا ثمرہ اس صورت میں ظاہر ہوگا کہ جب منفعت مال نہیں تو اس کا عوض اجرت بھی مال نہیں، بلکہ عوض محض ہے، تو اجرت دَینِ قوی اور متوسط نہیں بلکہ ضعیف ہے۔ اور دینِ ضعیف پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔

ان چھ سوالوں کے جوابات درج ذیل ہیں:

کیا منفعت مال ہے؟

منفعت فی نفسہ مال قطعاً نہیں ہے۔ بلکہ منفعت بعض صورتوں میں مال لغیرہ ہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے کہ جس چیز سے منفعت لی جارہی ہے وہ چیز (1) مالِ تجارت ہے جیسے تجارت کے غلام اور مکان کی منفعت۔[1] (2) مال ہے مگر مالِ تجارت نہیں ہے جیسے گھریلو چیز کی منفعت۔ (3) مال ہی نہیں ہے جیسے ملکِ بضعہ کی منفعت۔ اول صورت میں منفعت کے مال ہونے میں دو روایتیں ہیں، ظاہر الروایہ کے مطابق یہ مال ہے۔

---

(۱) اس مسئلے میں بھی اختلاف ہے کہ مالِ تجارت کو اجارے کیلئے دینے سے مالِ تجارت سے نکل جائے گا یا رہے گا؟ فتاوٰی تاتارخانیہ میں ہے: وفی الکبری إذا اشتری داراً أو عبداً للتجارة فآجره خرج من أن يكون للتجارة لأنه لما آجره فقد قصد الغلة فخرج عن حكم التجارة، وفی المنتقى إن نية التجارة بالعبد المتزوج عليه باطلة وهذا يجب أن يكون قول محمد، وفی الخانية ويكون للتجارة فی قول أبی يوسف (فتاوٰی تاتارخانیہ، کتاب الزکوۃ، زکاۃ عروض التجارۃ، ج3، ص 167، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

شمس الائمہ سرخسی لکھتے ہیں:

وفی الأجرة ثلاث روایات عن أبی حنیفة ـ رحمه الله تعالی ـ فی روایة جعلها کالمهر؛ لأنها لیست ببدل عن المال حقیقة؛ لأنها بدل عن المنفعة، وفی روایة جعلها کبدل ثیاب البذلة؛ لأن المنافع مال من وجه لکنه لیس بمحل لوجوب الزکاة فیه والأصح أن أجرة دار التجارة أو عبد التجارة بمنزلة ثمن متاع التجارة کلما قبض منها أربعین تلزمه الزکاة اعتبار البدل المنفعة ببدل العین. (۱)

(ترجمہ:) ”اجرت میں زکوۃ کے متعلق امام اعظم ابوحنیفہ سے تین روایتیں ہیں: ایک روایت میں اجرت کو مہر کی مثل قرار دیا کیونکہ اجرت کسی حقیقی مال کا بدل نہیں ہے کیونکہ اجرت منفعت کا بدل ہے۔ دوسری روایت میں اجرت کو استعمال کے کپڑوں کی مثل قرار دیا کیونکہ منافع من وجہ مال تو ہیں مگر مالِ زکوۃ میں سے نہیں ہیں۔ اصح روایت کے مطابق تجارت کے مکان اور غلام کی اجرت تجارت کے سامان کے ثمن کی مثل ہے۔ لہذا جب چالیس درہم پر قبضہ ہوجائے تو منفعت کے بدل کو عین کے بدل کا اعتبار کرتے ہوئے اس پر زکوۃ لازم ہے“۔

علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

أجرة دار أو عبد للتجارة قال إن فیها روایتین فی روایة لا زکاة فیها حتی تقبض ویحول الحول؛ لأن المنفعة لیست بمال حقیقة فصار کالمهر وفی ظاهر الروایة تجب الزکاة ویجب الأداء إذا قبض نصابا؛ لأن المنافع مال حقیقة. (۲)

(۱) المبسوط، کتاب الزکوۃ، باب زکاۃ المال، ج 2، ص 196، دار المعرفہ بیروت

(۲) رد المحتار، باب زکوۃ المال، ج 2، ص 307، دار الفکر بیروت

(ترجمہ:) ''تجارت کے گھر اور غلام کے بارے میں فرمایا کہ اس میں دو روایتیں ہیں: ایک روایت میں اس میں زکوۃ نہیں ہے، حتیٰ کہ مالِ نصاب پر قبضہ کرلے اور سال بھی گزر جائے کیونکہ منفعت مہر کی طرح حقیقی طور پر مال نہیں ہے۔ اور ظاہر الروایۃ میں ہے کہ اس میں زکوۃ واجب ہے اور وجوبِ ادا اس وقت ہے کہ جب نصاب پر قبضہ کرلے کیونکہ منافع حقیقی طور پر مال ہیں''۔

ظاہر الروایہ کے مطابق مالِ تجارت کی منفعت مال تو ہے مگر مالِ زکوۃ میں سے نہیں ہے۔

علامہ شامی منحۃ الخالق میں اسی مذکورہ عبارت کو محیط سے نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

قلت وهذا صريح في أنه على الرواية الأولى من الدَّين الضعيف وعلى ظاهر الرواية من المتوسط لا من القوي؛ لأن المنافع ليست مال زكاة، وإن كانت مالا حقيقة تأمل. (۱)

(ترجمہ:) ''میں نے کہا: یہ اس بات کی صراحت ہے کہ پہلی روایت کے مطابق اجرت دَین ضعیف میں سے ہے اور ظاہر الروایہ کے مطابق اجرت دین متوسط میں سے ہے نہ کہ قوی میں سے کیونکہ منافع مالِ زکوۃ نہیں ہیں اگرچہ حقیقتاً مال ہیں۔ اس میں غور وفکر کر''۔

کیا آزاد آدمی کی منفعت مال ہے؟

(2): جواب نمبر ایک میں ہم نے جو تفصیل ذکر کی وہ تجارت کے مکان اور تجارت کے غلام کی منفعت سے متعلق تھی۔ باقی رہا آزاد آدمی کی منفعت تو وہ احناف کے

(۱) منحۃ الخالق حاشیہ علی البحر الرائق، شروط وجوب الزکوۃ، ج2، ص224، دار الکتاب الاسلامی بیروت

نزدیک مال ہی نہیں ہے۔

شمس الائمہ سرخسی لکھتے ہیں:

فأما الإتلاف فیقول عندنا المنافع لا تضمن بالإتلاف بغیر عقد ولا شبهة عقد، وعند الشافعی۔ رضی الله تعالی عنه۔ تضمن، ومنفعة الحر فی ذلك سواء حتی لو استسخر حرا واستعمله عنده یضمن أجر مثله، وعندنا یأثم، ویؤدب علی ما صنع، ولکنه لا یضمن شیئا. (۱)

(ترجمہ:) "باقی رہا ضائع کرنا تو فرماتے ہیں: ہمارے نزدیک بغیر عقد کے منافع ضائع کرنے پر ضمان نہیں ہوگا اور نہ ہی شبہ عقد میں منافع ضائع کرنے سے ضمان ہوگا۔ امام شافعی کے نزدیک ضمان لازم ہے۔ اور آزاد آدمی کی منفعت اس مسئلہ میں برابر ہے حتیٰ کہ اگر آزاد آدمی سے مذاق میں عقد کیا اور اس سے کام لیا تو امام شافعی کے نزدیک اجرت مثل کا ضامن ہوگا ہمارے نزدیک گناہ گار اور اس کے اس فعل پر تادیبی کاروائی کی جائے گی لیکن ضمان نہیں ہوگا"۔

اسی طرح جواب نمبر ایک کے مطابق آزاد آدمی کی منفعت نہ مال سے ہے اور نہ مالِ تجارت سے ہے۔ لہذا ظاہر الروایہ کے مطابق آزاد آدمی کی منفعت مال نہیں ہے۔

اگر منفعت کو مال تسلیم کریں تو کیا یہ مالِ زکوۃ میں سے ہے؟

بالفرض اگر منفعت کو مال تسلیم کر لیا جائے تو منفعت مال زکوۃ میں سے ہرگز نہیں ہو سکتی۔ جیسا کہ جواب نمبر ایک کے آخر میں علامہ شامی کی تصریح منحۃ الخالق سے ہم نے ذکر کی۔ دوسری بات یہ ہے کہ مالِ زکوۃ صرف اور صرف تین چیزیں ہیں: سونا، چاندی وغیرہ۔ مالِ تجارت۔ چرائی پر چھوٹے جانور۔ جن کی تفصیل گزر چکی ہے۔

(۱) المبسوط، کتاب الغصب، ج11، ص78، دار المعرفہ بیروت

اس پر یہ اعتراض ہوسکتا ہے کہ دَینِ قوی بھی فی نفسہ مالِ تجارت میں سے نہیں ہے تو اس کا جواب ابھی عنقریب آرہا ہے۔

کیا ہر دَین اور قرض پر زکوۃ واجب ہے؟

(4): قرض اور دَین کی تعریف کے بعد زکوۃ کے حوالے سے ان کے احکام کی تفصیل لکھی جائے گی۔

دَین اور قرض کی تعریف:

قرض خاص ہے اور دین عام ہے۔ قرض اور دَین میں عموم وخصوص مطلق کی نسبت ہے، یعنی ہر قرض دَین ہے مگر ہر دَین قرض نہیں ہے۔

دَین کی تعریف الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ میں احناف کے حوالے سے یوں کی گئی ہے:

مایثبت فی الذمة من مال فی معاوضة، أو إتلاف، أو قرض. (۱)

(ترجمہ:) ”عوض میں یا ضائع کرنے یا قرض کی وجہ سے مال میں سے جو ذمہ میں ثابت ہو، اسے دین کہتے ہیں“۔

قرض کی تعریف کرتے ہوئے علامہ تمرتاشی الغزی لکھتے ہیں:

ھو عقد مخصوص یرد علی دفع مال مثلی لآخر لیرد مثلہ. (۲)

(ترجمہ:) ”قرض ایسا مخصوص عقد ہے کہ دوسرے کو مالِ مثلی کے دینے پر واقع ہوتا ہے تاکہ وہ اس کی مثال واپس لوٹائے“۔

یعنی دَین جو کسی مال کے معاوضہ میں یا کسی چیز کے ضائع کرنے یا قرض کی وجہ سے ذمہ میں لازم آئے جبکہ قرض کہ جو مالِ مثلی دینے کی وجہ سے لازم آئے۔

(۱) الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ، لفظ (دَین)، ج21، ص103، وزارۃ الاوقاف الکویت

(۲) تنویر الابصار، کتاب البیوع، فصل فی القرض، ج5، ص161، دار الفکر بیروت

دَین اور قرض پر استحساناً زکوۃ واجب ہے:

قیاس کا تقاضہ یہ تھا کہ دین اور قرض پر زکوۃ واجب نہ ہوتی؛ کیونکہ دین اور قرض والا مال نہ قبضے میں ہے اور نہ ہی اس پر اس کی ملکیت میں سال گزرا ہے۔ مگر استحساناً ایسے دین کو مالِ تجارت کے عوض ہونے کی وجہ سے مال ہی کا حکم دے دیا۔ لہذا قرض اور دینِ قوی کو مالِ تجارت اور قبضے کا حکم دے دیا گیا اور سال گزرنے پر زکوۃ واجب کر دی۔

علامہ علاء الدین ابو بکر کاسانی لکھتے ہیں:

كان ينبغي أن لا تجب الزكاة في دين ما لم يقبض ويحول عليه الحول إلا أن ما وجب له بدلا عن مال التجارة أعطي له حكم المال؛ لأن بدل الشيء قائم مقامه كأنه هو فصار كأن المبدل قائم في يده وأنه مال التجارة وقد حال عليه الحول في يده، والثاني إن كان الدين مالا مملوكا أيضا لكنه مال لا يحتمل القبض؛ لأنه ليس بمال حقيقة بل هو مال حكمي في الذمة وما في الذمة لا يمكن قبضه فلم يكن مالا مملوكا رقبة، ويدا فلا تجب الزكاة فيه كمال الضمار فقياس هذا أن لا تجب الزكاة في الديون كلها لنقصان الملك بفوات اليد إلا أن الدين الذي هو بدل مال التجارة التحق بالعين في احتمال القبض لكونه بدل مال التجارة قابل للقبض، والبدل يقام مقام المبدل والمبدل عين قائمة قابلة للقبض فكذا ما يقوم مقامه. (۱)

(ترجمہ:) ''مناسب یہی تھا کہ ایسا دَین جس پر قبضہ نہیں اور سال بھی نہیں گزرا اس پر زکوۃ واجب نہ ہوتی مگر جو دین مالِ تجارت کا بدل ہو، اس دین کو مال ہی کا حکم دیا گیا؛ کیونکہ شی کا بدل اسی شی کے قائم مقام ہوتا ہے، گویا

(۱) بدائع الصنائع، کتاب الزکوۃ، فصل الشرائط التی ترجع الی المال، ج 2، ص 10، دار الکتب العلمیہ بیروت

کہ دین مال ہی ہے۔ لہٰذا دین کا بدل مال ہی اس کے قبضے میں ہے اور وہ مالِ تجارت ہے، گویا کہ اس شخص کے قبضے میں اس (دین) پر سال بھی گزر چکا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ دین مال مملوک بھی ہے مگر وہ ایسا مال ہے کہ جو قبضے کا احتمال نہیں رکھتا کیونکہ وہ مال حقیقتاً نہیں ہے بلکہ ذمہ میں حکماً مال ہے اور جو چیز ذمہ میں لازم آئے اس کا قبضہ کرنا ممکن ہی نہیں ہے، تو دین ایسا مال ہے کہ اس میں ملکیت اور قبضہ دونوں نہیں ہیں، لہٰذا مالِ ضمار کی طرح اس میں زکوۃ واجب نہیں ہے۔ یہ قیاس کا تقاضہ ہے کہ ہر قسم کے دیون میں عدمِ قبضہ کی وجہ سے ملکیت ناقص ہے تو زکوۃ بھی واجب نہیں ہے۔ مگر ایسا دین جو مال تجارت کا بدل ہے، وہ قبضے کے احتمال کی وجہ سے عین کے ساتھ لاحق ہوگا؛ کیونکہ دین ایسے مالِ تجارت کا بدل ہے کہ جو قبضہ کے قابل ہے۔ اور بدل (دین) مبدل (مال تجارت) کے قائم ہوتا ہے اور مبدل عین ہے جو قبضہ کے قابل ہے، پس اسی طرح بدل (دین) بھی قبضہ کے قائم مقام ہوگا"۔

دَینِ قوی، متوسط اور ضعیف کی تشریح

دَینِ قوی: مال تجارت کے عوض کسی پر لازم آئے۔ جیسے میں نے مالِ تجارت بیچا تو اس کا جو ثمن ہے مشتری (خریدنے والے) پر جو کہ اس نے کچھ عرصے کے بعد ادا کرنا ہے تو وہ ثمن اس پر دَینِ قوی ہوگا۔

دَینِ متوسط: صرف مال کا عوض کسی پر لازم آئے۔ جیسے میں نے کوئی اپنی ذاتی اور غیر تجارتی چیز مثلاً موبائل بیچا تو مشتری (خریدنے والے) پر اس کا ثمن دینِ متوسط ہوگا کیونکہ میرا موبائل مالِ تجارت نہیں تھا، بلکہ محض مال تھا۔

دَینِ ضعیف: نہ مالِ تجارت کے عوض اور نہ ہی مال کے عوض کسی پر لازم آئے

جیسے شوہر کے ذمہ حق مہر دین ہے تو یہ حق مہر نہ مال کا عوض ہے اور نہ مالِ تجارت کا عوض ہے۔

علامہ کمال الدین ابنِ ہمام لکھتے ہیں:

قسم أبو حنيفة الدين إلى ثلاثة أقسام قوي وهو بدل القرض ومال التجارة، ومتوسط وهو بدل مال ليس للتجارة كثمن ثياب البذلة وعبد الخدمة ودار السكنى، وضعيف وهو بدل ما ليس بمال كالمهر والوصية وبدل الخلع والصلح عن دم العمد والدية وبدل الكتابة والسعاية. (1)

(ترجمہ:) ''امام ابوحنیفہ نے دین کی تین قسمیں کی ہیں: دین قوی: یہ قرض اور مالِ تجارت کا بدل ہے۔ دین متوسط: یہ ایسے مال کا بدل ہے جو مال تجارت کا نہ ہو مثلاً استعمال کے کپڑے، خدمت کا غلام اور رہائش کے گھر۔ دین ضعیف: یہ ایسی چیز کا بدل ہے کہ جو مال نہیں ہوتا مثلاً مہر، وصیت، خلع کا عوض، جان بوجھ کر قتل پر صلح کا مال، دیت اور مکاتب غلام کی کتابت اور اپنی قیمت اتارنے کا عوض ہے''۔

دَین اور قرض پر زکوۃ کے احکام:

ہر قرض پر زکوۃ ہے سوائے چند صورتوں کے (جن سے ہماری بحث کا تعلق نہیں ہے)۔ اسی طرح ہر دَین پر زکوۃ نہیں ہے، بلکہ متفق علیہ قول کے مطابق صرف اور صرف دینِ قوی پر زکوۃ واجب ہے۔

علامہ ابن ہمام لکھتے ہیں:

ففي القوي تجب الزكاة إذا حال الحول ويتراخى الأداء إلى أن يقبض

(1) فتح القدیر، کتاب الزکوۃ، ج2، ص167، دار الفکر بیروت

أربعين درهما ففيها درهم وكذا فيما زاد فبحسابه، وفي المتوسط لا تجب ما لم يقبض نصابا وتعتبر لما مضى من الحول في صحيح الرواية، وفي الضعيف لا تجب ما لم يقبض نصابا ويحول الحول بعد القبض عليه، وثمن السائمة كثمن عبد الخدمة. (۱)

(ترجمہ:) ''دینِ قوی میں اس وقت زکوۃ واجب ہے کہ جب اس پر سال گزر چکا ہو اور وجوبِ ادا اس وقت ہوگا کہ جب چالیس درہم پر قبضہ ہوجائے تو اس میں ایک درہم ہے۔ اسی طرح جتنے پر قبضہ ہوتا جائے اسی کے حساب سے زکوۃ ادا کرنا واجب ہوگی۔ دینِ متوسط میں جب تک نصاب پر قبضہ نہ ہوجائے زکوۃ واجب نہیں ہے اور صحیح روایت کے مطابق محض زکوۃ کے وجوب کے سلسلے میں گزشتہ تمام سال بھی شمار ہوں گے۔ دین ضعیف میں جب تک نصاب پر قبضہ نہ ہوجائے اور قبضہ کے بعد سال نہ گزر جائے، اس پر زکوۃ واجب نہیں ہے''۔

کیا اجرت دَینِ قوی ہے، ضعیف ہے یا متوسط؟

(5): ملازم کی اجرت جو اس کی تنخواہ میں سے کاٹی جاتی ہے وہ کمپنی اور ادارے کے ذمے دین ہے۔ اور دَین کی تینوں اقسام میں سے یہ دَینِ ضعیف ہے، قوی اور متوسط ہرگز نہیں ہے۔ اس کی قدرے تفصیل ہم جواب نمبر ایک میں کر چکے ہیں کہ اجرت منفعت کا عوض ہے اور منفعت مال نہیں ہے بالخصوص آزاد آدمی کے منافع۔ لہٰذا کمپنی اور ادارے کے پاس جو ملازم کے منافع کا جو دَین ہے وہ دَینِ ضعیف ہے۔ اور دَین ضعیف پر زکوۃ نہیں ہے۔

فتاویٰ ولوالجیہ میں ہے:

---

(۱) فتح القدیر، کتاب الزکوۃ، ج2، ص167، دار الفکر بیروت

لہ پھر میں نے ولوالجیہ میں تصریح دیکھی کہ اس میں تین روایتیں ہیں۔

وأما الأجرة ففيها ثلاث روايات رواية بمنزلة دين الوسط، وفي رواية بمنزلة دين الضعيف، وفي رواية حكمها حكم الأصل، فإن كان الأصل للتجارة كانت بمنزلة دين القوي، وإن لم يكن أصلها للتجارة كانت بمنزلة دين الوسط، هذا كله قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى. (۱)

(ترجمہ:) ''دینِ قوی میں اس وقت زکوۃ واجب ہے کہ جب اس پر سال گزر چکا ہو اور وجوبِ ادا اس وقت ہوگا کہ جب چالیس درہم پر قبضہ ہوجائے تو اس میں ایک درہم ہے۔ اسی طرح جتنے پر قبضہ ہوتا جائے اسی کے حساب سے زکوۃ ادا کرنا واجب ہوگی۔ دینِ متوسط میں جب تک نصاب پر قبضہ نہ ہوجائے زکوۃ واجب نہیں ہے اور صحیح روایت کے مطابق محض زکوۃ کے وجوب کے سلسلے میں گزشتہ تمام سال بھی شمار ہوں گے۔ دین ضعیف میں جب تک نصاب پر قبضہ نہ ہوجائے اور قبضہ کے بعد سال نہ گزر جائے، اس پر زکوۃ واجب نہیں ہے''۔

یہ بات ذہن نشین رہے کہ یہاں اجرت سے مراد مطلق اجرت نہیں ہے بلکہ تجارت کے مکان اور غلام کی اجرت ہے؛ کیونکہ اس سے قبل خدمت اور تجارت کا مسئلہ مذکور ہے۔ اور علامہ شامی نے تجارت کے مکان اور غلام کی اجرت پر زکوۃ کے مسئلے کو ذکر کرنے کے بعد منحۃ الخالق میں فرمایا:

ثم رأيت في الولوالجية التصريح بأن فيه ثلاث روايات. لہ

(ترجمہ:) ''اجرت کے بارے میں تین روایتیں ہیں: ایک روایت میں یہ بمنزلِ دین متوسط ہے۔ دوسری روایت میں بمنزل دین ضعیف ہے۔ ایک اور روایت میں اس کا حکم اصل کا حکم ہے کہ اگر اصل مالِ تجارت ہے تو

---

(۱) فتاویٰ الولوالجیہ، کتاب الزکوۃ، الفصل الثانی، ج1، ص186، دار الکتب العلمیہ بیروت

لـه جب معین درھم کے بدلے میں خریدا تو اس کے علاوہ درھم بھی دے سکتا ہے۔

اجرت بمنزل دین قوی ہوگی اور اگر اصل مالِ تجارت نہیں ہے تو اجرت بمنزل دین متوسط کے ہے۔ یہ تمام امام اعظم ابوحنیفہ کے مطابق ہے"۔(۱)

اجرت پر ملازم کے استحقاق اور ملکیت کی تشریح

سوال نمبر چھ یہ تھا کہ اجرت پر اجیر (مزدور/ ملازم) کا استحقاق استحقاقِ محض ہے یا مکمل طور پر ملکیت حاصل ہے؟

(6): اپنا کام مکمل کرنے کے بعد ملازم اجرت کا مستحق ہوجاتا ہے اور مالک ہوجاتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ یہ مطلق اجرت کا مستحق اور مالک ہے یا خاص پیسوں کا مالک ہوگیا ہے کہ اگر ادارہ اور کمپنی ان پیسوں کو کہیں بھی خرچ کرے گی تو اسی کی طرف سے خرچ کرنا قرار پائے گا؟ یہ دوسری صورت ہرگز نہیں ہوسکتی کیونکہ اگر وہ خاص پیسوں کے بدلے بھی عقد کرے، تب بھی یہ ان پیسوں کا مالک نہیں ہوسکتا کیونکہ ادارے کو یہ پیسے بدلنے اور اس کی جگہ دوسرے نوٹ دینے کی اجازت ہے۔ اور اگر وہ ان خاص پیسوں کا مالک ہوتا تو ان پیسوں کو بدلنے کی اجازت ہرگز نہ ہوتی۔

علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

فإذا اشتری بهذا الدرهم له دفع درهم غيره. لـه (۲)

(ترجمہ:) "پھر میں نے ولوالجیہ میں اس کی تصریح دیکھی کہ اس میں تین روایتیں ہیں"۔

لہٰذا ملازم مطلقاً اجرت کا مستحق اور مالک ہوتا ہے۔ تو ملازم کی اجرت سے جو رقم کاٹی جاتی ہے وہ اس کی ملکیت میں نہیں آتی، بلکہ وہ ادارے کے پاس بطورِ دَین ہی ہوتی ہے۔

(۱) ردالمحتار، کتاب الزکوۃ، باب زکوۃ المال، ج1، ص307، دارالفکر بیروت

(۲) ردالمحتار، کتاب البیوع، فصل فی التصرف فی المبیع والثمن، ج5، ص153، دارالفکر بیروت

بحث و تحقیق کا خلاصہ

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ملازم آزاد آدمی ہے، آزاد آدمی ہرگز مال نہیں ہے، آزاد آدمی کی منفعت مال نہیں ہے، اس کی منفعت کا عوض جو اجرت ہے، وہ اجرت نہ مال کا عوض ہے اور نہ مالِ تجارت کا عوض ہے، تو اس کی اجرت دَین ضعیف میں سے ہے اور دَینِ ضعیف پر زکوۃ نہیں ہے۔ لہٰذا جی پی فنڈ (General Provident Fund) پر بھی گزشتہ سالوں کی زکوۃ نہیں ہوگی۔

ایک اعتراض کا جواب

اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ جب سب لوگوں کو پتہ ہے کہ ملازم کی تنخواہ میں سے مخصوص رقم کاٹی جاتی ہے اور ملازم کچھ نہیں کر پاتا اور وہ ناں بھی نہیں کرتا، کیونکہ اس کے پاس اختیار ہی نہیں ہے تو اَلْمَعْرُوْفُ کَالْمَشْرُوْطِ کے تحت اس کی طرف سے اجازت ہی قرار پائے گی۔ اور اس صورت میں پہلی صورت کے مطابق زکوۃ واجب ہونی چاہئے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ ملازم کی تنخواہ میں سے جو رقم کاٹی جاتی ہے اس رقم پر ملازم کو کچھ بھی اختیار نہیں ہوتا حتیٰ کہ اگر یہ ملازم دیوالیہ ہوجائے یا سخت مصائب میں مبتلا ہو اور اسے پیسوں کی اشد ضرورت ہو تو بھی یہ شخص اس رقم کو نہیں نکلوا سکتا۔ (۱) اس صورت میں ادارے کا محض رقم الگ کر لینے سے یہ شخص مالک ومختار اور مکمل طور پر قابض قرار نہیں پائے گا۔ لہٰذا جب یہ ملازم اس رقم کا مالک ومختار نہیں اور وہ رقم اس کے قبضے میں بھی نہیں تو اس پر زکوۃ ہرگز نہیں ہوسکتی۔

بی سی پر زکوۃ

سوال: عام طور پر ہمارے ہاں جو کمیٹیاں ڈالی جاتی ہیں کیا ان پر بھی زکوۃ ہوگی؟

جواب: (1) بی سی ابھی نہیں نکلی تو جتنا پیسہ جمع کرا چکے ہیں اگر وہ نصاب کو پہنچتا ہے یا کسی

(۱) زکوۃ، ص69، مکتبہ نعیمیہ کراچی

دوسرے مال کے ساتھ مل کر نصاب کو پہنچ جاتا ہے تو زکوۃ واجب ہے مگر ادا کرنا اس وقت واجب ہوگا جب نصاب کے پانچویں حصے کے برابر رقم ملے گی۔

(2) بی سی نکل آئی ہے اور قسطیں دینا ابھی باقی ہیں تو یہ رقم آپ پر قرض ہے، لہذا زکوۃ کیلئے مال میں سے اس رقم کو منہا کیا جائے گا اور باقی مال اگر نصاب کو پہنچتا ہے تو زکوۃ واجب ہے۔

تفصیل:

بی سی میں جو رقم جمع کرائی جاتی ہے اس کی حیثیت قرض کی ہے، لہذا اس پر قرض کے احکامات جاری ہوں گے۔

بینک سے کاٹی گئی زکوۃ

سوال: بینک سے ہماری زکوۃ کاٹ لی جاتی ہے کیا اس سے زکوۃ ادا ہو جاتی ہے؟

جواب: زکوۃ ادا نہیں ہوتی، بلکہ الگ سے ادا کرنی پڑے گی۔

تفصیل:

بینک میں زکوۃ کی کٹوتی کے وقت نہ شرعی حدود وقیود کا لحاظ رکھا جاتا ہے اور نہ ہی زکوۃ کو خرچ کرنے اور مستحقین تک پہنچانے میں مکمل اہتمام کیا جاتا ہے، لہذا بینک سے کاٹی گئی زکوۃ ادا نہ ہوگی، بلکہ الگ سے ادا کرنی پڑے گی۔(1)

ٹیکس (Tax) اور زکوۃ میں فرق

سوال: کیا زکوۃ اور ٹیکس میں فرق ہے؟ یا ٹیکس دینے سے زکوۃ ادا ہو جائے گی؟

جواب: ٹیکس (Tax) ادا کرنے سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔ ان دونوں میں بہت زیادہ فرق ہے۔

---

(1) تفہیم المسائل، ج 1، ص 212، ضیاء القرآن کراچی) (وقار الفتاوی، ج 2، ص 414، بزم وقاریہ کراچی

تفصیل:

زکوٰۃ ایک ایسا فریضہ اور عبادت ہے کہ جس کو اللہ نے مسلمانوں کے مال و دولت میں سے فقراء، مساکین اور دیگر مستحقین زکوٰۃ کے لیے واجب قرار دیا۔ اللہ تعالی نے متعدد آیات میں زکاۃ کو نماز کے ساتھ ملا کر بیان کیا ہے، جس سے زکاۃ کی اہمیت اجاگر ہوتی ہے، زکاۃ کی فرضیت قرآن وحدیث اور اجماع امت سے ثابت ہے۔

ماہرین اقتصادیات کی تعریف کے مطابق ٹیکس ایک لازمی فریضہ ہے جس کا حکومت کو ادا کرنا اس شخص پر واجب ہے جس پر وہ عائد کیا جائے۔ یہ ٹیکس اس شخص کی قدرتِ ادائیگی کے پیش نظر عائد کیا جاتا ہے۔ ان ٹیکسوں سے ہونے والی مجموعی آمدنی کو جہاں حکومت کے عام اخراجات کو پورا کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے، وہیں ان کے ذریعے بعض ان اقتصادی، اجتماعی اور سیاسی اہداف واغراض کو حاصل کیا جاتا ہے جو حکومت کے پیش نظر ہوتے ہیں۔

ٹیکس ادا کرنے سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی، لہٰذا جس پر زکوۃ واجب ہے اور وہ صاحبِ نصاب ہے تو ٹیکس کے علاوہ اسے زکوۃ ادا کرنی پڑے گی۔

علامہ ابن عابدین شامی تحریر فرماتے ہیں:

إذا نوى أن يكون المكس زكاة فالصحيح أنه لا يقع عن الزكاة. (۱)

(ترجمہ:) ''جب ٹیکس کو بطور زکوۃ ادا کیا تو صحیح یہی ہے کہ زکوۃ ادا نہیں ہوگی''۔

علامہ ابن حجر ہیتمی لکھتے ہیں:

اعلم أن بعض فسقة التجار يظن أن ما يؤخذ من المكس يحسب عنه إذا نوى به الزكاة وهذا ظن باطل لا مستند له. (۲)

---

(۱) ردالمحتار، کتاب الزکوۃ، باب العاشر، ج2، ص:311، دار الفکر بیروت

(۲) الزواجر عن اقتراف الکبائر، الکبیرۃ الحادیۃ، ج2، ص:200، مطبوعہ دار الفکر بیروت

(ترجمہ:) ''یہ جان لو کہ بعض بے عمل تاجر یہ سمجھتے ہیں کہ ان سے جو ٹیکس لیا جاتا ہے، اگر وہ زکوۃ کی نیت سے دیں تو زکوۃ ادا ہو جائیگی تو یہ ان کا گمان باطل ہے، اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے''۔

مزید یہ کہ زکوۃ اور ٹیکس میں بنیادی فرق ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

1. ٹیکس ادا کرنے میں نیت کا کوئی دخل نہیں جبکہ زکوۃ بغیر نیت کے ادا نہیں ہوتی ہے۔
2. ٹیکس میں کسی کو مالک بنانا ضروری نہیں، جبکہ زکوۃ میں صرف فقیر اور مستحقِ زکوۃ کو مالک بنانا ضروری ہے۔
3. ٹیکس کی ادائیگی پر ثواب کا وعدہ نہیں جبکہ زکوۃ کی ادائیگی پر اللہ کی طرف سے اجر وثواب ملتا ہے۔
4. ٹیکس جبراً دیا جاتا ہے جبکہ زکوۃ مسلمان بخوشی ادا کرتے ہیں۔
5. ٹیکس کی مقدار اتنی ہوتی ہے کہ تجوریاں بھر جائیں، جبکہ زکوۃ عادلانہ طور پر کم مقدار میں لی جاتی ہے۔
6. ٹیکس شہر میں بسنے والے مسلمان، کافر سب پر لازم ہوتا ہے جبکہ زکوۃ صرف مسلمانوں پر لازم ہوتی ہے۔
7. زکوۃ صرف اور صرف مسلمان پر خرچ کر سکتے ہیں جبکہ ٹیکس کو کافر، مسلم، قادیانی، ہندو، سکھ اور بدمذہب سب کھاتے ہیں۔
8. زکوۃ صرف وہی ادا کرتا ہے جو اس کے ادا کرنے کے قابل ہوتا ہے، جبکہ ٹیکس امیر وغریب ہر طبقے کے لوگوں سے وصول کیا جاتا ہے۔
9. زکوۃ میں بنیادی استعمال میں آنی والی اشیاء مثلاً ذاتی استعمال میں آنے والے گھر اور گاڑی کو استثناء حاصل ہے۔ جبکہ ٹیکس ان سب پر لاگو ہوتا ہے۔

10. زکوۃ سال میں صرف ایک بار ادا کرنا ہوتا ہے، جبکہ جدید معاشروں میں ہر ممکن طریق سے عوام کے جیبوں کو جھاڑا جاتا ہے، معمولی چیزوں کی خرید وفروخت پر روزانہ سیلز ٹیکس، آمدنی پر ماھانہ انکم ٹیکس اور جائیداد، گاڑی وغیرہ پہ سالانہ پراپرٹی ٹیکس وغیرہ وغیرہ۔

11. زکوۃ امراء سے لیکر غرباء کے ہاتھ میں دی جاتی ہے اور جبکہ جدید معاشروں میں غریب عوام کے ٹیکس پر سیاستدان، افسر شاہی اور حکمران عیاشیاں کرتے نظر آتے ہیں۔

حیلہ کی شرعی حیثیت

(سوال): حیلۂ شرعی کب جائز ہے اور کب ناجائز ہے؟ اور اس کی حیثیت کیا ہے؟

(جواب): شریعتِ محمدی میں حیلہ جائز ہے جب تک کہ حکمِ شرع کی مخالفت یا حکمِ شرع کے مقصد کو باطل کرنا لازم نہ آئے۔ لہذا مدارس وغیرہ میں زکوۃ خرچ کرنے کیلئے جو حیلہِ شرعی کیا جاتا ہے، وہ شرع کے مقصد کے عین مطابق ہے۔

تفصیل:

مگر چند سالوں سے اسی حیلۂ شرعی کو بنیاد بنا کر اپنے ذاتی مقاصد کیلئے زکوۃ کو استعمال کیا جاتا ہے اور اتنی کثیر مقدار میں حیلے کیئے جاتے ہیں کہ شاید اتنے بنی اسرائیل نے بھی نہیں کیئے ہوں گے۔

لہٰذا ایسے افراد پر لازم ہے کہ حیلہ کرنے سے پہلے جید مفتی صاحب سے رابطہ کرلیں کیونکہ بلاضرورتِ شرعی حیلہ شرعی کرنا مسلمان فقیر اور مستحق زکوۃ کا حق باطل کرنا ہے۔ ایسے افراد کو چاہیئے کہ درج ذیل عبارات کو بغور پڑھیں اور خوفِ خدا کریں۔

فتح الباری شرح صحیح بخاری میں ہے:

ھی مایتوصل بہ إلی مقصود بطریق خفی وھی عند العلماء علی أقسام

بحسب الحامل علیها فإن توصل بها بطریق مباح إلی إبطال حق أو إثبات باطل فهی حرام. (۱)

(ترجمہ:) ''حیلہ یہ ہے کہ جائز طریقے سے کسی مقصود تک پہنچنا۔ اور علماء کے نزدیک حیلہ کرنے والے کے اعتبار سے اس کی کئی اقسام ہیں: پس اگر جائز طریقے سے غیر کے حق کو باطل یا باطل چیز کو حاصل کرنے کے لئے کیا جائے، تو حرام ہے''۔

فتح الباری میں اسی صفحہ پر ہے:

وإن کانت لإبطال حق مسلم فلا بل هی إثم وعدوان. (۲)

(ترجمہ:) ''اگر حیلہ شرعی سے کسی مسلمان کا حق باطل کرنا ہو تو یہ جائز نہیں بلکہ یہ گناہ اور زیادتی ہے''۔

امام اہلسنت امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

''ہزاروں روپے فضول خواہش یا دنیوی آسائش یا ظاہر آرائش میں اُٹھانے والے مصارف خیر میں ان حیلوں کی آڑ نہ لیں۔ متوسط الحال بھی ایسی ہی ضرورتوں کی غرض سے خالص خدا ہی کے کام صرف کرنے کے لیے ان طریقوں پر اقدام کریں، نہ یہ کہ معاذ اللہ اُن کے ذریعہ سے ادائے زکوٰۃ کا نام کر کے روپیہ اپنے خُرد بُرد میں لائیں کہ یہ امر مقاصد شرع کے بالکل خلاف اور اس میں ایجاب زکوٰۃ کی حکمتوں کا یکسر ابطال ہے تو گویا اس کا برتنا اپنے رب عزوجل کو فریب دینا ہے''۔ (۳)

---

(۱) فتح الباری شرح صحیح بخاری، کتاب الحیل ج:12، ص:404، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی

(۲) فتح الباری شرح صحیح بخاری، کتاب الحیل، ج:12، ص:404

(۳) فتاوٰی رضویہ ج10، ص109، رضا فاؤنڈیشن لاہور

پروفیسر مفتی اعظم پاکستان مفتی منیب الرحمن لکھتے ہیں:

"اگر جائز طریقے سے کسی کا حق (خواہ اللہ کا حق ہو جیسے زکوٰۃ یا بندے کا حق) باطل کیا جائے یا کسی باطل (مثلاً سود، رشوت، پگڑی وغیرہ) کو حاصل کیا جائے تو یہ حیلہ حرام ہے"۔(۱)

زکوۃ کی مد میں راشن، میڈیسن اور مکان وغیرہ دینا

سوال: زکوۃ کے سلسلے میں پیسوں کے بجائے راشن یا کوئی ضرورت کا سامان بھی دیا جاسکتا ہے؟

جواب: دیا جاسکتا ہے۔

تفصیل:

علامہ علاء الدین حصکفی لکھتے ہیں:

لو أطعم يتيما ناويا الزكاة لا يجزيه إلا إذا دفع إليه المطعوم كما لو كساه.(۲)

(ترجمہ:) "اگر کسی شخص نے یتیم کو زکوۃ کی نیت سے کھانا کھلایا تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔ اگر کھانا اس کو دے دیا تو جائز ہے جیسا کہ اگر کپڑے پہنا دیئے"۔

زکوۃ کی مد میں کھانا کھلانا الگ چیز ہے اور کھانا دے دینا الگ چیز ہے۔ لہٰذا کتابیں دینا، مکان دینا (نہ کہ بنوانا)، جہیز کا سامان دینا، دوائیاں میڈیسن دینا، راشن دینا زکوٰۃ کی مد میں جائز ہے؛ کیونکہ زکوۃ کیلئے مالک بنانا ضروری ہے، جبکہ کھانا کھلانے میں ملکیت نہیں پائی جارہی، لہذا اس سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔

(۱) تفہیم المسائل، ج:2،ص:175، ضیاء القرآن کراچی

(۲) الدر المختار، کتاب الزکوٰۃ، ج2،ص 257، دار الفکر بیروت

زکوۃ کے حوالے سے فلاحی ادارے اور مہتمم کی حیثیت

سوال: فلاحی ادارے اور مہتمم حضرات کی حیثیت کیا ہے؟

جواب مع تفصیل:

زکوٰۃ کی ادائیگی کیلئے مستحقِ زکوۃ کو مالک بنانا ضروری ہے۔ لوگ اپنی زکوٰۃ اداروں میں پہنچاتے ہیں اور اسی طرح ادارے والے ان کی زکوۃ لینے کیلئے بھی جاتے ہیں اور وصول کرتے ہیں۔

اس میں بنیادی نکتہ یہ ہے کہ ان زکوۃ لینے والوں کی حیثیت کیا ہے؟

(1) اگر یہ حضرات مستحقِ زکوۃ کی طرف سے وکیل اور نائب ہیں تو وکیل کو دے دینے سے زکوۃ ادا کرنے والے کی زکوۃ ادا ہو جائیگی۔

(2) اگر یہ حضرات زکوۃ دینے والوں کی طرف سے وکیل اور نائب ہیں تو جب تک مستحقِ زکوۃ کی ملکیت میں زکوۃ نہ دی جائے، تب تک زکوۃ ادا نہ ہوگی۔

بعض مدارس کے لوگ اپنے داخلہ فارم میں لکھتے ہیں: ''میں اس مدرسے کے مہتمم اور انتظامیہ کو اپنی طرف سے زکوۃ اور صدقاتِ واجبہ وصول کرنے اور شرعی مصارف پر خرچ کرنے کا وکیل اور نائب بناتا ہوں۔ نام مع ولدیت''۔ اس سے یہ مہتمم اور انتظامیہ زکوۃ لے کر شرعی مصارف کے تحت خرچ کرسکتی ہے اور اس کیلئے شرعی حیلہ کی ضرورت بھی نہیں ہے۔

مگر جب مدارس اور دوسرے ادارے اس طرح کا اہتمام نہیں کرتے تو وہ لوگ زکوۃ دینے والوں کی طرف سے وکیل ہوں گے اور اس صورت میں زکوۃ تبھی ادا ہوگی کہ جب مستحق کی ملکیت میں دے دی جائے۔ پہلی صورت میں کہ جب یہ لوگ مستحق کی طرف سے وکیل ہوں گے، اس صورت میں یہ زکوۃ کو صحیح مصارف میں خرچ کرنے کے امین ہوں گے، نہ کہ جہاں ان کی مرضی آئے۔

لہٰذا ویلفیئر زاور اس طرح کے تمام اداروں کو اپنی حیثیت واضح کرنی چاہئے، وگرنہ زکوۃ ادا کرنے والے وہاں زکوۃ ادا کریں کہ جہاں اطمینان ہو کہ یہ شرعی طریقے سے زکوۃ کو ان کے مستحق تک پہنچاتے ہیں اور خرچ کرتے ہیں۔(۱)

پیشہ ور بھکاری اور گھریلو ملازمین کو زکوۃ دینا

(سوال): گھریلو ملازمین کو زکوۃ دے سکتے ہیں؟ اسی طرح جو پیشہ ور بھکاری مانگنے آتے ہیں کیا انہیں زکوۃ دی جاسکتی ہے؟

(جواب): (1) گھریلو ملازمین اگر زکوۃ کے مستحق ہیں تو انہیں زکوۃ دے سکتے ہیں، مگر تنخواہ کی مد میں دینا جائز نہیں ہے۔

(2) پیشہ ور بھکاری کو زکوۃ دینا منع ہے۔

اگر ایسے لوگوں کو دینا چاہتا ہے تو ان کے متعلق غور وفکر کر کے یا جہاں تک ممکن ہو ان کی عزتِ نفس مجروح کیئے بغیر، تحقیق اور تصدیق کرنے کے بعد دی تو ادا ہو جائے گی۔

تفصیل:

فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے:

إذا شك وتحری فوقع فی أكبر رأیه أنه محل الصدقة فدفع إلیه أو سأل منه فدفع أو رآه فی صف الفقراء فدفع فإن ظهر أنه محل الصدقة جاز بالإجماع، وكذا إن لم يظهر حاله عنده.

وإذا دفعها، ولم يخطر بباله أنه مصرف أم لا فهو على الجواز إلا إذا تبين أنه غير مصرف، وإذا دفعها إليه، وهو شاك، ولم يتحر أو تحری، ولم يظهر له أنه مصرف أو غلب على ظنه أنه ليس بمصرف

(۱) کتاب الزکوۃ، ص 123، دار العلوم نعیمیہ کراچی

فهو على الفساد إلا إذا تبين أنه مصرف هكذا في التبيين. [1]

(ترجمہ:) ”جب شک ہوا اور خوب غور وفکر کے بعد اس نتیجے پر پہنچا کہ وہ مستحق زکوۃ ہے اور اس کو زکوۃ دے دی، یا اس نے سوال کیا اور زکوۃ اس نے دے دی، یا اس کو فقیروں کی صف میں مانگتا دیکھا اور اس کو دے دی، ان صورتوں میں اگر ظاہر ہو گیا کہ وہ مستحق ہے یا ظاہر نہ ہوا دونوں صورتوں میں بالاجماع زکوۃ ادا ہو جائے گی۔

جب کسی کو زکوۃ دی اور دل میں یہ خیال نہ گزرا کہ وہ مستحق ہے یا نہیں تو دینا جائز ہے مگر جب ظاہر ہو جائے کہ وہ مصرف نہیں ہے تو زکوۃ ادا نہیں ہو گی۔

جب زکوۃ دی اور اس کے مَصرفِ زکوۃ ہونے میں شک ہے، پھر غور وفکر بھی نہ کیا یا غور وفکر کیا لیکن اس کا مستحق ہونا ظاہر نہیں ہوا، یا اس کے غالب گمان کے مطابق وہ مَصرف نہیں تھا تو زکوۃ ادا نہ ہوئی مگر یہ کہ اس کا مستحق ہونا ظاہر ہو جائے تو اس صورت میں زکوۃ ادا ہو جائے گی۔ اسی طرح تبیین میں ہے“۔

فلاحی اداروں کا زکوۃ کی تقسیم میں تاخیر کرنا

سوال: زکوۃ کی ادائیگی میں تاخیر کرنا کیسا؟

جواب: جائز نہیں ہے، تاخیر کرنا گناہ ہے۔

تفصیل:

شہر کراچی میں اکثر سننے میں آتا ہے کہ ویلفیئرز جیسے ادارے زکوۃ لینے کے بعد سالہا سال تک اس کے مستحق تک نہیں پہنچاتے۔ اسی طرح برادری کی سطح پر بنی ہوئی انجمن بھی بہت زیادہ تاخیر سے زکوۃ ادا کرتی ہیں۔ لہٰذا اگر زکوۃ کو اس کے مستحق تک لیٹ

(۱) فتاویٰ عالمگیری، کتاب الزکوۃ، الباب السابع، ج1، ص190، دار الفکر بیروت

پہنچائی جاتی ہے تو زکوۃ دینے والا تاخیر کی وجہ سے گناہ گار ہوگا اور ادارہ زکوۃ پہنچانے کا وکیل ہے، وہ اس گناہ کا سبب بن رہا ہے تو ان پر لازم ہے کہ جلد سے جلد مستحق تک زکوۃ پہنچائی جائے۔

فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے:

وتجب على الفور عند تمام الحول حتى يأثم بتأخيره من غير عذر.(۱)

(ترجمہ:) "سال کے مکمل ہونے پر فی الفور زکوۃ ادا کرنا واجب ہے، بغیر عذر کے تاخیر کی تو گناہ گار ہوگا"۔

زکوٰۃ سے بچنے کیلئے غیر مسلم فارم فِل کرنا

سوال: اگر بینک میں غیر مسلم فارم فل کر کے دیں تو بینک والے زکوۃ نہیں کاٹتے۔ کیا زکوۃ سے بچنے کیلئے یہ قدم اٹھانا درست ہے؟

جواب: (1) اگر غیر مسلم کافر کے نام سے فارم فل کیا اور سائن بھی کر دیا ایسا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اس پر لازم ہے کہ توبہ، تجدیدِ ایمان اور تجدیدِ نکاح کرے۔

(2) اگر گمراہ فرقوں کے نام سے فارم فل کیا تو ایسا کرنا سخت گناہ اور حرام ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں صدقِ دل سے توبہ کرنا لازم ہے۔

الغرض! ایسا کرنا شرعاً درست نہیں ہے۔

تفصیل:

علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

وفي العمادية مسلم قال أنا ملحد يكفر لأن الملحد كافر اهـ وفي

(۱) فتاویٰ عالمگیری، کتاب الزکوۃ، الباب الاول، ج1، ص170، دار الفکر بیروت

الخانية أجمع أصحابنا على أن الردة تبطل عصمة النكاح وتقع الفرقة بينهما بنفس الردة اهـ.[1]

(ترجمہ:) ''عمادیہ میں ہے: مسلمان نے اپنے آپ کو کہا میں ملحد (کافر) ہوں، تو وہ شخص ایسا کہنے کی وجہ سے کافر ہو جائے گا، کیونکہ ملحد کافر ہے۔ خانیہ میں ہے: ہمارے اصحاب کا اجماع ہے کہ مرتد کا نکاح باطل ہو جاتا ہے اور ارتداد کی وجہ سے ان دونوں کے درمیان جدائی ہو جاتی ہے''۔

(۱) العقود الدریۃ، باب الردۃ والتعزیر، ج1، ص99، دار المعرفۃ بیروت

صدقۂ فطر کے مسائل

صدقۂ فطر کس پر لازم ہے؟

سوال: صدقۂ فطر کس پر لازم ہے؟

جواب: صدقۂ فطر ہر مسلمان جو مالکِ نصاب ہے اور نصاب حاجتِ اصلی کے علاوہ ہے (یعنی اس کے پاس وافر مقدار میں اتنا سامان ہے یا پیسے ہیں یا اس کا کاروبار ہے کہ جو ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کو پہنچتا ہے) تو اس پر صدقۂ فطر ادا کرنا واجب ہے۔ اس میں عاقل بالغ اور مال نامی ہونے کی شرط نہیں، یعنی مجنوں اور غیر بالغ پر بھی صدقۂ فطر واجب ہے۔

صدقۂ فطر کی مقدار

سوال: صدقۂ فطر کی مقدار کیا ہے؟

جواب: صدقۂ فطر کی مقدار یہ ہے: 2 کلو گندم یا اس کا آٹا یا اس کی رقم۔ یا تین کلو اور اڑھائی شٹانگ جَو یا کھجور یا کشمش یا ان کی رقم۔ ہر شخص اپنی طاقت اور توفیق کے مطابق گندم، آٹا، جَو، کھجور یا کشمش کی مقررہ مقدار میں سے ایک جنس یا اس کی قیمت فطرانے کی مد میں ادا کرے۔

صدقۂ فطر گھر والوں کی طرف سے ادا کرنا

سوال: گھر میں موجود کن افراد کی طرف سے گھر کے سربراہ پر صدقۂ فطر ادا کرنا واجب ہے؟

جواب: چھوٹے نابالغ بچوں کی طرف سے ادا کرنا واجب ہے۔ اسی طرح بیوی،

والدین، بڑی اولاد جو اسی کی زیرِ کفالت ہو، ان کی طرف سے ادا کر سکتا ہے (جیسا کہ ہمارے ہاں ایسا ہی کرتے ہیں) مگر ان سے اجازت لینا اور بتانا بہتر ہے۔

تفصیل:

شرعاً جس شخص پر صدقۂ فطر واجب ہے تو عموماً وہ اپنے گھر کے تمام افراد چھوٹے بڑوں کی طرف سے صدقۂ فطر ادا کرتا ہے۔ مگر بہتر یہ ہے کہ بالغ افراد کو بتا کر صدقۂ فطر ادا کرے۔

فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے:

ولو أدى عنهم أو عن زوجته بغير أمرهم أجزأهم استحسانا. (۱)

(ترجمہ:) ''اگر بالغ اولاد یا اپنی بیوی کی طرف سے صدقۂ فطر ادا کرے ان کی اجازت کے بغیر تو استحساناً ادا ہو جائے گا''۔

❖❖❖❖❖❖

(۱) فتاویٰ عالمگیری، کتاب الزکوۃ، الباب الثامن، ج 1، ص 193، دار الفکر بیروت

نمازِ عید کا طریقہ

نماز عید عام نمازوں کی طرح ہے، صرف اس میں چھ زائد تکبیریں ہیں۔ تین تکبیریں پہلی رکعت میں ثنا کے بعد اور قراءت سے پہلے امام کے ساتھ کہی جائیں گی۔ اور دوسری تین تکبیریں دوسری رکعت میں قراءت کے بعد کہی جائیں گی۔

نیت کرنے کے بعد تکبیر تحریمہ کہہ کر ہاتھ باندھ لینے ہیں:

(1) فوراً ثناء پڑھنی ہے۔ (2) اس کے بعد امام صاحب کے ساتھ ہاتھ اٹھا کر تین تکبیریں کہنی ہیں۔ (3) تیسری تکبیر کہہ کر ہاتھ باندھ لینے ہیں۔ (4) امام صاحب سورۂ فاتحہ اور سورت پڑھیں گے، یہ خاموشی سے سننا ہے۔ (5) پھر رکوع اور دو سجدے کرنے کے بعد دوسری رکعت کیلئے کھڑے ہو کر ہاتھ باندھ لینے ہیں۔ (6) اس کے بعد امام صاحب سورۂ فاتحہ اور سورت پڑھیں گے۔ (7) پھر ہاتھ اٹھا کر تین تکبیریں کہنی ہیں۔ (8) پھر رکوع اور دو سجدے اور مکمل التحیات پڑھ کر سلام پھیر دینا ہے۔

اس کے بعد امام صاحب خطبہ ارشاد فرمائیں گے، اجتماعی دعا ہوگی، پھر مبارک باد اور مصافحہ و معانقہ ہوگا۔

شوال کے چھ روزوں کا لگاتار رکھنا ضروری ہے؟

سوال: (1) شوال کے روزوں کی فضیلت کے بارے میں کوئی حدیث بتادیں۔

(2) کیا ان روزوں کو لگاتار رکھنا ضروری ہے؟

جواب: (1) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ أَتْبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ، كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ» .(١)

(ترجمہ:) ''جس نے ماہِ رمضان کے روزے رکھے، پھر شوال کے چھ روزے رکھے تو اسے زمانے بھر روزہ رکھنے کا اجر ملے گا''۔

(2) لگاتار رکھنا ضروری نہیں ہے، بلکہ پورے مہینے میں وقفے سے بھی رکھ سکتے ہیں۔

علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

قال صاحب الهداية فى كتابه التجنيس إن صوم الستة بعد الفطر متتابعة منهم من كرهه والمختار أنه لا بأس به. (٢)

(ترجمہ:) ''صاحبِ ہدایہ نے اپنی کتاب التجنیس میں فرمایا: بے شک عید الفطر کے فوراً بعد چھ روزے لگاتار رکھنے کو بعض نے مکروہ کہا ہے، مگر مختار یہ ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے''۔

نفلی روزے میں قضاء روزے کی نیت کرنا کیسا؟

سوال: شوال کے روزوں میں یا ایامِ بیض کے روزوں میں قضاء روزے کی نیت کی جاسکتی ہے؟ کیا اس سے دونوں کا ثواب ملے گا؟ یا کسی ایک کا؟

جواب: اگر نفلی روزوں میں قضاء روزے کی نیت کی تو صرف قضاء روزہ ہی ہوگا، نفلی روزہ نہیں ہوگا اور نہ ہی اس کا ثواب ملے گا۔

فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے:

ومتى نوى شيئين مختلفين متساويين فى الوكادة والفريضة، ولا

---

(۱) صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب استحباب صوم ستۃ ایام، حدیث (1164)، ج2، ص822، دار احیاء التراث العربی بیروت

(۲) ردالمحتار، کتاب الصوم، مطلب فی صوم الست، ج2، ص435، دار الفکر بیروت

رجحان لأحدهما على الآخر بطلا، ومتى ترجح أحدهما على الآخر ثبت الراجح كذا في محيط السرخسي فإذا نوى عن قضاء رمضان والنذر كان عن قضاء رمضان استحساناً، وإن نوى النذر المعين والتطوع ليلاً أو نهاراً أو نوى النذر المعين، وكفارة من الليل يقع عن النذر المعين بالإجماع.(۱)

(ترجمہ:) ''جب دو مختلف روزوں کی نیت کی اور وہ دونوں تاکید میں اور فریضے میں برابر ہیں، ان میں سے کسی ایک کو دوسرے پر ترجیح حاصل نہیں ہے تو دونوں ادا نہیں ہوں گے۔ اگر ان میں ایک دوسرے سے راجح ہے تو راجح ادا ہو جائے گا۔ اسی طرح محیط سرخسی میں ہے۔ جب قضاء رمضان اور منت کے روزے کی نیت کی تو استحساناً قضاء رمضان ہی کا روزہ ہوگا۔ اگر نذرِ معین کی اور نفل روزے کی رات سے یا دن سے نیت کی یا نذرِ معین اور کفارہ کے روزے کی رات سے نیت کی تو نذرِ معین کا روزہ ادا ہوگا بالاجماع''۔

(۱) فتاویٰ عالمگیری، کتاب الصوم، الباب الاول، ج1، ص196، دار الفکر بیروت

مصادر

اوّلاً کتبِ احادیث مرتبے کے اعتبار سے مرتب ہے۔ ثانیاً کتبِ فقہ وفتاویٰ الف باء کے اعتبار سے درج ہے۔ کتاب کا نام، مصنف کا نام اور والد کا نام، کنیت، لقب، سن وفات اسی ترتیب سے اور کتاب کے پبلشرز کا نام لکھا گیا ہے۔

1. القرآن الکریم۔

کتب الاحادیث:

1. صحیح البخاری: محمد بن اسماعیل ابو عبداللہ البخاری (وفات 256ھ) دار طوق النجاة بیروت۔
2. صحیح مسلم: مسلم بن الحجاج ابو الحسن القشیری (وفات 261ھ) دار احیاء التراث العربی بیروت۔
3. سنن ترمذی: محمد بن عیسیٰ ابو عیسیٰ الترمذی (وفات 279ھ) دار الغرب الاسلامی بیروت۔
4. سنن ابی داؤد: سلیمان بن الاشعث السجستانی (وفات 275ھ) المکتبة العصریہ بیروت۔
5. سنن ابن ماجہ: محمد بن یزید ابو عبداللہ ابن ماجہ القزوینی (وفات 273ھ) دار احیاء التراث العربیہ۔
6. المستدرك: محمد بن عبد اللہ ابو عبد اللہ الحاکم (وفات 405ھ) دار الکتب العلمیہ بیروت۔
7. مسند احمد بن حنبل: احمد بن محمد بن حنبل ابو عبد اللہ الشیبانی (وفات 241ھ) مؤسسة الرسالہ بیروت۔
8. صحیح ابن خزیمہ: محمد بن اسحاق ابو بکر ابن خزیمہ النیسابوری (وفات 311ھ) المکتب الاسلامی بیروت۔
9. مصنف ابن ابی شیبہ: ابو بکر بن ابی شیبہ (235ھ)، مکتبة الرشد الریاض۔
10. سنن دار قطنی: علی بن عمر ابو الحسن الدار قطنی (وفات 385ھ) مؤسسة الرسالہ بیروت۔
11. موطا امام مالك: مالك بن انس المدنی (179ھ) مؤسسة الرسالة۔
12. السنن الکبری: احمد بن شعیب ابو عبد الرحمن النسائی (وفات 303ھ) مؤسسة الرسالة
13. السنن الکبری: احمد حسین ابو بکر البیهقی (وفات 458ھ) دار الکتب العلمیہ بیروت۔
14. مسند ابی یعلی: احمد بن علی ابو یعلی الموصلی (وفات 307ھ) دار المأمون للتراث۔

بیروت۔
15. المعجم الاوسط: سلیمان بن احمد طبرانی(360ھ)دار الحرمین القاھرۃ۔
16. السنن الصغیر: احمد حسین ابو بکر البیھقی(وفات 458ھ)جامعۃ الدراسات کراچی۔
17. مشکاۃ المصابیح: محمد بن عبد اللہ الخطیب التبریزی(وفات 741ھ) المکتب الاسلامی بیروت۔
18. شعب الایمان: احمد حسین ابو بکر البیھقی(وفات 458ھ)مکتبۃ الرشد الھند۔
19. الترغیب والترھیب: عبد العظیم بن عبد القوی ابو محمد زکی الدین المنذری(وفات 656ھ)دار الکتب العلمیہ بیروت۔
20. عمدۃ القاری: محمود بن احمد ابو محمد بدر الدین العینی(وفات 855ھ)دار احیاء التراث العربی۔
21. فتح الباری شرح صحیح بخاری: احمد بن علی ابو الفضل ابن حجر عسقلانی(وفات 852ھ) مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی۔
22. مرقاۃ المفاتیح: علی بن سلطان محمد ملا قاری(1014ھ)دار الفکر بیروت۔
23. نیل الاوطار: محمد بن علی الشوکانی(1250ھ)دار الحدیث، مصر۔

کتب الفقہ والفتاویٰ:

24. الاصل(المبسوط): محمد بن حسن ابو عبد اللہ الشیبانی (وفات 189ھ)دار ابن حزم بیروت/ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیۃ، کراتشی۔
25. الاقناع فی مسائل الاجماع: علی بن محمد ابو الحسن ابن قطان(وفات 628ھ) الفاروق الحدیثیہ۔
26. البحر الرائق: زین الدین بن ابراھیم ابن نجیم المصری(وفات 970ھ) دار الکتاب الاسلامی بیروت۔
27. بدائع الصنائع: ابو بکر بن مسعود علاء الدین کاسانی(وفات 587ھ)دار الکتب العلمیہ بیروت۔
28. البنایہ شرح الھدایہ: محمود بن احمد ابو محمد بدر الدین العینی(وفات 855ھ) دار الکتب العلمیہ بیروت۔
29. بہار شریعت: مفتی محمد امجد علی اعظمی بن حکیم جمال الدین(وفات 1367ھ)مکتبۃ المدینۃ کراچی۔
30. تفہیم المسائل: مفتی اعظم پاکستان مفتی منیب الرحمن صاحب، ضیاء القرآن کراچی۔
31. فتاویٰ بریلی شریف: مرتبین: محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی، محمد یونس رضا اویسی، شبیر برادر لاہور۔
32. فتاویٰ یورپ: مفتی عبد الواجد قادری نیدر لینڈ، مکتبہ جام نور دھلی۔

33. وقار الفتاوی: مفتی محمد وقار الدین بن حافظ حمید الدین قادری (وفات 1413ھ) بزم وقاریہ کراچی۔

34. تنویر الابصار: محمد بن عبد اللہ شمس الدین التمرتاشی الغزی (وفات 1004ھ) دار الفکر بیروت۔

35. الجوھرۃ النیرۃ علی مختصر القدوری: ابو بکر بن علی الحدادی (وفات 800ھ) المطبعۃ الخیریۃ۔

36. حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح: احمد بن محمد الطحطاوی (وفات 1231ھ) دار الکتب العلمیہ بیروت۔

37. الدر المختار شرح تنویر الابصار: محمد بن علی علاء الدین الحصکفی (وفات 1088ھ) دار الفکر بیروت۔

38. رد المحتار حاشیہ علی الدر المختار: محمد امین بن عمر ابن عابدین شامی (وفات 1252ھ) دار الفکر بیروت۔

39. رفیق البرکات لاھل الزکوۃ: مفتی رفیق الحسنی، جامعہ اسلامیہ مدینۃ العلوم کراچی۔

40. الزواجر عن اقتراف الکبائر: احمد بن محمد ابو العباس ابن حجر الھیتمی (وفات 974ھ) دار الفکر بیروت۔

41. العقود الدریۃ فی تنقیح الفتاوی الحامدیہ: محمد امین بن عمر ابن عابدین شامی (وفات 1252ھ) دار المعرفۃ بیروت۔

42. العنایہ شرح الھدایہ: محمد بن محمد ابو عبد اللہ اکمل الدین بابرتی (وفات 786ھ) دار الفکر بیروت۔

43. غنیہ ذوی الاحکام حاشیہ علی درر الحکام: حسن بن عمار الشرنبلالی (وفات 1069ھ) دار الاحیاء الکتب العربیہ بیروت۔

44. فتاوی الولوالجیہ: عبد الرشید بن ابو حنیفہ ابو الفتح ظھیر الدین الولوالجی (وفات 540ھ) دار الکتب العلمیہ بیروت۔

45. فتاوی امجدیہ: مفتی محمد امجد علی اعظمی بن حکیم جمال الدین (وفات 1367ھ) مکتبہ نوریہ رضویہ کراچی۔

46. فتاوی تاتارخانیہ: عالم بن علاء الدین الحنفی (وفات) ادارۃ القرآن الاسلامیہ کراچی۔

47. فتاوی رضویہ: احمد رضا خان بن نقی علی خان اعلی حضرت القادری (وفات 1340ھ) رضا فاؤنڈیشن لاہور۔

48. فتاوی عالمگیریہ: نظام الدین بن قطب الدین سہالوی و لجنتہ (وفات 1160ھ) دار الفکر بیروت۔

49. فتاوی فقیہ ملت: مفتی جلال الدین امجدی (وفات 1422ھ) شبیر برادرز لاہور۔

50. فتاوی فیض رسول: مفتی جلال الدین امجدی (وفات 1422ھ) شبیر برادرز لاہور۔

51. فتاوی قاضی خان: حسن بن منصور فقیہ النفس اوزجندی (وفات 592ھ) قدیمی

کتب خانہ کراچی۔

52. فتاوی نوریہ: نور اللہ بن ابو النور محمد صدیق نعیمی بصیر پوری(وفات 1404ھ) دار العلوم حنفیہ فریدیہ،اوکاڑہ۔
53. فتح القدیر: محمد بن عبد الواحد کمال الدین ابن ہمام(وفات 861ھ) دار الفکر بیروت۔
54. الفقہ الاسلامی وادلتہ: وہبہ بن مصطفی الزحیلی(وفات1436ھ)دار الفکر بیروت۔
55. کتاب الزکوۃ: مفتی اعظم پاکستان مفتی منیب الرحمن صاحب، دار العلوم نعیمیہ کراچی۔
56. ماہنامہ اشرفیہ: علامہ نظام الدین رضوی، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور انڈیا۔
57. المبسوط: محمد بن احمد ابو سہل شمس الائمہ سرخسی(وفات 483ھ) دار المعرفہ بیروت۔
58. مجمع الأنہر فی شرح ملتقی الأبحر: عبد الرحمن بن محمد شیخی زادہ آفندی (وفات 1078ھ)دار إحیاء التراث العربی بیروت۔
59. المحیط البرہانی: محمود بن احمد ابو المعالی برہان الدین بخاری(وفات 616ھ) دار الکتب العلمیہ بیروت۔
60. مراقی الفلاح شرح نور الایضاح: حسن بن عمار الشرنبلالی(وفات1069ھ) دار الکتب العلمیۃ بیروت۔
61. منحۃ الخالق حاشیہ علی البحر الرائق: محمد امین بن عمر ابن عابدین شامی(وفات 1252ھ)دار الکتاب الاسلامی بیروت۔
62. الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ: احمد الحجی الکردی ولجنتہ، وزارۃ الاوقاف الکویت۔
63. النہر الفائق: عمر بن ابراہیم ابن نجیم الحنفی(وفات 1005ھ) دار الکتب العلمیۃ بیروت۔
64. نور الایضاح: حسن بن عمار الشرنبلالی(وفات1069ھ) المکتبۃ العصریہ بیروت۔

کتب اللغۃ:

65. المعجم اللغۃ العربیۃ المعاصرۃ: احمد مختار عبد الحمید عمر (وفات 1424ھ) عالم الکتب بیروت۔
66. المنجد: لویس معلوف، خزینہ علم وادب، اردو بازار لاہور۔

❖❖❖❖❖